تیسری دنیا کے سیاسی مدوجذر پر مبنی ناول
عوام کا نمائندہ
چنہوا اچیبے
NANGA
NANGA
NANGA
NANGA
NANGA
NANGA
ANGA
NGA
NANGA
NGA

تیسری دنیا کے سیاسی مدوجذر پر مبنی ناول

عوام کا نمائندہ

چھنوا اچیبے

مترجم

تنویر جہاں

مشعل

آر۔بی 5 ' سیکنڈ فلور' عوامی کمپلیکس

عثمان بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور 54600 ' پاکستان

دیباچہ

ایشیاء افریقہ اور لاطینی امریکہ نو آزاد یا نیم آزاد ملکوں کے ادیب اپنی تخلیقات میں نوآبادیاتی نظام کے بعد کی صورت حال پیش کر رہے ہیں۔ اس مقصد میں یقیناً ان کا یہ جذبہ بھی شامل ہوتا ہے کہ سیاسی، سماجی اور معاشی تبدیلیوں کے ساتھ ان معاشروں میں انسانی رشتے جس تخریر و تبدیلی کا شکار ہیں، ان سے بھی دنیاکو آ گاہ کیا جائے۔ صرف دنیا ہی کو آ گاہ نہ کیا جائے بلکہ کہانیوں، ناولوں، ڈراموں اور نظموں کے ذریعہ خود بھی اس تبدیلی کے عمل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں اور ان طبقوں کی آواز دور دور پہنچائی جائے جو غیر ملکی آ قاؤں سے آزادی کے باوجود جبر و استحصال کے شکنجے میں کسے ہوئے ہیں۔

افریقی ادب میں اس رجحان کے ساتھ ایک احساس یہ بھی ملتا ہے کہ سفید فام آ قاؤں نے محکوم کا، سیاسی اور اقتصادی استحصال ہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے ثقافتی اور تہذیبی سطح پر بھی ہر چیز کو تہس نہس کر دیا ہے۔ زبان کو بگاڑا رسوم و رواج کی رنگا رنگی ختم کی، جنگلوں، دریاؤں اور جانوروں کے ذریعے زمین کے ساتھ جو انسان کا رشتہ تھا، وہ بھی توڑ

رشتے جوڑ رہے ہیں۔ اس کوشش میں وہ صحیح انگریزی زبان لکھنا بھی ضروری نہیں سمجھتے اور مقامی انگریزی میں کہانیاں لکھتے ہیں جو افریقی زبانوں کے ساتھ مل کر بنی ہے اور جسے PIDGIN انگلش کہتے ہیں ایوس ٹوٹولا جیسے ادیب اس کا بھی خیال نہیں رکھتے اور غالباً دانستہ اس سے بھی زیادہ غلط انگریزی لکھتے ہیں۔ روحوں' بھوت پریت اور جادوٹونے کی کہانیاں چونکہ مغرب میں بہت مشہور ہیں اس لئے ٹوٹولا اپنی غلط ملط انگریزی سے بھی قارئین کو بہت متاثر کرتا ہے لیکن قدیم رسم ورواج سے محبت اور انہیں اپنے معاشرتی نظام کا ایک لازمی حصہ سمجھنے والوں میں صرف ٹوٹولا جیسے مرد ہی شامل نہیں ہیں' نوبل انعام پانے والا ڈرامہ نگار اور ناول نویس شوئنکا نے بھی اپنے کئی ڈراموں میں رسوم اور ان توہمات کو موضوع بنایا ہے اور ان کے ساتھ اپنی ہمدردی اظہار کیا ہے۔ اس کا مشہور ڈرامہ Death and the King Horseman ایک ایسے موضوع پر ہے جو آج کی حقیقت پسندانہ زندگی میں قابل یقین نہیں مگر شوئنکا اسے ایک حقیقت بنا دیتا ہے۔ قبیلے کے سردار کی موت کے ساتھ ہی ضروری ہوتا ہے کہ اس کا سپہ سالار بھی اس کے ساتھ ہی مر جائے اس کے لئے کسی بیرونی امداد کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ سالار سردار کی لاش کے ساتھ رات بھر بیٹھا رہتا ہے اور خود بخود اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔ علاقائی انگریز افسر اسے خودکشی گردانتا ہے اور ایک انسان کی موت روکنے کے لئے وہ قانون کا سہارا لیتا ہے۔ سپہ سالار کو قید کر لیتا ہے۔ قیدی سردار تو بچ جاتا ہے لیکن اس کا بیٹا جسے انگریزوں نے میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے انگلستان بھیجا ہے۔ اچانک واپس آ جاتا ہے اور باپ کی جگہ وہ مر جاتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس قسم کے موضوع مغربی قاری کو خوش کرنے کے لئے پیش کئے جاتے ہیں لیکن عقیدے کی بھی پختگی کے ساتھ انہیں پیش کیا جاتا ہے وہ بجائے خود اپنی جگہ ایک سچی اور حقیقی کہانی بن جاتی ہے۔

افریقی ادب میں سب سے نمایاں اور بہت بڑا حصہ نائجیریا کے ادیبوں کا ہے۔ شوئنکا نے نوبل انعام حاصل کیا۔ ان کے علاوہ ایموس ٹوٹولا' ٹی ایم الوکو' سپرمین اکومین اور جے پی کلارک دنیا بھر میں جانے جاتے ہیں۔

چینوا اچے بے (Chinua Achebe) شاید ان سب میں زیادہ مشہور ہے۔ وہ شوئنکا سے بھی پہلے کا لکھ رہا ہے اور اسے شہرت بھی بہت پہلے حاصل ہوگئی تھی۔ اس کا ناول Things Fall Apart نے 1958ء میں ہی تہلکہ مچا دیا تھا۔ اچے بے بھی نائجیریا

کے سیاسی اور معاشی حالات کو موضوع بناتا ہے لیکن وہ خاص طور پر مغربی قاری کے لئے نہیں لکھتا۔ اسی لئے وہ خالص مقامی حالات اور مقامی واقعات کے بارے میں زیادہ وضاحت نہیں کرتا وہ فرض کر لیتا ہے کہ ان سب چیزوں سے اس کا قاری بخوبی واقف ہے۔ اسی لئے وہ عام بول چال کی زبان استعمال کرنے میں بھی کسی پریشانی کا شکار نہیں ہوتا۔

اچے بے بھی اپنے ناولوں کے ذریعہ افریقہ اور بالخصوص نائجیریا کے لوگوں کو یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ آزادی کے بعد اس کے ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ سفید فام آقاؤں کی کرسی جن کالے آقاؤں نے سنبھالی ہے' عام آدمی اور اپنے ملک کے ساتھ ان کا رویہ اور ان کا برتاؤ کیا ہے۔ بیسویں صدی میں نائجیریا اور خاص طور سے اس کے اپنے قبیلے ایبو (IBO) پر کیا گزر رہی ہے۔ اس کا ناول Things Fall Apart میں انگریزوں کی آمد سے قبل کی قبائلی زندگی Row of God میں انگریز افسروں اور عیسائی مشنریوں کی 1920ء کی سازش اور دیہی زندگی No Longer at Ease میں 1950ء کی ملی جلی تہذیب وثقافت اور Man of the People میں آزادی کے بعد سیاستدانوں کی بدعنوانی دھوکہ فریب اور غریب عوام کی بے بسی، اس کے موضوع بیں سال کی خاموشی کے بعد 1987ء میں اچے بے کا جو نیا ناول Anthills of Savanah شائع ہوا ہے۔ اس کا موضوع 1970ء سے 1980ء تک نائجیریا میں فوجی حکمرانوں کی آمریت ہے۔

زیرِ نظر ناول عوام لیڈر میں لیڈر میں ہمیں اپنی کہانی نظر آتی ہے۔ اقتدار کرنے کے لئے سیاسی جوڑ توڑ اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد ذاتی مفادات کا حصول۔ ان مقاصد کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو دور کرنے گھٹیا سے گھٹیا حربے کا استعمال اچے بے نے اس ناول میں صیغہ واحد متکلم استعمال کر کے اپنے آپ کو بہت زیادہ ملوث کر لیا ہے اور اب ساتھ پیش آنے والے واقعات کو ناول کے مرکزی کردار نے اپنے ملک کی تاریخ بنا دیا ہے یہی اس ناول کی خوبی ہے۔ عام طور پر سیاسی ناول ایک قسم کی دستاویزی فلم بن جاتے ہیں اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ سیاسی ناول لکھنا بہت مشکل کام ہے لیکن اچے بے اس تنے ہوئے رسے پر سے نہایت آسانی کے ساتھ گزر گیا ہے۔

عوامی لیڈر نانگا کے ساتھ اس کا تعلق نانگا کی ہونے والی دوسری بیوی کے

ساتھ کا ربط بہ ضبط اپنے والد کے ساتھ اس کا رویہ اپنی دوست کے ساتھ رات گزارنے کی کوشش اور نانگا کی طرف سے نرس کی سازش اور پھر نوجوان سیاسی لیڈر میکس کی سیاسی شکست' یہ سب واقعات نہایت مہارت اور خوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ دستاویزی فلم بن جانے کا کہیں احساس نہیں ہوتا۔

اس ناول میں اچے بے اپنے ملک یا کسی نوآزاد افریقی یا ایشیائی ملک) کے سیاستدان کے چہرے پر سے ہی نقاب نہیں اٹھاتا بلکہ ان ملکوں کے عام آدمی کی ذہنیت کا بھانڈہ بھی بھوڑتا ہے اگر سیاستدان بے ایمانی' بد دیانتی اور فریب دہی کرتے ہیں تو عام آدمی بھی اپنی سادہ لوحی یا خودغرضی کی بنا پر انہیں امداد وتعاون فراہم کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ناول کا مرکزی کردار اوڈیلی کی زبان سے اچے بے کہتا ہے:

''اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ نانگا جیسے انسان جو غریب اور بے قدری سے اٹھ کر اعلیٰ مقام تک پہنچتا ہے' تھوڑی کوشش اور ترکیب کے بعد اس بات پر آمادہ کیا جا سکتا ہے وہ سب کچھ تج دے تو اسے انسانی سرشت سے لاعلمی ہی کہا جائے گا جو آدمی بارش میں بھیگتا اندر آیا ہے اور اس نے اپنے آپ خشک کیا ہے اس شخص کے مقابلے میں جو اندر بیٹھا دوبارہ بارش میں جانے پر راضی نہیں ہوگا اور ہم میں سے کوئی بھی ایک زمانہ سے اندر نہیں بیٹھا کہ وہ کہہ سکے ''جہنم میں جائے سب کچھ۔''

اس فلسفہ سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن جس مقصد کی طرف اس میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اسے (چند شخصیات کو جھٹلایا بھی نہیں جا سکتا۔ ناول میں فتح آخرکار بدمعاشی اور بددیانت نانگا کی ہوتی ہے اور غیبت پسند اور آدرش وادی میکس سیاست کی قربان گاہ پر اپنی جان نچھاور کرتا ہے لیکن کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی۔ جنگ جاری رہتی ہے اور آخر میں اوڈیلی کہتا ہے:

''ایسے نظامِ حکومت میں ایک انسان اس وقت اچھی موت مرتا ہے جب اس کی زندگی کسی دوسرے شخص کو اتنا متاثر کر دے کہ وہ لالچ کے بغیر اس کے قاتل کے سینے میں گولیاں پیوست کر دے۔''

اچے بے 1930ء میں نائجیریا کے قبیلے ایبو میں پیدا ہوا۔ نائجیریا کے عیسائی قبیلے پڑھے لکھے اور خوش حال تھے۔ اس نے نائجیریا کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ پھر ایک طباعتی ادارے کا ڈائریکٹر بن گیا۔ 1961ء سے 1966ء تک ریڈیو کا ڈائریکٹر رہا۔ ناولوں کی شہرت کے بعد امریکہ کی میساچوسٹس یونیورسٹی میں استاد بن گیا۔ وہاں سے امریکی ریاست کنکٹی کٹ یونیورسٹی میں چلا گیا جہاں وہ 1976ء تک رہا وہاں سے وہ واپس نائجیریا آیا اور این سوکا یونیورسٹی ادب کا پروفیسر ہوگیا۔ آج کل وہ نائجیریا اور این سوکا یونیورسٹیوں میں پڑھاتا ہے۔ بیس سال تک اس نے کوئی ناول نہیں لکھا تھا۔ 1987ء میں اس کا نیا ناول Anthills of Savanah شائع ہوا ہے۔ دنیا بھر کے نقادوں نے اس ناول کو بہت پسند کیا ہے۔

اب ایک دو باتیں ترجمہ کے بارے میں بھی ہو جائیں تنویر جہاں نے اس ناول کا ترجمہ کیا ہے۔ ان کی یہ پہلی کوشش ہے اس اعتبار سے وہ واقعی کامیاب ہیں۔ افریقی ادیبوں کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک مشکل ضرور پیش آتی ہے۔ یہ لوگ بگڑی یا بگاڑی ہوئی انگریزی (Pindgin English) لکھتے ہیں۔ خاص طور سے مکالموں میں اس کا بہت استعمال کرتے ہیں۔ اصولی طور پر تو اس کا ترجمہ کیا ہی نہیں جا سکتا لیکن تنویر جہاں نے اس کا ترجمہ کر دیا ہے۔ بڑی ہمت ہے ان کی' البتہ گیتوں کا وہ ترجمہ نہیں کر سکیں جو افریقی معاشرہ کو سمجھنے کے لئے ضروری تھے۔ بہر حال ترجمہ مجموعی طور پر اچھا ہے۔

مسعود اشعر

پہلا باب

اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ معزز چیف ایم۔اے نانگا ملک کے سب سے زیادہ عوامی سیاستدان تھے۔آپ شہر یا اس کے آبائی گاؤں اناطہ میں کسی سے پوچھ لیں جواب ملے گا کہ وہ عوامی نمائندہ ہیں۔ مجھے شروع میں ہی یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے ورنہ جو کہانی میں سنانے جا رہا ہوں بے معنی ہو جائے گی۔

اناطہ گریمر سکول میں جہاں میں اس وقت پڑھا رہا تھا' اس دو پہر وہ سٹاف اور طالب علموں سے خطاب کرنے والے تھے۔ وہ زبردست سیاسی بیداری کے دن تھے چنانچہ لوگ معمول کے مطابق بڑی تعداد میں جمع ہو گئے۔اسمبلی ہال میں گنجائش سے تین گنا بڑا مجمع اکٹھا تھا۔ بہت سے دیہاتی ڈائس کے پائے تک فرش پر بیٹھے تھے۔ میں نے ایک نظر مجمع پر ڈالی اور وقتی طور پر باہر ہی ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔

پانچ یا چھ رقاص گروپ باہر صحن میں مختلف جگہوں پر رقص کر رہے تھے۔خود پسند خواتین کی انجمن کی ہردلعزیز عورتوں نے قیمتی لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ بہت زیادہ شور شرابے کے باوجود گانے والے کی لوچ دار آواز میں آسانی سے گیت سنے جا سکتے تھے۔انہوں نے گانے والی کا نام ''گراموفون'' رکھا تھا۔ ذاتی طور پر میں خواتین کے رقص کی طرف توجہ نہیں دیتا لیکن جب یہ لوگ گا رہے ہوں تو سننا پڑتا ہے۔اب وہ میچا کی وجاہت بیان کر رہی تھی۔ جیسے وہ عقاب کے پھرتیلے اور ترشے ہوئے جسم سے تشبیہ دے رہی تھی کہ دور دراز کی سیاحت کرنے والے سیاح بھی اس کی ہردلعزیزی کے معترف تھے۔ یہ میچا بلاشبہ محترم چیف نانگا ہی تھے جن کی ہردلعزیزی پر سب رشک کرتے ہیں اور ان کی راہ میں کانٹے بچھاتے ڈرتے ہیں۔شکاریوں کی وردی میں ملبوس شکاری کلب کی ارکان کی آمد نے مجمع میں ہلچل مچا دی۔ یہاں تک کہ کچھ دیر کے لئے ''گراموفون'' نے

بھی گانا بند کر دیا۔ یہ لوگ کسی کی موت یا کسی اہم تقریب کے سوا کبھی باہر نہیں آتے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے انہیں آخری مرتبہ کب دیکھا تھا۔ انہوں نے بھری ہوئی بندوقیں کھلونوں کی طرح اٹھا رکھی تھیں۔ بندوقوں کی نال دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں ٹکراتے ہوئے وہ شکاری آپس میں جنگجوؤں کے انداز میں سلامی دیتے۔ مائیں اپنے بچوں کو سینے سے چمٹا لیتی اور کھینچ کر دور لے جاتیں۔ کبھی کبھی کوئی شکاری کسی کھجور کے درخت کی شاخ کا نشانہ لیتا اور درمیان سے توڑ دیتا۔ ہجوم تالیاں بجاتا۔ لیکن اس قسم کے نشانے بہت کم لئے جاتے۔ زیادہ تر شکاری اپنی بارود کو وزراء کے استقبال کے لئے بچا کر رکھتے کیونکہ موجودہ حکومت چار سال میں دوسری چیزوں کی طرح بارود کی قیمت میں بھی کئی بار اضافہ کر چکی تھی۔

میں اس شور شرابے میں ایک طرف کھڑا وزیر کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے اپنے حلق میں شدید کڑواہٹ کا احساس ہوا۔ یہ احمق اور جاہل دیہاتی ان لوگوں میں سے ایک ایسے آدمی کے انتظار میں پاؤں توڑ رقص کر رہے تھے اور اپنا بارود ضائع کرنے کا انتظار کر رہے تھے۔ جنہوں نے ملک کو افراط زر کی گہرائیوں میں دھکیل دیا تھا۔ میں کسی معجزے کسی طوفانی صدا کا منتظر تھا جو اس تقریب کا پانسا پلٹ دے اور ان احمقوں کو کچھ مفید سچائیوں کا پتہ دے لیکن یہ سب کچھ بے سود تھا۔ یہ لوگ نہ صرف جاہل بلکہ مقدر پرست بھی تھے۔ انہیں یہ بتایا جائے کہ اس آدمی نے امیر بننے کے لیے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہے تو میرے باپ کی طرح وہ بھی یہی کہیں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے اگر قسمت نے تر نوالا منہ میں ڈال ہی دیا ہے تو اسے اُگل دیا جائے۔

میں ہمیشہ سے مسٹر نانگا کو ناپسند نہیں کرتا تھا۔ تقریباً سولہ سال پہلے وہ میرے استاد تھے اور میں ان کا عزیز شاگرد۔ مجھے یاد ہے تب وہ ہردلعزیز، جوان، خوبرو اور وجیہہ انسان تھے۔ وہ خاص طور پر اپنی سکاؤٹ ماسٹر کی وردی میں بہت جچتے تھے۔ سکول کی ایک دیوار پر صاف ستھری وردی میں ملبوس سکاؤٹ ماسٹر کی تصویر آویزاں تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ آیا آرٹ کے استاد کے ذہن میں تصویر بناتے وقت مسٹر نانگا کی تصویر ہی کہتے تھے۔ یہی بہت تھا کہ یہ دونوں وجیہہ اور موثر شخصیت کے اسکاؤٹ ماسٹر تھے۔ اس تصویر میں سکاؤٹ ماسٹر نے اپنے ہاتھ سینے پر باندھے ہوئے تھے اور دایاں پاؤں سلیقے سے کاٹے

ہوئے درخت کے ایک تنے پر رکھا ہوا تھا۔ خوش نما رنگین پھولوں سے فریم کے چاروں کونوں کو آرائش کی گئی تھی اور نیچے یادگار الفاظ کندہ تھے ''میری دولت نہیں بلکہ میرا کردار میری ملکیت ہے'' یہ بات 1948ء کی ہے۔

جلد ہی نانگا سیاست میں حصہ لینے لگا اور اس نے پارلیمنٹ کی نشست جیت لی ان دنوں یہ کام آسان تھا کیونکہ ہمیں ووٹ کی قیمت معلوم نہیں تھی چند سال بعد میں اس کے بارے میں اخباروں میں خبریں پڑھتا اور ایک طرح سے اس پر فخر کرتا۔ ان ہی دنوں میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تھا اور عوامی تنظیم پارٹی کی طالب علم شاخ کا خاصا سرگرم رکن تھا۔ تب 1940ء میں پارٹی میں ایک رسوا کن واقعہ ہوا اور میں اس کے سحر سے مکمل طور پر آزاد ہو گیا۔

ان دنوں مسٹر نانگا حکمران پارٹی کے ایک گمنام رکن تھے۔ عام انتخابات نزدیک تھے۔ پی۔او۔پی ملکی سطح پر بہت مقبول تھی اور الیکشن میں شکست کے امکان کا کوئی خوف نہیں تھا کیونک حریف پارٹی کمزور اور غیر منظّم تھی۔

تب کافی کی بین الاقوامی منڈی میں سرد بازاری آ گئی۔ حکومت کو راتوں رات زبردست مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا ''کم از کم ہمیں یہی محسوس ہوتا تھا'' ویسے بھی کافی ہماری معیشت کا سہارا تھی جس طرح کافی کے کاشت کار کے پشت پناہ تھے۔

اس وقت کا وزیرخزانہ بہت اچھا ماہر معاشیات تھا جس نے پبلک فنانس میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اس نے صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے کابینہ میں ایک جلد منصوبہ پیش کیا۔

وزیراعظم نے اس منصوبے کو بری طرح رَد کر دیا۔ وہ کافی کے کاشت کاروں کو کم قیمت ادا کر کے اس نازک مرحلے پر انتخاب ہارنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔ نیشنل بینک کو مزید پونڈ چھاپنے کی ہدایت کی گئی۔ کابینہ کے دو تہائی ارکان نے وزیر کی حمایت کی۔ اگلی صبح وزیراعظم نے انہیں برطرف کر دیا اور شام کو انہوں نے قوم سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ برطرف کئے جانے والے وزراء سازشی اور غدار ہیں جو غیر ملکی تخریب کاروں سے مل کر نو آزاد قوم کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے یہ تقریر اچھی طرح یاد ہے بلاشبہ اس وقت کوئی بھی حقیقی صورتِ حال سے

با خبر نہیں تھا۔ اخباروں اور ریڈیو نے وزیراعظم کی من گھڑت کہانی کو صحیح پیش کیا۔ ہم لوگ بھی بہت برہم ہوئے۔ ہم نے طالب علم یونین کا ہنگامی اجلاس طلب کیا اور اپنے رہنما وزیراعظم کے لئے اعتماد کا ووٹ منظور کر کے ان بدمعاشوں کی گرفتاری کے لئے قانونی کارروائی کا مطالبہ کیا۔ سارا ملک لیڈر کے ساتھ تھا۔ جگہ جگہ احتجاجی مظاہرے ہوئے۔

یہی وہ مقام تھا جہاں میں نے ہمہ گیر آہ وزاری میں پہلی مرتبہ ایک نئی، خطرناک اور منحوس صورتِ حال دیکھی۔

ایک سرکاری جریدے ''ڈیلی کرانیکل'' نے اپنے ایک اداریہ میں اس بدمعاش گروہ کے متعلق لکھا کہ وہ سب یونیورسٹی سے فارغ التحصیل، انتہائی تعلیم یافتہ پیشہ ور لوگ ہیں (میرے پاس اس اداریہ کا تراشہ محفوظ ہے)۔ جس طرح ایک دندان ساز خراب دانت لوگوں کے منہ سے نکال پھینکتا ہے اسی طرح اب ہمیں اپنی سیاست سے ایسے تمام گھٹیا مغرب کے پٹھوؤں کو نکال باہر کرنا چاہئے جو معاشیات کی اضافی کتب میں الجھے ہوئے اور سفید فام لوگوں کی عادات و اطوار اور طرزِ گفتگو کی نقالی کرتے ہیں۔ ہمیں افریقی ہونے پر فخر ہے۔ ہمارے اصلی رہنما آکسفورڈ کیمبرج، یا ہارورڈ کے سند یافتہ نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو عوامی زبان بولتے ہیں لعنت ہے ایسی ملعون اور مہنگی یونیورسٹی کی تعلیم پر جو ایک افریقی کو اپنے قدیم اور شاندار افریقی کلچر سے بیگانہ کر دیتی ہے، اور وہ اپنے آپ کو عوام سے بلند سمجھنے لگتا ہے۔

دوسرے اخباروں نے لکھا کہ برطانیہ میں بھی جہاں بدمعاش گروپ نے نام نہاد تعلیم حاصل کی ہے۔ خزانے کا چانسلر بننے کے لئے ماہر اقتصادیات ہونا یا وزیر صحت بننے کے لئے ڈاکٹر ہونا ضروری نہیں۔ اصل بات پارٹی سے وفاداری ہے۔

میں اس دن مہمانوں کی گیلری میں ہی موجود تھا جب وزیراعظم نے اکثریت سے اعتماد کا ووٹ حاصل کیا اور اس دن حقیقت کھلے طور پر منکشف ہوگئی لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہ دی۔ مجھے برطرف وزیر خزانہ کی پژمردہ شکل یاد ہے جب وہ یتم کے ساتھ چیمبر میں داخل ہوئے۔ اس وقت اراکین اور مہمانوں نے ان پر آوازیں کسیں۔ اسی ہفتہ مشتعل ہجوم نے اس کی کار کو تباہ کر دیا اور اس کے گھر پر سنگ باری کی۔ ایک اور برطرف وزیر کو کار سے باہر کھینچا۔ مار مار کر بے ہوش کیا اور سڑک پر تقریباً پچاس قدم تک گھسیٹا گیا،

پھر ہاتھ پاؤں باندھ کر اور منہ میں کپڑا ٹھونس کر سڑک کے کنارے پھینک دیا گیا جب اسمبلی کا اجلاس ہوتو وہ ہسپتال میں زیر علاج تھے۔

میرا پارلیمنٹ کا یہ پہلا اور آخری چکر تھا اور مسٹر نانگا کو 1948ء کے بعد جب وہ مجھے پڑھاتے تھے۔ پہلی بار دیکھا تھا۔

وزیراعظم نے تین گھنٹے تک تقریر فرمائی اور اس کے ہر لفظ پر تالیاں بجیں۔ اسے 'چیتا' شیر' آسمان' یکتا و یگانہ' سمندر' اور نہ جانے کن کن خطابات سے نوازا گیا۔ وزیراعظم نے کہا شرارت پسند گروہ اپنی مکروہ سازش میں موقع پر پکڑا گیا اور غیر ملکی دشمنوں کے ساتھ ساز باز کر کے اس حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا تھا جو عوام کی ہے اور عوام کے لئے ہے۔

''انہیں پھانسی دی جائے'' پچھلی نشستوں سے مسٹر نانگا اونچی آواز میں چلائے۔ یہ مداخلت اتنی اونچی اور واضح تھی کہ اگلے روز روزنامہ ''بنسرڈ'' میں ان کے نام کے ساتھ یہ بیان شائع کیا گیا۔ اجلاس کے دوران وہ پیچھے بیٹھے شکاری کتوں کی طرح رسّی تڑوا کر اپنے شکار پر جھپٹنے کی کوشش کرتا رہا۔

اگر مسٹر نانگا کی مداخلتوں کا حساب لگایا جائے تو وہ ایک گھنٹے بھر کی بھوں بھوں تک پہنچ سکتی ہے۔ جیب میں وہ دخل اندازی کے لئے لپکتا یا تمسخر آمیز قہقہہ لگانے کے لئے بھوکے لکڑ بگّے کا ساتھ دینے بیٹھ جاتا تو پسینہ ان کے چہرے سے ٹپکتا ہوتا۔

جب وزیراعظم نے کہا ان احسان فراموش لوگوں نے اس شخص کی پیٹھ میں خنجر گھونپا ہے جو انہیں گمنامی کے غار سے نکال لایا تھا تو کچھ اراکین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

مسٹر نانگا نے کہا ''انہوں نے اس انگلی کو بھنبھوڑ ڈالا ہے جس سے ان کی ماں نے انہیں کھانا کھلایا تھا۔ یہ بات بھی روزنامہ بنسرڈ میں چھپی جس کا تراشہ میرے سامنے ہے۔ البتہ اس دن شعلہ بار فضا کو کتاب کے سرد لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

اس وقت میرے احساسات کیا تھے؟ مجھے یاد نہیں تاہم میں نے ساری کارروائی کو عجیب وغریب جانا تھا یا اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کہانی کا کوئی اور رُخ بھی ہوسکتا ہے۔ وزیراعظم بول رہے تھے۔ انہوں نے اپنا مشہور (یا بدنام زمانہ) اعلان کیا۔ ''آج سے ہمیں اپنی بیش قیمت آزادی کا سختی سے تحفظ کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنی اور افریقہ

کی تقدیر کا فیصلہ ان مغربی تعلیم یافتہ گھمنڈی اور دوغلے دانشوروں پر نہیں چھوڑنا چاہئے جو اپنے معمولی مفاد کی خاطر اپنی ماؤں کو بھی بیچنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس عرصے میں مسٹر نانگا نے کم از کم دو مرتبہ ''انہیں پھانسی دو انہیں پھانسی دو'' کا شور مچایا مگر اس کی آواز شوروغل میں دب گئی اس لئے ریکارڈ میں نہ آسکی۔

مجھے سابق وزیراعظم' ڈاکٹر میکانڈے کی شخصیت آج بھی یاد ہے۔ لمبا قد' شائستہ غمزدہ اور سوچنے والا' میں نے ان کے الفاظ سننے کے لیے اپنے کان کھڑے کئے۔ وزیراعظم سمیت پورے ہاؤس نے انہیں زبردستی چپ کرانے کی کوشش کی۔ وہ بڑا خوفناک منظر تھا۔ سپیکر نے نظم وضبط برقرار رکھنے کے لئے اپنا موگرا توڑ دیا لیکن اس غل غپاڑے سے وہ بھی لطف اندوز ہو رہے تھے۔ مہمانوں کی گیلری سے گلا پھاڑ پھاڑ کر گاڑیاں برآمد ہو رہی تھیں۔ غدار' بزدل' تمہاری ماں کی ایسی کی تیسی۔ یہ آخری گالی ڈیلی گرانیکل کے مدیر کی تھی جو میرے نزدیک ہی بیٹھا تھا۔ جوابی قہقہے سے شہہ پا کر اپنی ''بذلہ سنجی'' کے اس نمونے کو اگلے دن اس نے اپنے اخبار میں چھاپ بھی دیا اگرچہ ڈاکٹر میکانڈے' سابق وزیرخزانہ نے اپنی تقریر پڑھ کر سنائی جو اچھی طرح تیار کی گئی تھی لیکن ''بنسرڈ'' نے اس کا حلیہ بگاڑ کر شائع کی جس سے وہ تقریر سراسر بے معنی ہوگئی اس میں حسب توقع ڈیڑھ کروڑ پونڈ چھاپنے کا ذکر نہ تھا بلکہ ڈاکٹر میکانڈے سے ایسے الفاظ کہلوائے گئے جو انہوں نے نہیں کہے تھے۔ مختصر یہ کہ بنسرڈ کے عملے نے قطعی نئی چیز چھاپ دی جو برطرف وزیر کی موجودہ کسمپرسی کا پتہ دیتی تھی۔ مثلاً انہوں نے اس کے منہ سے یہ الفاظ کہلوائے۔ ''وہ ایک ذہین ماہر معاشیات کے طور پر سارے یورپ میں مشہور تھے'' جب میں نے یہ پڑھا تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اگرچہ مجھ پر آسانی سے رقت طاری نہیں ہوئی''

یہ شرمناک واقعہ اس تفصیل کے ساتھ میں نے اس لئے سنایا ہے کہ میں یہ واضح کرسکوں کہ معزز چیف نانگا کے لئے میں اس وقت بھی زیادہ جوشیلا پن نہیں رکھتا تھا کیونکہ انہوں نے وزارتی نشستوں کو خالی دیکھ کر اتنا لالچ کیا تھا۔

سکول کا پرنسپل اور مالک دبلا پتلا جوناتھن نیوکیگے نامی شخص تھا وہ لوکل کونسل کی سطح کی سیاست میں بہت سرگرم تھا اور ہمیشہ بڑبڑاتا رہتا کہ حکمران جماعت نے اس کی

خدمات کی قدر نہیں کی کیونکہ اسے کسی پبلک کارپوریشن میں تکڑی ملازمت نہ مل سکی تھی مگر وہ برہم ہونے کے باوجود مایوس نہیں تھا کیونکہ موجودہ استقبالیہ کی شاندار تیاریاں اس کی گواہ تھیں۔شاید وہ مجوزہ کارپوریشن میں، جوحکومت کی ناقابل استعمال املاک ''مثلاً'' پرانے غالیچے' کرسیاں بجلی کے پنکھے' ناقابل استعمال ٹائپ رائٹر اور دیگر کاٹھ کباڑ'' کوٹھکانے لگانے کے لئے تیاری کی جانے والی تھی وہ اس کے لئے آس لگائے بیٹھا تھا۔خدا کرے یہ جگہ اسے مل جائے اسے سکول سے نکالنے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔

اسے ضد تھی کہ اس کے استقبال کے لئے طالب علموں کو سڑک سے سکول کے دروازے تک کھڑا ہونا چاہئے اور اساتذہ وزیر سے متعارف ہونے کے لئے طالب علموں کی قطار کے آخر میں کھڑے ہوں۔

میں نے بچوں کی طرح قطار میں کھڑے ہونے پر اعتراض کیا تھا کہ دوسرے اساتذہ بھی میری طرح آواز اٹھائیں گے لیکن اس سکول میں تمام اساتذہ گردن سے اوپر مردتھے۔میرے دوست اور رفیق کار انڈر یوکوبی نے بھی میرا ساتھ دینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اور وزیر ایک ہی گاؤں کے رہنے والے تھے۔میں اس کی فرسودہ قبائلی وفاداری کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟

جونہی گاڑیوں کی لمبی قطار کے آگے وزیر کی کیڈلک پہنچی تو شکاریوں نے اپنی آخری گولیاں بھی چلا دیں اور خوشی سے اپنی بندوقیں اچھالنے لگے۔رقاصوں نے اپنی اچھل کود سے خشک ہوا کو گرد آلود کر دیا۔اس شور شرابے میں گانے والی ''گراموفون'' کی آواز بھی دب گئی۔وزیر زرق برق قیمتی لباس میں ملبوس سونے کی زنجیر پہنے اترے۔ انہوں نے جانور کی کھال کا پنکھا لہرا کر استقابلیہ نعروں اور تالیوں کا جواب دیا (جانور کی کھال کا پنکھا کینہ پرور دشمنوں کے بداثرات سے بچانے کے لئے ہوتا ہے) بلاشبہ وہ شخص ہمیشہ کی طرح خوبصورت اور نوجوان لگ رہا تھا۔سکول کے مالک نے اب اس کا تعارف اساتذہ سے کروانا شروع کیا اور قطار کے سرے پر کھڑے سینئر ٹیوٹر سے سب سے پہلے ملوایا اگر چہ میرے پاس سینئر ٹیوٹر کی حالت کا مشاہدہ کرنے کے لیے وقت نہیں تھا لیکن مجھے یقین تھا کہ اس کے نتھنوں میں حسب معمول نسوار کے نشانات موجود تھے۔وزیر نے ہر ایک کے ساتھ خوش مزاجی سے گفتگو کی۔اس وقت اس کی مسکراہٹ حقیقی لگتی تھی اور اس پر شک

کرنا ذلت کی بات تھی۔اب میری باری تھی۔ میں نے اپنے ہاتھ کو سخت کر کے آگے بڑھایا۔ مجھے ذرا خیال نہیں تھا کہ وہ مجھے پہچان لے گا نہ ہی میں اسے یاد کروانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ہمارے ہاتھ ملے، میں نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔ ان کی مسکراہٹ سوچ میں بدل گئی۔اس نے اپنا بایاں ہاتھ زور سے بولتے سکول کے مالک کو چپ کروانے کے لئے لہرایا جس نے وہی طوطا کہانی شروع کر دی تھی جو وہ کم وبیش پندرہ دفعہ دہرا چکا تھا۔''مجھے فخر ہے کہ میں جناب کا تعارف۔''

ہاں ٹھیک ہے ٹھیک ہے انہوں نے کسی خاص شخص کو مخاطب کرنے کے بجائے یونہی کہہ دیا۔اس کے بعد مجھے غور سے دیکھ کر پوچھا''تم اڈیلی ہو؟''''جی ہاں جناب'' اس سے پہلے کہ الفاظ پوری طرح میرے منہ سے نکلتے اس نے اپنے بازوؤں کا حلقہ میرے گرد پھیلا دیا ان کے بے ہنگم لباس میں میرا دَم گھٹنے لگا۔آپ کی یادداشت کمال کی ہے'' میں نے کہا''یہ کم از کم پندرہ سال پہلے کی بات ہے'' اس نے اگرچہ اپنے دونوں بازوؤں سے مجھے رِہا کر دیا ابھی تک میرے کندھوں پر ٹکا ہوا تھا۔وہ سکول کے مالک کی طرف مڑے اور فخر سے کہا۔

میں نے اسے پڑھایا ہے۔''

تیسری جماعت میں''میں نے کہا''

''بالکل'' وہ تیزی سے بولے ایسا لگا کہ اگر ان کا گمشدہ بیٹا بھی مل جاتا تو وہ اتنا خوش نہ ہوتے۔ یہ ہمارے سکول کا ایک ستون ہے۔ مالک نے صورتِ حال کو سمجھتے ہوئے میرے متعلق کہا۔ میرے سکول میں آنے کے بعد پہلی دفعہ اس نے میرے متعلق اچھے کلمات ادا کئے تھے۔

''شاباش اوڈیلی'' وزیر نے خوشی سے کہا اور پھولے ہوئے سانس سے پوچھا ''یہ سارا عرصہ تم کہاں رہے''

میں نے بتایا کہ میں یونیورسٹی میں داخل ہو گیا تھا اور گذشتہ اٹھارہ ماہ سے یہاں پڑھا رہا ہوں۔''بہت لائق لڑکا ہے''انہوں نے کہا۔ پتہ تھا کہ یہ یونیورسٹی میں جائے گا۔ میں اس کی جماعت کے دوسرے لڑکوں سے کہا کرتا تھا کہ اوڈیلی ایک دن بڑا آدمی بنے گا

اور وہ اسے ''جناب جناب'' کہہ کر جواب دیں گے۔ تم نے مجھے بتایا نہیں کہ تم یونیورسٹی سے کب فارغ ہوئے۔ کم از کم مجھے اطلاع تو دینی چاہیئے تھی۔

''جی'' میں نے خوشی سے کہا۔ میں جانتا تھا کہ ایک وزیر کتنا مصروف......''

''مصروف؟ بکواس۔ تمہیں علم نہیں کہ وزیر کے معنی نوکر کے ہوتے ہیں؟ مصروف ہو یا نہ ہو اسے اپنے مالک کا حکم بجالانا ہوتا ہے''

سب نے ان کی بات پر تالیاں بجائیں اور قہقہے لگائے۔ انہوں نے میری کمر پر دھپ جمائی اور کہا استقبالیہ کے بعد مجھ سے ضرور ملنا۔

''اگر تم نہ ملے تو میں تمہاری گرفتاری کے لئے اپنا اردلی بھیج دوں گا''۔ میں ہجوم کی نگاہوں میں ہیرو بن گیا تھا اور اس صورتِ حال سے بدحواس سا ہو گیا تھا۔ اچانک اردگرد کی ہر چیز غیر حقیقی لگنے لگی تھی۔ آوازیں دور سے آتی محسوس ہو رہی تھیں۔ مجھے احساس تھا کہ مجھے اپنے آپ سے ناراض ہونا چاہیئے مگر ایسا نہیں تھا۔ شاید میں اب تک سیاست کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتا تھا جو بالکل غلط بات تھی۔ میں جب دوبارہ حقیقی دنیا میں لوٹا تو میں نے وزیر کو ایک دوسرے استاد سے کہتے سنا۔ ''بہت خوب۔ بعض اوقات مجھے درس و تدریس کا پیشہ چھوڑنے کا بہت ملال ہوتا ہے۔ بے شک میں آج ایک وزیر ہوں لیکن خدا کی قسم میں اتنا خوش نہیں ہوں جتنا اس وقت تھا جب کہ میں ٹیچر تھا''۔ میری یادداشت قدرتی طور پر اچھی ہے۔ اس دن تو یہ بہت ہی اچھی تھی۔ مجھے علم نہیں کہ ایسا کیوں ہوا لیکن وزیر کے اس وقت کے کہے ہوئے تمام الفاظ مجھے آج بھی یاد ہیں۔ میں ان کی پوری تقریر دہرا سکتا ہوں۔

''پیدا کرنے والے کی قسم''۔ اس نے اصرار کیا ''میں بہت پچھتاتا ہوں۔ استاد کا پیشہ بہت مقدس ہے''۔ اس بات پر سب ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ اس شخص کی باتوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ ان دنوں جب ملک بھر میں اساتذہ اپنے باغیانہ خیالات کے لئے مشہور تھے۔ ایسا خطرناک مذاق اس جیسا آدمی ہی کر سکتا تھا۔ جب قہقہوں نے دم توڑا تو انہوں نے اپنے چہرے پر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے رازدارانہ انداز میں بتایا۔ ''کابینہ کے وہ ارکان جو کبھی اساتذہ رہ چکے ہیں۔ آپ کے ساتھ مکمل ہمدردی رکھتے ہیں۔ ''استاد ہمیشہ استاد رہتا ہے''۔ سینئر ٹیوٹر نے اپنے پرانے لباس کی

آستین درست کرتے ہوئے کہا۔ ''واہ واہ''۔ میں نے تمسخر اڑانے کے انداز میں کہا اگر میں توہم پرست ہوتا تو یقین کر لیتا کہ اس شخص نے جادو کر دیا ہے۔ موضوع کو بدلتے ہوئے وزیر صاحب نے پھر کہا فقط اساتذہ ہی ایسا شاندار انتظام کر سکتے ہیں'' پھر اپنی پارٹی کے اخباری نمائندوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا ''کتنا بڑا ہجوم ہے''۔ صحافی نے جلدی سے اپنی کاپی نکالی اور لکھنا شروع کر دیا ''اناطہ کی تاریخ میں بے مثال مجمع ہے''۔ مسٹر نویگے نے کہا ''جیمز، تم نے سنا ان صاحب نے کیا کہا؟'' وزیر نے صحافی سے پوچھا ''نہیں جناب کیا کہا ہے؟''

اس شریف آدمی نے کہا ہے کہ یہ اناطہ کی تاریخ کا فقید المثال مجمع ہے''۔ میں نے کہا اس مرتبہ میں نے خود محسوس کیا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں ''ان صاحب کا نام کیا ہے''؟ مسٹر نویگے نے اپنا پورا نام بتایا اناطہ بھی پھر وہ زیادہ مجمع اکٹھا کرنے کے سلسلے میں اپنی سرگرمی بتانے کے لئے وزیر سے مخاطب ہوئے۔

''مجھے گاؤں کے ہر کونے میں آپ کی آمد کی اطلاع دینے کے لئے
خود جانا پڑا۔''

اب ہم ہال تک پہنچ گئے تھے یہاں وزیر اور ان کے رفقاء کو ڈائس تک لے جایا گیا۔ ہجوم نے استقبال کے لئے فلک شگاف نعرے لگائے۔ وزیر نے ہال کے مختلف حصوں کی طرف اپنا پنکھا لہرایا۔ پھر وہ مسٹر نویگے کی طرف مڑے اور کہا۔

''شکریہ بہت بہت شکریہ''

وزیر کے ایک تندخُو دِکھائی دینے والے حاشیہ نشین نے جو ہمارے پاس ہی کھڑا تھا بلند آواز میں کہا۔

''تم نے دیکھا، کتنے وزیر ہیں جو زید، بکر، عمر کو عزت کے ساتھ
جناب کہتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں؟''

ڈائس کے قریب بیٹھے تمام لوگوں نے اقرار کیا کہ اس سلسلے میں وزیر کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ وہ ایک اعلیٰ مرتبہ انسان ہیں جو ابھی تک بڑی عمر کے لوگوں کی قدر کرتے ہیں۔ وزیر کی اس قدر تعریف سننے پر مجھے کچھ اضطراب سا محسوس ہوا۔ وزیر نے کہا ''وزیر ہوں یا نہ ہوں۔ مجھ سے جو بڑا ہے وہ تو بڑا ہی ہے۔ دوسرے وزراء اور لوگ جو چاہیں

کہیں میرا نظریہ تو یہی ہے کہ اچھے کام کر کے شیطان کو شرمندہ کرو۔''

بہرطور میں اس شخص کی انکساری کا معترف ہو گیا۔لیکن انکساری بھی تو غرور کی دوسری شکل ہی ہے۔ ہم سب سمجھتے ہیں کہ ہم اوّل درجہ کے انسان ہیں۔صرف انکساری ہمیں ایسا کہنے سے روکتی ہے۔البتہ یہی الفاظ ہم دوسروں سے سننا چاہتے ہیں۔ غالباً اس قسم کی منافقت نانگا جیسے لوگوں کو کامیاب سیاستدان بنا دیتی ہے جبکہ مثالیت پسند' روشن خیال لوگ سیاست میں نفاست اور عمدگی پیدا کرنے لئے متکبرانہ کوشش کرتے ہیں جس کا تعلق کسی اور شعبہ زیست سے ہوتا ہے۔ میں اس قسم کی باتیں سوچ رہا تھا اور ڈائس کے تمام اطراف سے توصیف وستائش کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔مسٹر نویگے نے موقع سے فائدہ اٹھا کر پورا قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ وزیر صاحب کا حسن سلوک اس تعلیم کی وجہ سے ہے جو واقعی تعلیم ہوتی تھی۔

''بالکل'' وزیر صاحب نے کہا،''میں لوگوں کو بتایا کرتا ہوں کہ ان دنوں کا چھ جماعت میں پڑھا ہوا آج کے کیمبرج سے بہتر ہے''

''کیمبرج''؟ مسٹر نویگے کہنے لگا جو وزیر کی طرح خود بھی چھ جماعتیں پاس تھا

''کیمبرج؟ آپ کا مطلب ہے۔زیادہ نہیں تو آج کے گریجوایٹ کے برابر تو ہے''۔

''معذرت کے ساتھ''، وزیر نے مڑ کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں جناب''، میں نے اسی تمسخر آمیز انداز میں کہا،''مسٹر نویگے کے معیار پر پورا اُترنے کے لئے پوسٹ گریجوایٹ وظیفہ کے لئے درخواست دینے والا ہوں''۔

مجھے یاد پڑتا ہے اس لمحے وزیر کے ساتھیوں میں شامل خوبصورت لڑکی نے مڑ کر میری طرف دیکھا تھا۔ میری نگاہیں اس سے ملیں مگر اس نے تیزی سے نظریں پھیر لیں۔ میرا خیال ہے یہ وزیر نے بھی دیکھ لیا تھا۔

اس نے کہا ''میرے پرائیویٹ سیکرٹری نے بی۔اے کر رکھا ہے۔ وہ اس دورے پر میرے ساتھ آتا لیکن اسے کچھ دفتری کام کرنا تھا۔ ویسے اوڈیلی میرا خیال ہے تم یہاں اپنی صلاحیتیں ضائع کر رہے ہو۔ میری رائے ہے کہ تم دارالحکومت آجاؤ اور سول

سروس میں اچھی سی ملازمت کرلو۔ ہمیں ہر چیز پہاڑی قبیلوں کے لئے نہیں چھوڑنی چاہئے۔ میرا سیکرٹری اسی علاقے کا ہے' ہمارے لوگوں کو بھی قومی دولت میں حصہ بٹانا چاہئے''۔

''قومی دولت؟''——یہ پامال محاورہ ہم میں سے بعض نے پہلی مرتبہ سنا تھا۔ اسی لئے اس کا تالیوں کے ساتھ استقبال کیا گیا۔

''صاحب کتاب''۔ ان الفاظ میں ایک مداح نے قابلِ احترام وزیر کو سفید فاموں کی زبان کا ماہر ثابت کیا۔ وزیر صاحب گھومے اور انہوں نے اپنے مداح کو شگفتگی سے دیکھا۔

یہی وقت تھا جب میرے دوست انڈریو کدیبی سے ایک ناقابل معافی بد احتیاطی ہوگئی۔ اس نے وزیر کو استادی کے زمانے کا لقب ''ایم اے منفی روزگار'' یاد دلایا۔ یہ بہت بری بات تھی کیونکہ وہ اور انڈریو ایک ہی گاؤں سے تھے۔ جن نگاہوں سے وزیر نے انڈریو کو دیکھا مجھے چار سال پہلے کا نانگا یاد آیا گیا جس نے خونخوار شکاریوں کے جتھے کی رہنمائی کی تھی۔

''جناب میں معافی چاہتا ہوں'' انڈریو نے قابلِ رحم انداز میں کہا

''کس بات کی معافی؟'' وزیر غرایا

''اس احمق لڑکے کی بات کا برا نہ مانئے جناب'' مسٹر نویگے نے گھبراہٹ میں کہا'' ہم نے پہلے بھی یہ آپ سے عرض کیا تھا۔'' ''بہتر ہے کارروائی شروع کی جائے'' وزیر نے برگشتگی سے کہا۔

اگرچہ مسٹر نویگے نے ابتداء میں ہی کہہ دیا تھا کہ وزیر موصوف کے تعارف کی ضرورت نہ تھی اس کے باوجود وہ اناطہ اور اس کے گرد ونواح میں پارٹی کے لئے اپنی خدمات کی تعریف میں بیس منٹ تک تقریر جھاڑتا رہا۔

مجمع بتدریج بے چین ہوتا گیا۔ خاص طور پر جب لوگوں نے دیکھا کہ وزیر اپنی گھڑی پر وقت دیکھ رہا ہے۔ سامعین کی بڑبڑاہٹ بھی ڈائس تک پہنچنے لگی۔ پھر واضح آوازوں میں نویگے سے کہا گیا کہ وہ بیٹھ جائیں اور جس شخص کو لوگ سننے کے لئے آئے ہیں اسے تقریر کرنے دیا جائے۔ نویگے ان اشاروں کو خاطر میں نہ لایا۔ ایسا بے حس

انسان کم ہی دیکھنے میں آیا ہوگا۔ بالآخر گاؤں کا ایک تنومند نوجوان اٹھ کھڑا ہوا اور چلّایا۔ نیچے اترو گے یا نہیں زبردستی تمہیں نیچے اتاروں۔

یہ حربہ کارگر ثابت ہوا۔ مجمع میں ابلنے والے قہقہے ایک میل تک سنے گئے ہوں گے۔ مسٹر نویگے کے آخری الفاظ ان آوازوں میں دب گئے۔ وزیر کے کھڑے ہونے تک قہقہے لگتے رہے۔

اس سلسلے میں اصل کہانی کچھ یوں ہے کہ نویگے گرائمر سکول قائم کرنے اور خوشحال ہونے سے پہلے پرائمری سکول کا ایک غریب استاد تھا۔ اس کے پاس ایک پرانی ٹوٹی پھوٹی سائیکل تھی جسے گاؤں والے اس کی آواز سے پیدا ہونے والے شور سے پہچانتے تھے اور جس کا نام انہوں نے ''آئی کلیچا'' رکھا تھا۔ یہ کہنا غیرضروری ہوگا کہ اس کی بریکیں بہت ناقص تھیں۔ ایک دن جب وہ آب شار کی صورت ایک گہری ڈھلوان سے اتر رہا تھا' جو ایک تنگ پُل پر پہاڑ کے دامن میں ختم ہوتی تھی تو اسے ایک لاری آتی نظر آئی۔ ان دنوں یہ ایک غیرمعمولی بات تھی۔ لگتا تھا کہ سائیکل اور لاری کا ایک پُل پر ہی حادثہ ہو جائے گا۔ مسٹر نویگے نے خوف کے مارے چلّا کر قریب گزرتے راہ گیروں سے کہا ''مجھے نیچے دھکیل دو میرے تین پہیے تمہارے۔'' اس دن سے ''مجھے نیچے دھکیل دو میرے تین پہیے تمہارے'' اناطہ کا مشہور لطیفہ بن گیا۔

وزیر کی تقریر بے ساختہ اور موثر تھی۔ انہوں نے قہقہوں کے دوران کہا کہ ''انتخابات قریب نہیں ہیں اس لئے میں ووٹ مانگنے نہیں آیا۔ یہ تو محض اپنے لوگوں سے ملاپ والی بات ہے۔ انہوں نے کہا میں اپنے ہم وطنوں سے بدیسی زبان انگریزی میں گفتگو نہ کرتا اگر تجربے سے یہ پتہ نہ چلا ہوتا کہ مقامی زبان کی تقاریر توڑ مروڑ کر چھاپی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ سامعین میں کچھ غیر مقامی لوگ بھی ہیں جو مقامی زبان نہیں سمجھتے اور وہ انہیں محروم رکھنا نہیں چاہتا ہے۔ یہ سب ہمارے ملک کے عظیم شہری ہیں۔ خواہ وہ پہاڑوں سے تعلق رکھتے ہوں یا نشیبی علاقوں سے وغیرہ وغیرہ۔

میرے خیال میں اجنبی یا مقامی سے مراد مسٹر ایلینو رجان تھیں جو پارٹی کی بارسوخ خاتون تھیں اور جن کا تعلق ساحل سمندر سے تھا وہ وزیر کے ساتھ آئیں تھیں۔ زبردست میک اپ کئے اور عطر وعنبر سے معطر وہ خاتون اگرچہ نوجوان تو نہ لگتی تھیں پھر بھی

یوں دکھائی دیتا تھا کہ مناسب وقت پر اپنی سی کر گزرنے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ وہ وزیر کے بائیں طرف بیٹھی سگریٹ کے کش لگا رہی تھیں اور پنکھا جھل رہی تھیں۔ ان کے ساتھ وہی خوبصورت نوجوان دوشیزہ بیٹھی تھی جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں میں نے انہیں باتیں کرتے یا ایک دوسرے کی طرف دیکھتے نہیں پایا۔ میں حیران تھا کہ ایسی لڑکی کا اس مجمع سے کیا تعلق بنتا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے انہوں نے اسے راستے میں کسی خانقاہ سے اگلے مقام تک لفٹ دینے کی پیش کش کی ہو۔

تقریر کے خاتمے پر وزیر اور اس کی پارٹی کو مسٹر نو یگے کے لاج میں ضیافت دی گئی۔ رقاصوں میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی اور شکاری جو اپنے آخری بارود سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ کھجور کی شراب کا بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ وزیر نے ہر گروہ کی تال پر چند قدم رقص کیا اور بہترین رقاصوں کے پسینہ سے بھرے چہروں پر سرخ سرخ پاؤنڈ اچھال دیئے۔ فقط ایک گروہ کو پانچ پاؤنڈ دیئے۔ بعد میں مسٹر نو یگے کے گھر میں وزیر سے کہا گیا۔ ''آج آپ کا خاصا خرچ ہو گیا''۔ وزیر اپنے ہاتھوں میں ٹھنڈے بیئر کے گلاس کو دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔ ''تم اسے خرچ کہتے ہو؟ تم نے کچھ دیکھا ہی نہیں میرے بھائی۔ میں اپنے لئے کچھ بھی نہیں رکھتا۔ سب لٹا دیتا ہوں۔ یقین کرو میرے دوست۔ ایک وزیر آنکھوں کو تو خوبصورت لگتا ہے لیکن حقیقت اس سے مختلف ہوتی ہے۔''

''بڑے لوگوں کی بڑی باتیں'' کانے آدمی نے کہا۔

قریبی بار کے مالک جوسیا نے بے سری مگر خوش طبع بات کی۔ ''وزیر کی ساری دولت میرے ہاتھ پر ڈال دو میں برا نہیں مانوں گا۔''

ہر شخص ہنس دیا۔ پھر مسز جون بولیں۔

''میرے دوستو۔ اگر تمہیں امیر لوگوں کی مشکلات کا پتہ چلا جائے تو اس طرح باتیں نہ کرو۔ میرے لوگوں میں مثل مشہور ہے۔ اگر غریب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ امیر کس طرح بنا جاتا ہے تو وہ ساری عمر غربت کو ترجیح دیں''۔

اس عورت کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ وزیر کی قریبی دوست ہے اور اس کی امیرانہ گفتگو سے تصدیق بھی ہوتی تھی وہ پوگوما سے تین سو پچاس میل کا سفر طے کر کے آئی تھی۔ اخباروں سے پتہ چلتا تھا کہ وہ لائبریری کمیشن کی رکن تھی جو نانگا کی وزارت میں

ایک قانونی بورڈ تھا۔ اس کی بھاری مرجان کی مالا کمرے میں گشت کرتی ہوئی سرگوشیوں کے مطابق سینکڑوں پاؤنڈز کی تھی۔ وہ ''سوداگر شہزادی'' تھی۔ زبوں حالی سے آغاز۔ ایک یتیم لڑکی—بنیادی تعلیم ناپید— حسین—فولادی ارادہ والی اور دونوں کا صحیح استعمال کرنے والی' پہلے ایک پھیری والی' پھر چھوٹے درجے کے تاجر تک ترقی اور پھر بڑی تجارت کہتے ہیں۔ اس وقت اس کا سیکنڈ ہینڈ کپڑوں کا لاکھوں کا کاروبار ہے۔

میں خاموشی سے صحافی کی طرف مڑا جو پارٹی میں موجود ہر شخص کو جانتا تھا۔ میں نے سرگوشی میں پوچھا۔ ''یہ خاتون کون ہے''؟

''آہا''، خطرے کے سگنل کی طرح ایک لمحے کے لئے بڑا سا منہ کھولتے ہوئے اس نے کہا۔ ''زیادہ نزدیک مت جاؤ، اور نہ زیادہ گہرائی میں ہاتھ ڈالوں''۔

میں نے اسے بتایا میں زیادہ نزدیک نہیں جا رہا ہوں میں نے تو صرف یہ پوچھا ہے کہ وہ کون ہے؟۔ ''وزیر نے اس کا کسی شخص سے تعارف نہیں کروایا۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں، شاید وہ اس کی دوست ہو یا گزن'' میں نے اس بات کا نوٹس لیا تھا کہ جب وزیر نے اساتذہ سے اپنی پارٹی کو متعارف کروایا تھا تو اس نے خاتون کو نظرانداز کر دیا تھا۔

میں جانتا تھا کہ یہ غلط ہے، لیکن میں نے سوچا کہ مسٹر نانگا کی بیوی کہاں گئی جو ان کے ساتھ سکاؤٹ ماسٹری کے دنوں میں تھی؟ اس وقت ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ میں اسے اچھی طرح جانتا تھا کیونکہ میری جاننے والی خواتین میں وہ سفید زنانہ ہیلمٹ پہننے والی پہلی خاتون تھی ان دنوں ہم اپنی لاعلمی کی بناء پر اسے ہیلمٹ کہا کرتے تھے۔

دوسرا باب

آزادی کے بعد ملک میں ایک مقولہ وبا کی طرح گردش کر رہا تھا یعنی مسئلہ یہ نہیں کہ آپ کیا جانتے ہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ کیسے جانتے ہیں؟ اور یقین کیجئے یہ کوئی بے مقصد بات نہ تھی یوں میرے جیسے آدمی کے لئے جو بڑے لوگوں کے جوتے چاٹنے کے لئے جھک نہ سکتا ہو، اس نے مسئلہ پیدا کر دیا تھا۔ ایک بیابان علاقے کے پرائیویٹ سکول میں ملازمت کرنے کی ایک وجہ جب کہ میں سول سروس میں جا کر کارکوٹھی وغیرہ آسانی سے حاصل کر سکتا تھا، صرف یہ تھا کہ میں آزادی چاہتا تھا چنانچہ جب میں نے وزیر کو بتایا کہ میں نے وظیفے کے لئے درخواست دی ہے تاکہ لندن سے پوسٹ گریجوایٹ سٹرفکیٹ حاصل کر سکوں تو میرے ذہن میں قطعاً یہ خیال نہ تھا کہ اس کی مدد حاصل کی جائے۔ میں نے سیکنڈری سکول اور یونیورسٹی دونوں میں اپنی قابلیت کی وجہ سے بغیر کسی ''سہارے'' کے وظیفہ حاصل کیا تھا اور یہ بات قطعاً اہم نہ تھی کہ میں نے پوسٹ گریجوایشن کیا ہے یا نہیں۔ میرے لئے زیادہ اہم بات یورپ میں رہنا تھا جو بذات خود ایک طرح کی تعلیم تھی۔ میرے دوست اینڈریو کدیبی نے یہی کورس گذشتہ سال مکمل کیا تھا اور اس نے اس سے خاصہ فائدہ اٹھایا تھا۔ میرا مطلب سفید فام لڑکیاں نہیں کیونکہ وہ تو اپنے ملک میں بھی عام ملتی ہیں بلکہ دوسری چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ میں نے اسے کہتے سنا تھا۔ کہ برطانیہ میں اسے سب سے بڑی مسرت اس وقت حاصل ہوئی جب پورے 27 سال بعد سفید فام ٹیکسی کے ڈرائیور نے پہلی مرتبہ اس کا سوٹ کیس اٹھایا اور اسے ''سر'' کہا تھا۔ یہ واقعہ اس کے لئے اتنا ہیجان خیز تھا کہ اس نے ڈرائیور کو دس شیلنگ بخشش دے ڈالی تھی۔ ہم اس بات پر بہت ہنسے تھے۔ لیکن یورپ جانے کی شدید خواہش کے باوجود میں اس کی خاطر، نفس کو نہ داؤ پر لگانا چاہتا تھا، اور نہ ہی کسی کی مدد کا طلب گار تھا۔ استقبالیہ کے بعد وزیر نے میری

اعلیٰ تعلیم کی بات خود چھیڑی۔ میری طرف سے کوئی ترغیب نہ تھی (درحقیقت میں نے بعد میں وزیر کے سامنے سے دور رہنے کی حتیٰ المقدور کوشش کی)۔انہوں نے اس سلسلے میں جو مشورے دیئے کسی طرح بھی نازیبا نہیں تھے۔انہوں نے مجھے دارالحکومت میں چھٹیاں گزارنے کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ میری موجودگی میں وہ اپنے کابینہ کے ساتھی غیر ممالک میں تربیت کے وزیر سے پتہ کرے گا کہ وہ اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں؟'' جب بھی تمہیں چھٹیاں ملیں آ جاؤ''،اس نے کہا'' تم ہر سہولت بیڈروم دیوان خانہ، باتھ روم وغیرہ کے ساتھ میرے مہمان خانے میں رہ سکتے ہوتم اپنی مرضی کے مالک ہوگے، جو چاہو کرو۔''سوچ لو'' مسز جان نے کہا میرا خیال ہے تم ایک اچھے لڑکے ہو۔ وقت کو ضائع نہ کرو۔صاحب بہت مہربان ہیں اگر انہوں نے تمہیں کھڑا کر دیا تو دوڑنے کے قابل بھی بنا دیں گے۔ یہ سن کر سب لوگ ہنسنے لگے۔

''ایکینور،تم مجھے لوگوں میں رسوا کیوں کر رہی ہو؟۔ ہر ایک سمجھے گا کہ میں ایک اچھا عیسائی نہیں ہوں۔کیوں جیمز ایسی ہی بات ہے نا''۔

''بالکل جناب'' صحافی نے خوش دلی سے جواب دیا—

اس ہنسی مذاق کے باوجود وزیر کی دعوت سنجیدہ اور پکی تھی۔انہوں نے مجھ سے کہا۔جلدی پہنچ جاؤ۔میں دو ماہ میں امریکہ جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔''وہ لوگ مجھے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری دینے والے ہیں۔'' انہوں نے بڑے فخر سے اعلان کیا۔''قانون کا ڈاکٹر۔''

''بہت بڑی بات ہے میں نے کہا'' مبارک ہو۔''

''شکریہ میرے بھائی۔''

''اس طرح وزیر صاحب چیف قابلِ احترام ڈاکٹر نانگا ہو جائیں گے'' ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ صحافی نے یک دم جھوم کر کہا۔ ہم سب نے اس بار خطاب اور اس کے ہونے والے مالک کے لئے زبردست خوشی کا اظہار کیا۔''تمہارا کیا خیال ہے یہ اعزاز میرے نام کے ساتھ جچتا ہے۔'' وزیر نے بچکانہ اشتیاق سے پوچھا۔ ہم سب نے جواب دیا جی ہاں بہت جچتا ہے۔''لیکن جس آدمی کو میں پسند کرتا ہوں یہ نام اس کے لئے زیادہ جچتا ہے، جیسے سردار' قابل احترام' الحاج ڈاکٹر مانگوسیگو ایم۔پی۔اے''

وزیر نے بدمذاق کے لہجے میں کہا۔

''اس میں ان کا بھی بھلا ہے'' تیز طرار صحافی نے تسلیم کیا۔ ''لیکن آپ کا اپنا نام ہوگا چیف، قابل احترام' ڈاکٹر ایم۔اے۔ نانگا' ایم۔ پی ایل ایل۔ڈی۔اس سے بڑا نام اور کیا ہوگا۔''

''چیف ڈاکٹر مسز— کے متعلق کیا خیال ہے؟'' میں نے خاتون کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔

''یہ مجھ پر جچتا نہیں'' وزیر نے کہا

''اس میں کیا خامی ہے؟'' مسز جان نے کہا۔ ''عورتیں جو کچھ حاصل کرتی ہیں وہ مردوں کو اچھا نہیں لگتا۔ اس ملک میں فقط انتخابات کے وقت عورتوں کو مساوی حیثیت دی جاتی ہے۔''

''ایسی بات نہیں خاتون''، صحافی نے کہا، ''یہ لقب ایسا لگتا ہے جیسے منہ میں ریت جارہی ہو۔ ڈاکٹر چیف مسز زبان پر ہی نہیں آتا۔''

وزیر نے جانے سے پہلے تاکید کے ساتھ مجھے اپنا دارالحکومت کا پتہ دیا۔ پتہ لکھتے ہوئے میں نے مسٹر نویگے کی کینہ سے بھری نظروں کو اپنے جسم میں کھپتے دیکھا، پر الوداعی کلمات ادا کرنے کے فوراً بعد اس نے طعنہ دینے کے انداز میں مجھ سے کہا اب بھی تمہارا یہی خیال ہے کہ وزیر سے تعارف بے مصرف چیز ہے۔

''میں قطار میں بچوں کی طرح کھڑے ہونے پر اعتراض کر رہا تھا۔'' میں نے کسی حد تک حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔ بہرحال مجھے ان سے تعارف کی ضرورت نہیں تھی۔ہم پہلے ہی ایک دوسرے کو جانتے ہیں''، ''تمہیں میرا شکرگزار ہونا چاہئے میں مکار آدمی نہیں ہوں۔'' اس نے اپنی بات کو اس طرح جاری رکھا گویا میں نے کچھ کہا ہی نہ ہو۔ ''ورنہ میں انہیں بتا دیتا''، ''اب لپک کر اس کے پیچھے چلے جائے۔ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا'' میں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی میں اس بوڑھے چاپلوس کے پاس سے ہٹ گیا۔

لیکن جب میں نے دن بھر کے واقعات کا تجزیہ کیا تو مجھے ماننا پڑا کہ مسٹر نویگے کو اپنی محنتوں کا پورا ثمر نہیں ملا تھا۔ وزیر نے اسے اپنی شکایات بیان کرنے کے لئے ایک لمحہ

بھی نہیں دیا تھا۔''اور مجھے نیچے دھکیل دو'' والے قہقہے میں وزیر نے بھی برابر کا حصہ لیا تھا اور یہ اچھی بات نہ تھی۔ دکھاوے کے طور پر ہی سہی وزیر کو بے نیاز رہنا چاہئے تھا۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بڑے لوگ ایسے حضرات کو معاف نہیں کرتے جوان کا وقت ہتھیا کر تقریریں جھاڑتے ہیں۔ اس نے بقیہ وقت مسٹر نو یگے کو جان بوجھ کر نظرانداز کئے رکھا بے چارہ۔ اب فرسودہ سرکاری اشیاء والی نئی کارپوریشن کا موقع بھی غالباً ضائع ہو چکا تھا جس سے اس کا خیال ہوگا کہ سکول کا زیادہ فرسودہ سامان بدل لے گا اگرچہ اس کا غصہ میرے سر پر تھوپ دینا نامعقول بات تھی مگر غصہ کی وجہ بہرحال تھی۔

درحقیقت اس سہ پہر اس کے اساتذہ نے ہی اس کی تذلیل کروائی تھی مثلاً ایم۔اے۔منفی روزگار'' والا واقعہ تھا جس نے وزیر صاحب کو نو یگے کی طویل تقریر سے بھی زیادہ برہم کیا تھا۔ دوسری بات پر غصہ انہوں نے قہقہہ میں چھپا لیا تھا۔ مسٹر نو یگے کی ہزیمت کو مزید بڑھانے کے لئے سینئر ٹیوٹر اپنی بغلوں میں بیئر کی دو بوتلیں دبا کر وہاں سے کھسک لیا تھا جس سے سوائے مسٹر نو یگے کے ہر شخص محفوظ ہوا تھا۔ مسٹر نو یگے ہولناک قیمتوں پر شراب اس لئے خرید کر نہیں لایا تھا کہ اس کے سٹاف کے لوگ اسے اڑائیں۔ یہ سینئر ٹیوٹر ایک ساٹھ سالا تھا جو کسی وقت کوئی بھی حرکت کر سکتا تھا۔ وہ سڑک کے پار اکثر جو زیا کی بار میں جایا کرتا تھا۔ اس میں ظرافت کی حس بہت زیادہ تھی مثلاً وہ کہتا تھا کہ بہت سے نوجوان لوگوں کو شراب کی دعوت کے لئے برطانیہ تک سفر کی زحمت کیوں دی جائے وہ انہیں قریب ہی جوزیا کی بار میں دعوت دے سکتا ہے۔

اس شام میں اپنا پیٹر میکس روشن کرنے لگا تو کسی نے دروازے پر دستک دی۔

''اگر خوش شکل ہو تو اندر آ جاؤ'' میں نے کہا

''اوڈیلی ہے؟'' بلند آواز میں جواب آیا

''احمق اندر آ جاؤ'' میں نے کہا۔

میرے اور اینڈریو کے درمیان ایک ایسا مذاق تھا جس کو ہم دہراتے نہ تھکتے تھے یعنی لڑکی کی آواز میں بلاؤ تا کہ دوسرے کے خون کا دباؤ بڑھ جائے۔

''کیا حال چال ہیں؟'' میں نے پوچھا

''انسان کی اولاد تھکتی نہیں''اس نے جواب دیا۔

''اس لڑکی کا کچھ پتہ چلا''میں نے استفسار کیا۔

''لڑکی ،لڑکی ،لڑکی ، ہر وقت تمہاری زبان پر یہ لفظ ہوتا ہے۔تمہارے ساتھ سنجیدہ گفتگو نہیں ہوسکتی۔''

''ٹھیک ہے شریف انسان'' میں نے پیٹرومیکس میں ہوا بھرتے ہوئے کہا۔''اب جس نے اس کمرے میں لڑکی کا ذکر کیا اس کی زبان کاٹ دی جائے گی موسم کیسا ہے؟''وہ ہنسا۔

اس وقت میرا پندرہ سالہ ملازم پیٹر شام کے کھانے کا پوچھنے اندر آیا''تم نے تین بجے کی خبریں نہیں سنیں''میں نے گہری سنجیدگی طاری کرتے ہوئے کہا۔

''حکومت نے قانون منظور کر لیا ہے کہ دن میں دو دفعہ کھانا کھایا جائے۔صبح اور سہ پہر بس۔وہ ہنسا۔

''یہ ناممکن ہے''،اس نے کہا۔پیٹر ایسی باتوں کو پسند کرتا ہے۔

اس کے پاس چھٹی جماعت کا سٹیفکیٹ تھا جس سے وہ دو تین سال پہلے کسی دفتر میں قاصد یا کسی ابتدائی سکول میں استاد کی حیثیت میں ملازمت حاصل کر سکتا تھا لیکن اب اس جیسے شخص کے لئے مواقع کم تھے اور یہ بھی اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ میرے گھر میں منتظم خانہ کی حیثیت سے ملازم تھا،اسے کھانے پینے اور اپنے رہنے کے علاوہ مہینہ میں ایک پونڈ مل جاتا تھا۔ وہ فارغ وقت پڑھنے میں گزارتا اگرچہ اس کی پسندیدہ کتابیں خاصی مشتبہ تھیں۔ میں نے ایک مرتبہ اسے عجیب وغریب کتاب پڑھتے پایا جو اسے حال ہی میں ہندوستان سے موصول ہوئی تھی ،میرا خیال ہے یہ کتاب''صنفِ نازک سے معاملات کیسے طے ہوں'' نام کی تھی دہلی سے آنے والی ڈاک خرچ کے علاوہ اس کی قیمت دس شیلنگ تھی۔اس وقت میں نے اسے بری طرح جھاڑا تھا۔ میں فیصلہ نہ کر سکا کہ کیا پکایا جائے؟ میں نے اسے بتایا کہ میرے لئے کچھ اروی تل لائے۔

رات کے وقت ارویاں کھاؤ گے؟''اینڈریو چلایا۔''''سوچ لو اگر تمہارا پیٹ خراب ہوا اور رات کو تم میرے گھر آئے تو میں نہیں جاگوں گا۔

یہ اس رات کا حوالہ تھا جب میں نے تقریباً آدھی درجن تلی ہوئی اروباں کھا لیں تھیں اور میرے پیٹ میں شدید درد اٹھا تھا۔ اس رات میں اس قدر خائف ہوا تھا کہ میں نے جا کر اینڈریو کو جگایا تھا کہ مجھے اپنی کار میں ہسپتال لے جائے۔

''تمہارا کیا خیال ہے، مجھے یہ کھانا چاہئے؟'' میں نے اس سے پوچھا۔

''کیا میں تمہاری بیوی ہوں؟ دیکھتے نہیں سب لڑکیاں شوہروں کے انتظار میں بیٹھی ہیں؟''۔

''فکر مت کرو۔ میری صرف ایک پر نظر ہے۔''

''سچ؟ بتاؤ وہ کون ہے؟ نظم کے متعلق کیا خیال ہے؟''

''وہی''، میں نے کہا اور ہم ایک نظم گانے لگے جو ہمارے ایک واقف نے شادی کے دعوت نامے پر لکھ کر بھیجی تھی--

اب وقت ہے یہ خبر چاروں طرف پھیلا دو۔

کہ ہم نقرئی بندھن میں بندھنے کو پوری طرح تیار ہیں۔

''ذرا اس بدمعاش کو تو دیکھو''، اینڈریو نے بناوٹی غصے سے پیٹر کی طرف دیکھ کر کہا جو ہماری ہنسی میں شامل ہو گیا تھا۔ ''تمہیں بڑوں کے سامنے ہنستے شرم نہیں آتی۔''

''معافی چاہتا ہوں''، پیٹر نے مزاحیہ انداز میں تیوری چڑھاتے ہوئے کہا ''پیٹر تمہارا کیا خیال ہے مجھے کیا کھانا چاہئے؟''

''جو آپ کا جی چاہے مثلاً چاول۔''

مجھے پتہ تھا جب بھی کھانے کے بارے میں اس سے رائے لی جائے گی تو وہ ہمیشہ چاول کا ہی مشورہ دے گا۔ یہ اس کی پسندیدہ غذا ہے۔

''ٹھیک ہے، ایک پیالہ چاول''۔

''بہت اچھا''، اس نے کہا، اور خوشی خوشی چلا گیا۔ میں جانتا تھا کہ وہ کم از کم دو پیالے ضرور بنائے گا۔

''ہاں تو وہ کون ہے؟'' میں نے کہا۔

''کون؟''

''وزیر کے ساتھ والی لڑکی۔''

''اس کی دوست۔''

''اچھا۔''

''دراصل بات کچھ اور ہے۔ وہ مقامی قانون اور رسموں کے مطابق اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے اس کی موجودہ بیوی گنوار ہے جو اس کی حیثیت کے مطابق نہیں۔ اس لئے اسے ایک تیز طرار بیوی چاہئے جو اس کی دعوتوں کی میزبان بن سکے۔

''یہ تو بہت برا ہوا۔ تمہیں کس نے بتایا؟''

''کوئی ہے؟''

''یہ تو اچھی بات نہیں ہوئی۔ اس لڑکی کو نہ جانتے ہوئے بھی مجھے یہ احساس ہے کہ کسی بوڑھے کی محبوبہ ہونے کے بجائے کسی نوجوان کی پہلی بیوی ہونا چاہئے۔ بہرحال مجھے اس سے کیا مطلب؟''

''اس نے اس لڑکی کو خواتین کے ٹریننگ کالج میں داخل کروایا ہے۔''

اینڈریو نے کہا۔ ''وہ کئی سال سے اس سلسلے میں منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ مجھے اس لڑکی پر ترس آ رہا ہے، یہ آدمی بے ضمیر ہے۔''

میں چپ رہا۔

''سوچو یار اتنی خوبصورت لڑکی ایک گدھے کے ساتھ اپنی عمر ضائع کر رہی ہے۔ میں اس دن اس کی انا کو ٹھیس پہنچا کر بہت لطف اندوز ہوا۔ تم نے دیکھا نہیں وہ کتنا بپھرا ہوا نظر آتا تھا۔''

''ہاں''، میں نے کہا ''تم نے صحیح سلوک کیا تھا'' درحقیقت میں اینڈریو کی باتوں سے لطف اٹھا رہا تھا، وہ کوشش کر رہا تھا کہ مجھے اور اپنے آپ کو یقین دلائے کہ اس دن وہ جان بوجھ کر اپنے بے دماغ ہم وطن سیاستدان کا مذاق اڑانے کے لئے استقبال کرنے گیا تھا۔ اس وقت میں بھول گیا تھا کہ اس سے پہلے اس نے سٹاف میٹنگ میں میری حمایت کرنے سے انکار کر دیا تھا جب میں نے مسٹر نوبگے کے احمقانہ پروگرام پر اعتراض

کیا تھا۔ ''ایسے غیر مہذب انسان کے متعلق سوچو جو غیر ممالک میں جا کر اپنے آپ کو کلچر منسٹر کہتا ہے۔ مضحکہ خیز بات ہے نا اس لئے دنیا ہم پر ہنستی ہے''۔

''سچ ہے''، میں نے کہا، لیکن باہر کی دنیا اتنی اہم نہیں ہے اور پھر چیف نانگا جیسے لوگ باہر کی دنیا کی زیادہ پرواہ بھی نہیں کرتے۔ اسے تو داخلی دنیا سے تعلق ہے یہاں اسے اپنے حلقہ میں اپنا اثر قائم رکھنا ہے اور اس میں وہ خاصا ماہر ہے۔ یہ تو مانو گے۔ پھر اس نے ہمیں بتایا بھی تھا کہ چرچل کے پاس تو ہائی سکول سرٹیفکیٹ بھی نہیں تھا۔''

''میرا خیال ہے یہ سب وزیر صاحب کی پیشکش کا اثر ہے۔''

میں ہنس پڑا اور اینڈریو نے بھی میرا ساتھ دیا۔ وہ مجھے مسٹر نوینگے سے زیادہ جانتا تھا۔ وزیر کی مفت رہائش کی پیش کش قبول کرنے پر چھیڑنا الگ بات تھی لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ کوئی یہ سوچے کہ میں وظیفہ لینے کے لئے اس قدر پست ہو سکتا تھا۔ میرے ملازم پیٹر کے الفاظ ''یہ ناممکن ہے۔''

اینڈریو جانتا تھا کہ کافی عرصے سے میں دارالحکومت جانے کی سوچ رہا ہوں۔ اسے ایلسی کے بارے میں بھی پتہ تھا۔

ہاں ایلسی۔ اس کے متعلق کہاں سے ابتدا کی جائے۔ اس قسم کی کہانی لکھنے میں مصنف کے لئے ایک قباحت ہے کہ لکھتے وقت ماضی کی تمام باتیں اس کے ذہن میں ہوتی ہیں جبکہ وقوع کے وقت وہ بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ جب وہ ایلسی کی طرح کے کسی کردار کو متعارف کرواتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک بھرپور تصویر ہوتی ہے اس کی آمد اس کا عمل اور اس کا جانا۔ اس سے اس کے الفاظ کو رنگینی ملتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں شاید اس خطرے کو محسوس کر کے میں نے اسے اپنے سے دور رکھا ہوا ہے۔ جس قدر بھی انسانی طور پر ممکن ہے میں کوشش کروں گا کہ اپنی اصل کہانی سے آگے نہ بڑھوں۔

ایلسی واحد لڑکی تھی بلکہ اب بھی ہے جس کے ساتھ میں نے پہلے دن بلکہ پہلے ہی گھنٹے میں ہم بستری کی۔ مجھے علم ہے کہ اس سے بھی تیز تر ریکارڈ موجود ہیں۔ اسی طرح کسی کو ایلسی کے خلاف کرنا مقصود نہیں ہے۔ یہ میں اس لئے لکھ رہا ہوں کیونکہ یہ واقعہ اسی طرح رونما ہوا۔ یہ یونیورسٹی میں میرا آخری سال تھا اور میں نے کوس کی آخری پڑھائی کو آخری وقت پر ٹالا ہوا تھا۔ ایک شام عیسائی طلباء کی تحریک نے ایک پارٹی کا انعقاد کیا میں نے

اپنے جمع شدہ کام کے باوجود دماغ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پارٹی میں جانے کا فیصلہ کرلیا۔ میں اتنا خوش نصیب تو نہیں ہوں لیکن اس شام بات ذرا مختلف ہوئی۔ میں نے ایلسی کو زیر تعلیم نرسوں کے ایک گروہ میں کھڑے دیکھا اور سیدھا اس کی طرف چلا گیا۔ وہ بہت زندہ دل لڑکی ثابت ہوئی۔ ہم نے دو دفعہ رقص کیا پھر میں نے اسے اس ہنگامہ خیز جگہ سے دور چلنے کی دعوت دی۔ وہ خوشی سے راضی ہوگئی۔ اگر میں اپنے ہی طریقہ پر چلتا تو شاید اس دن کچھ بھی نہ ہوتا لیکن ایلسی نے اس قصے میں میرا ہاتھ بٹایا۔ اس نے کہا مجھے پیاس لگی ہے اور میں اسے اپنے کمرے میں پانی پلانے لے گیا۔

وہ ان لڑکیوں میں سے تھی جو جنسی عمل کے دوران زور زور سے آوازیں بلند کرتی ہیں ہر دفعہ یہی ہوا۔ پہلے دن تو یہ حرکت خاصی دلچسپ تھی کیونکہ وہ ''پیارے رالف' پیارے رالف'' پکارتی رہی۔ میں حیران تھا کہ رالف کیوں؟ مجھے ہفتوں بعد پتہ چلا کہ وہ ایڈنبرا میں پڑھنے والے کسی رالف نامی میڈیکل کے طالب علم کے ساتھ منسوب تھی۔ اس کا مضحکہ خیز نتیجہ یہ نکلا کہ میرا ہمسایہ ایک انگریز طالب علم جو پوری یونیورسٹی میں آوارہ اور ایک ستم شعار عورت باز مشہور تھا، مجھے رالف کہہ کر پکارنے لگا۔ اسے سارے طالب علم ''غیر ذمہ دار'' ہونے کے سبب ''ار'' کے نام سے پکارتے تھے کیونکہ وہ غیر ذمہ دار تھا۔ اس کی سب سے شاندار فتح ایک انڈر گریجوایٹ لڑکی تھی جس تک پہنچ اتنی مشکل تھی کہ لوگ اسے ناقابل تسخیر کہتے تھے۔ ار کو اس میں دلچسپی پیدا ہوگئی اور اس نے اپنے دوستوں سے وعدہ کرلیا کہ وہ ایک دن اسے تسخیر کر کے رہے گا۔ پھر ایک سہہ پہر ہم نے اس لڑکی کو اس کے کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ ہال میں شدید بھنبھناہٹ شروع ہوگئی۔ اور ہم برآمدے میں چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں کھڑے انتظار کرنے لگے۔ آدھ گھنٹے بعد ار پسینے میں شرابور برآمد ہوا۔ اپنے پیچھے آہستہ سے دروازہ بند کرتا ہوا۔ یہ تھا ار۔ حقیقی طور پر ایک عجیب الخلقت انسان۔ بہرحال اس جیسے نڈر انسان کو بڑے فخر کے ساتھ ایلسی کی چیخوں کا سنایا۔ بعد میں جب میں نے اسے یہ راز بتایا کہ رالف اس کے دوست کا نام تھا تو وہ مجھے اسسٹنٹ رالف کہنے لگا اور ایلسی کی موجودگی میں اس کا مخفف اے۔ آر کہتا۔

اس طرح جنسی انداز میں دوستی شروع ہونے کے باوجود ایلسی میں اور بہت اچھے اور پکے دوست بن گئے۔ میں نے اس کے ساتھ شادی کے متعلق کبھی سوچا بھی نہ تھا

لیکن جب کبھی اس کے پاس رالف کا نیلا خط جس پر ملکہ برطانیہ اور پارلیمنٹ ہاؤس کی مہر لگی ہوئی، دیکھتا تو مجھے حسد کا احساس ہوتا ایلسی ایک خوبصورت اور خوش طبع لڑکی تھی جو کبھی کوئی مطالبہ نہ کرتی تھی۔

جب میں نے یونیورسٹی چھوڑی تو ایلسی کا دل ٹوٹ گیا۔ میری بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔ ہم ہر ہفتے یا زیادہ سے زیادہ دو ہفتے بعد خطوط کا تبادلہ کرتے۔ مجھے 1963ء کی محکمہ ڈاک کی ہڑتال یاد ہے جب مجھے ایک ماہ تک اسکا خط نہ ملا اور بقول میرے نوکر پیٹر کے کہ میں بھنّا گیا تھا۔

تب اس نے بوری سے بارہ میل دور ایک ہسپتال میں ملازمت شروع کر دی اور میں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی اگلی چھٹیاں دارالحکومت میں میرے پاس گزارے گی۔ اسی لئے وزیر کی دعوت بروقت تھی۔ دارالحکومت میں میرے کچھ کنوارے دوست تھے جو مجھے باآسانی اپنے پاس ٹھہرا سکتے تھے لیکن وہ تمام سہولتوں کے ساتھ گیسٹ روم مہیا نہ کر سکتے تھے۔

وزیر کے دورے کے کئی دن بعد تک میں اس معمہ کو حل نہ کر سکا کہ وہ اپنے پرانے لقب ''ایم۔اے منفی روزگار'' سے برگشتہ کیوں ہوا؟ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ایسے غیر اہم مسئلے پر کیوں غور کرتا رہا۔ لیکن خیر میرے ساتھ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ میں کسی غیر اہم سوچ میں گرفتار ہو جاتا ہوں یا فضول سی دھن، جیسے عمومی طور پر گنگنانے میں انسان شرم محسوس کرتا ہے' میں مسلسل گنگناتا رہتا ہوں مثلاً ریڈیو پر آنتوں کے کیڑے مار دوائی کا اشتہار۔

جب 1948ء میں مسٹر نانگا سے میری پہلی بار واقفیت ہوئی تو وہ اپنے لقب سے خوش تھا۔ مجھے شک ہے کہ یہ اس نے خود ہی گھڑا تھا۔ یقیناً وہ اس سے لطف اٹھاتا تھا۔ اس کا نام ایم۔اے نانگا تھا اور اس کے دوست استاد جب بھی اسے سادگی اور شوق سے ایم۔اے کہتے وہ فوراً ''منفی روزگار'' کا دُم چھلاّ لگا دیتا۔ لیکن اب اس کا غضب ناک ردِ عمل کیوں تھا؟ 1948ء میں ایم۔اے نانگا اعلیٰ تعلیم کے لئے اپنی شدید تڑپ کا اظہار کرتا تھا مگر 1967ء میں وہ بڑی جرأت سے ثابت کر رہا تھا کہ اس جیسا انسان تعلیم بغیر ہی اچھا ہے۔ شاید اب وہ اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ ورنہ وہ اس ایل۔ایل۔ڈی کے لئے اس قدر ولولے کا اظہار نہ کرتا۔ جس کا بندوبست کسی غیر معروف چھوٹے سے کالج نے کیا تھا۔

تیسرا باب

دارالحکومت تک طویل سفر سے قبل میں نے سوچا کہ ایک چکر اپنے گاؤں 'اروا کا' بھی لگا لیا جائے جو ناطہ سے تقریباً پندرہ میل دور ہے میں ایک دو معاملات میں اپنے والد سے تبادلہ خیال کرنا چاہتا تھا۔ خصوصاً میں اپنے نوکر پیٹر کو حسب وعدہ اس کے والدین سے ملوانے لے جانا چاہتا تھا۔

قدرتی طور پر پیٹر چار ماہ بعد اپنے گھر جانے پر بہت خوش تھا وہ اس عرصے میں کماؤ پوت بن گیا تھا۔ مجھے اس کا جوسیا کی دکان پر جا کر والدہ کے لئے سر پر باندھنے والا ریشمی رومال اور والد کے لئے تمبا کو خریدنا عجیب سا لگا۔ لیکن جب میں نے غور کیا تو محسوس ہوا کہ ایک کم عمر لڑکے کی ایسی جذباتی حرکت جسے میں صرف بیس شلنگ تنخواہ دیتا تھا میری اپنی صورت حال سے کتنی مختلف ہے۔ مجھے اس پر رشک آیا۔ میری ماں نہیں تھی جس کے لئے میں کوئی رومال خریدتا اور اگرچہ میرا باپ موجود تھا مگر اس کو کچھ دینا سوکھے کنوئیں میں تھوڑا سا پانی ڈالنے کے برابر تھا۔

میری ماں اس کی دوسری بیوی تھی، جو پہلے بچے کی پیدائش پر ہی موت کا شکار ہوگئی تھی۔ میرے عزیزوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میں اگر صریحاً منحوس نہیں تو بدنصیب ضرور ہوں۔ میرے باپ نے یہ بات سرِ عام کبھی نہیں کہی۔ اس کی کئی بیویاں اور بچے تھے چنانچہ وہ میری طرف توجہ نہ دے سکا۔ لیکن میں بہت حساس واقع ہوا تھا۔ شروع ہی سے مجھے احساس تھا کہ میرے معاملات میں کچھ گڑبڑ ہے۔ میرے باپ کی پہلی بیوی نے جسے ہم سب مایا کہتے تھے، مجھے بچوں کی طرح پالا تھا لیکن پھر بھی مجھے کسی کمی کا احساس ہوتا تھا۔ ایک دن کھیل کے دوران میری ایک لڑکے سے لڑائی ہوگئی تو اس نے کہا ''تو

ایک منحوس لڑکا ہے جس نے اپنی ماں کو مار ڈالا۔''

میری مراد یہ نہیں کہ میں نے کوئی دکھی یا تنہا بچپن گزارا ہو۔ ہمارے خاندان میں بہت زیادہ افراد تھے اس لئے تنہائی یا دکھ کا احساس نہیں ہوتا تھا' مجھے یہ بھی ماننا چاہئے کہ میرے باپ نے کبھی اپنی بیویوں کو بچوں کے درمیان فرق کرنے کی اجازت نہ دی۔ ہماری صرف ایک ماما تھی باقی دو بیویوں کو ان کے بچے ماں کہتے یا فلاں فلاں کی ماں کے نام سے پکارتے تھے۔

جب میرے اندر کچھ سوجھ بوجھ پیدا ہوئی تو یہ احساس بیدار ہوا کاش ماں کی جگہ میں مر جاتا۔ جب میرے رشتہ دار کسی نومولود بچے کی موت پر اس کی غم زدہ ماں کے پاس تعزیت کے لئے جاتے تو اس سے کہتے' اپنے آنسو خشک کر ڈالو کیونکہ برتن کے ٹوٹنے سے پانی کا بکھرنا زیادہ سود مند ہے۔ اس بات کے پیچھے تصور یہ تھا کہ ایک ثابت برتن کسی وقت بھی ندی کی طرف لے جایا جا سکتا ہے۔

میرا باپ ایک ضلعی ترجمان تھا۔ ان دنوں جب کوئی سفید فام لوگوں کی زبان کے ایک سادہ سے لفظ Come، کے معنی بھی نہیں جانتا تھا، ضلعی افسر ایک ارفع ترین دیوتا سمجھا جاتا تھا جبکہ ترجمان چھوٹا دیوتا جو بڑے خدا تک دعائیں اور قربانیاں پہنچاتا تھا۔ ہر سیانا غرض مند جانتا تھا کہ آسمانوں کے مالک تک پہنچنے کے لیے چھوٹے خدا کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنا ضروری ہے۔

ان دنوں ترجمان بہت طاقت ور' دولت مند' بہت مشہور لیکن اس کے ساتھ ہی ناپسندیدہ تصور کئے جاتے تھے' جب کبھی اور کہیں بھی ضلعی افسر کی طاقت کو محسوس کیا گیا تو ترجمان کا نام بڑے رعب اور دَبدبے کی علامت کے طور پر سامنے آتا۔

ہماری پرورش اس انداز سے ہوئی کہ ہم ہر وقت محسوس کرتے تھے کہ دنیا دشمنوں سے بھری پڑی ہے۔ ہمارے والد نے گھر میں کئی جگہوں پر حفاظتی دوائیں چھپا رکھی تھیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک دوا بڑے دروازے پر لٹکی ہوئی تھی لیکن سب سے بڑی دوا ایک تونبے میں بند اس کے کمرے کے کونے میں پڑی تھی۔ اس کمرے میں کوئی بچہ نہیں جا سکتا تھا کیونکہ اس پر ہمیشہ قفل پڑا رہتا تھا۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ فلاں فلاں گھر میں کبھی نہیں جانا' اور ان لوگوں کی نشان دہی کی گئی جن کا کھانا ہمیں کبھی نہیں کھانا چاہئے۔

لیکن ہمارے بہت سارے دوست بھی تھے۔ ایسے کافی لوگ تھے جو میرے باپ کو پھل، کھجور کی شراب، بکریاں، بھیڑیں اور مرغ وغیرہ تحفے کے طور پر لا کر دیتے تھے۔ کئی اپنے لڑکوں کو ہمارے ہاں ہاؤس بوائے کے طور پر اور اپنی بیویوں کو جدید خانہ داری کی تربیت حاصل کرنے کے لئے چھوڑ دیتے۔ بڑا خاندان ہونے کے باوجود ہمارے یہاں ہمیشہ گوشت وافر ہوتا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب میرے والد ہر ہفتے کے دن ایک بکری ذبح کرتے تھے حالانکہ یہ کام بہت سے خاندانوں میں دو سال میں ایک مرتبہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ امارت کے اس مظاہرے نے ہمیں حسد اور کینے کا ہدف بنا دیا تھا۔

لیکن کئی سال بعد مجھے پتہ چلا کہ ترجمان سے کتنی نفرت کی جاتی ہے۔ اس وقت میں سیکنڈری سکول میں پڑھتا تھا اور ہماری کچھ دنوں کے لئے چھٹیاں تھیں، چونکہ میرا گھر خاصا دور تھا اور میں سکول میں چھٹیاں گزارنا نہیں چاہتا تھا، اس لئے میں نے اپنے ایک دوست کے گھر رہنے کا فیصلہ کیا جو چار میل کے فاصلے پر تھا۔ اس کے والدین ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کی ماں نے جلدی سے ہمارے لئے کچالو ابال ڈالے۔ کھانا کھانے کے بعد اس کا والد اپنے لئے نسوار خریدنے باہر گیا لیکن جلد ہی واپس آ گیا۔ اس نے اپنے بیٹے سے میرا نام پوچھا۔

''اوڈیلی سمالو''

''کون سے قصبے سے ہے''۔

اس کی آواز پریشان و مضطرب تھی۔ میں ڈر گیا۔

''اروا''

''اوہ'' اس نے سرد مہری سے کہا'' تمہارے باپ کا کیا نام ہے''

''ہزیکیا سمالو'' میں نے کہا اور جلدی سے اضافہ کیا، ''سابق ضلع ترجمان''۔ میں نے سوچا جلدی سے ساری بات ہو جائے تا کہ یہ طویل تفتیش ختم ہو۔

''پھر تو تم میرے گھر نہیں رہ سکتے'' اس نے اس سپاٹ لہجے میں کہا جس کی توقع کسی کھاتے پیتے آدمی سے اس وقت کی جاتی ہے جب وہ اپنے سے کم تر لوگوں کے شور و

غوغا پر اختیار کرتا ہے۔

''کیوں پاپا' اس نے کیا کیا ہے''۔؟ میرے دوست نے خوف زدہ ہو کر پوچھا ''میں نے کہہ دیا نا بیٹا' یہ میرے گھر کی چھت کے نیچے نہیں رہ سکتا۔'' اس نے باہر دیکھا، ''تمہارے لئے کافی وقت اور روشنی ہے ابھی تم اپنے سکول واپس جا سکتے ہو''۔ اس نے مجھ سے کہا۔

میں نہیں سمجھتا کہ میں کبھی جان بھی سکوں گا کہ میرے باپ نے اس شخص کے ساتھ کیا زیادتی کی تھی۔ چند ہفتے بعد چھٹیاں ہوئی تو میں نے اپنے باپ سے اس بات کا کھوج لگانے کی کوشش کی لیکن میرا باپ مجھ پر برس پڑا کہ آوارہ گردی کرنے کی بجائے مجھے اپنی کتابوں سے غرض رکھنی چاہئے۔

میں اس وقت صرف پندرہ سال کا تھا اور اپنے باپ کے سامنے جرأت کے ساتھ بولنے کے لئے ابھی کئی برس درکار تھے حالانکہ مجھے اسی وقت بتا دینا چاہئے تھا کہ اس نے مجھے سکول نہیں بھیجا۔ میں اس سکول میں اس لئے تھا کہ میں نے وظیفہ حاصل کیا تھا اور یونیورسٹی میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

میرے باپ کا مسئلہ یہ تھا کہ اسے بیویوں اور لاتعداد بچوں کی بے پناہ خواہش تھی یا شاید مجھے کہنا چاہئے لاتعداد بچوں اور بے شمار بیویوں کی۔ اب بھی اس کی پانچ بیویاں ہیں سب سے چھوٹی ایک کم عمر لڑکی ہے جس سے اس نے گذشتہ سال شادی کی ہے۔ اس کی عمر اڑسٹھ یا شاید ستر سال ہے۔ اسے قلیل پنشن ملتی ہے جو اس کے لئے کافی ہوتی اگر اس کا کنبہ پینتیس بچوں کے بجائے چھوٹا سا ہوتا۔ آج کل تو وہ اپنے خاندان کی کفالت کا جھوٹا داعوی بھی نہیں کرتا۔ اس نے اپنی ہر بیوی کو اس کی اپنی تدبیر پر چھوڑ رکھا ہے۔ ماما جیسی زیادہ عمر کی بیویوں کے لئے تو اس میں کوئی گھاٹا نہیں کہ ماں کی اولاد ان کی کچھ مدد کرتی رہتی ہے' لیکن بقیہ کم عمر بیویوں کو اپنے بچوں کی سکول کی فیسوں کے لئے بھی کاشت کاری یا چھوٹی موٹی تجارت کرنی پڑتی ہے۔

ہر صبح بزرگوار م ایک کپی شراب کی خریدتے ہیں جسے وہ دن بھر پیتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے اپنے گاؤں کی سیاست میں چھلانگ لگا دی تھی اور پی۔او۔پی کے چیئر مین بن گئے تھے۔

ڈیڑھ سال قبل میرے اور میرے والد کے درمیان بہت شدید جھگڑا ہوا۔ جب میں نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا کہ پانچویں شادی کی منصوبہ بندی محض ان کے سودائی ہونے کی علامت ہے۔ میں نے غصے میں یہ بھی کہہ دیا تھا کہ وہ دوسروں کے لئے مصیبتوں کے انبار لگا رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ ایک قابل ملامت بات تھی۔ اس کا مطلب یہ لیا جا سکتا تھا کہ وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں گے یہ بہت ناشائستہ اور بری بات تھی اگر ماما مداخلت نہ کرتی تو غالباً وہ مجھے گھر سے نکال دیتے۔ انہوں نے صرف یہ عہد کر کے خود کو مطمئن کر لیا کہ وہ میرے کسی دھیلے کو بھی ہاتھ نہ لگائیں گے، تاکہ میرے لئے تکلیفوں کا انبار نہ لگے۔ ماما نے کہا کہ میں جھک کر ان سے معافی مانگ لوں اور انہیں شراب کی چند بوتلیں لا دوں۔

رسمی طور پر ہمارے درمیان سمجھوتہ ہو گیا اور میں انہیں اپنے پوسٹ گریجوایٹ منصوبے کے متعلق بتانے لگا۔ لیکن مجھے پہلے ہی خبر تھی کہ وہ کیا جواب دیں گے۔ وہ مجھے بتائیں گے کہ میں نے پہلے ہی بہت پڑھ لکھ لیا ہے اور آج ملک میں جتنے اہم لوگ ہیں مثلاً وزراء، کاروباری لوگ، پارلیمنٹ کے ارکان وغیرہ وہ سب مجھ سے آدھے تعلیم یافتہ بھی نہیں ہیں چنانچہ انہوں نے سوویں مرتبہ کہا کہ میں تدریس کا احمقانہ پیشہ چھوڑوں اور حکومت کے کسی محکمے میں عالیشان ملازمت تلاش کر کے ایک عدد کار خرید لوں۔

میں چیف نانگا کی غیر متوقع دعوت کے ایک ماہ بعد دارالخلافہ بوری پہنچا اگرچہ میں نے اپنے پہنچنے کے لئے خط لکھ دیا اور پھر تار بھیج دی تھی۔ اس کے باوجود میں ڈر رہا تھا۔ میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو پتہ بتایا اور ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ چیف نانگا جیسا بے تکلف اور مشہور و مصروف شخص ہر روز بلا سوچے سمجھے کئی لوگوں کو ایسی دعوتیں دے ڈالتا ہوگا۔ کیا میں اس کی اس دعوت کو سچ سمجھ کر نا معقولیت کا ثبوت نہیں دے رہا تھا؟ بہرطور میں نے بھی اپنے ایک ایسے وکیل دوست کو خط لکھ دیا تھا جو اپنی پریکٹس قائم رکھنے کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ میں نے سوچا میں نانگا کے ردعمل کو غور سے دیکھوں گا اور اگر ضرورت پڑی تو اگلے دن ہی اس طرح اس کا گھر چھوڑ دوں گا کہ گویا میرا شروع سے ہی ارادہ تھا۔ جب وزیر کی رہائش گاہ پر پہنچے تو میرا خدشہ اور بڑھ گیا جب ایک کانے اور لمبے تڑنگے آدمی نے گیٹ پر ہماری کار روکی اور مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگا۔

''کس سے ملنا ہے؟'' وہ غرّایا

''چیف نا نگا سے''

''انہوں نے تمہیں وقت دیا تھا۔''

''نہیں، لیکن''

''باہر گاڑی کھڑی کرو۔ میں جا کر ان سے پوچھتا ہوں اگر وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔''

خوش قسمتی سے وزیر موصوف جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ باہر ستا رہے تھے۔ دروازے پر آ گئے اور ہمیں دیکھ کر باہر کی طرف لپکے اور مجھے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔ تب ان کے بیوی اور بچے اکٹھے باہر نکلے اور وہ بھی اس پُر جوش استقبال میں شامل ہو گئے۔

''سیدھے اندر آ جاؤ'' وزیر نے کہا، ''ہم صبح سے تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ تمہارا اپنا ہی گھر ہے''۔ میں ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دینے کے لئے پیچھے مڑا ''نہ نہ'' میرا میزبان چلایا۔ ''تم اندر جاؤ۔ میں ڈرائیور سے معاملہ نمٹا تا ہوں میرا بہت اچھا دوست ہے' کیوں بھئی ڈرائیور؟'' ''جی ہاں سرکار'' اس ڈرائیور نے کہا' جس کا اب تک میرے ساتھ خاصہ غیر دوستانہ رویہ تھا۔ اب اس نے جاندار مسکراہٹ کا مظاہرہ کیا جس سے اس کی میلی بتیسی بھی باہر آ گئی۔

مسز نا نگا سات بچوں کی ماں تھیں جن میں سب سے بڑا سولہ یا سترہ سال کا تھا لیکن ابھی تک خوبصورت تھیں۔ میں اس کی شکل بھول چکا تھا لیکن اب اسے دیکھ کر ساری یاد تازہ ہو گئی۔ بے شک اب وہ زیادہ پھیل گئی تھی لیکن اس جیسا ملنسار چہرہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اس نے مجھے مہمان خانہ دکھایا اور باقاعدہ حکم دیا کہ جتنی دیر میں وہ کھانا تیار کرے میں غسل کر لوں۔۔

''زیادہ دیر نہیں لگے گی''۔ اس نے کہا' سوپ پہلے ہی تیار ہے'' ایک معمولی سی بات نے مجھے چونکا دیا۔ نا نگا ہمیشہ انگریزی یا ٹوٹی پھوٹی دیسی انگریزی بولتا تھا۔ اس کے بچے جو مہنگے پرائیویٹ سکولوں میں یورپی خواتین کی زیر نگرانی پڑھتے تھے۔ بڑی روانی سے

انگریزی بولتے تھے، لیکن مسز نانگا ابھی تک اپنی زبان پر اٹکی ہوئی تھیں اور کہیں کہیں انگریزی الفاظ استعمال کر لیتی تھی۔

میرے میزبان نے وقت ضائع کئے بغیر مجھ سے کہا کہ میں تیار ہو جاؤں کیونکہ قابلِ احترام غیر ملکی ٹریننگ وزیر کو کسی سے ملنے جانا ہے۔ اس سے ایک دن پہلے دسمبر کی بے موسمی بارش ہو چکی تھی۔ مطلع ابر آلود تھا اور تیز ہوا چل رہی تھی۔ گلیاں خشک پتوں سے بھری پڑی تھیں اور ٹوٹی ہوئی شاخوں، ٹیلی گراف اور بجلی کی تاروں نے آدھی سڑک کو روک رکھا تھا۔

چیف کوکو۔ ایک خوش مزاج اور فربہ جسم انسان تھا جس نے گھر کا بنا ہوا سرخ اور زرد رنگ کا سویٹر پہن رکھتا تھا، وہ کافی پینے ہی والا تھا۔ اس نے ہم سے پوچھا کہ ہم کافی میں اس کے ساتھ شامل ہونا، یا شراب پینا پسند کریں گے۔ ''میں کالے انگریزوں کی طرح گرم سہ پہر کے وقت چائے یا کافی پینے کا عادی نہیں''۔ مسٹر نانگا نے کہا' میرے اور مسٹر سمالو کے لئے وسکی اور سوڈا۔''

چیف کوکو نے وضاحت کی کہ گرم کافی سے زیادہ اور کوئی شے پیٹ کو گرم نہیں کر سکتی اور بڑے اطمینان کے ساتھ ایک لمبا گھونٹ لیا، پھر اس نے یک لخت اپنا کپ اور پرچ میز پر پھینک دی اور یوں اچھلا جیسے کسی بچھو نے ڈنک مار دیا ہو--

''مار ڈالا۔ انہوں نے مجھے مار ڈالا''، اپنے ہاتھ مار کے اس نے دردناک چیخ بلند کی اور تیز تیز سانس لیتے ہوئے اپنی آنکھیں گھمانا شروع کر دی۔ چیف نانگا اور میں دہشت سے اچھل کھڑے ہوئے اور پوچھا کیا ہوا؟ مگر ہمارا میزبان چیختا رہا کہ انہوں نے مجھے مار ڈالا اور اب وہ جشن منائیں گے۔ ''کیا بات ہے'' چیف نانگا نے اس کی گردن کے گرد باہیں ڈالتے ہوئے کہا ''انہوں نے میری کافی میں زہر ملا دیا ہے''۔ اس نے کہا اور بری طرح گر گیا اسی اثنا میں ملازم نے اپنے مالک کی چیخ سنی اور بھاگا بھاگا اندر آیا۔

''میری کافی میں زہر کس نے ملایا ہے؟'' اس نے پوچھا

''میں نے تو نہیں ملایا''

''باورچی کو بلاؤ'' وزیر گرجا ''جلدی بلاؤ'' میں مرنے سے پہلے اسے قتل کر دوں گا، جاؤ اور اسے پکڑ کر لاؤ'' ملازم باہر بھاگا اور جلد ہی یہ بتانے کے لئے واپس آیا

کہ باورچی جا چکا ہے۔ وزیر اپنی کرسی پر گر گیا اور پیٹ پکڑ کر کراہنا شروع کر دیا۔ تب اس کا محافظ جسے ہم نے گیٹ پر دیکھا تھا تیزی سے سامنے کے دروازے سے داخل ہوا اور صورتِ حال سمجھ کر باورچی کو پکڑنے کے لئے پوری رفتار سے واپس دوڑا۔

''ڈاکٹر کو بلا لیں؟'' میں نے کہا ''ہاں ٹھیک ہے'' چیف نانگا اپنے دوست کو چھوڑ کر ٹیلی فون کی طرف دوڑا۔ میں نے ٹیلی فون کا نہیں سوچا تھا۔ ''ڈاکٹر کا کیا فائدہ؟'' ہمارے زہر خوردہ میزبان نے آہ بھر کر کہا۔ ''کیا وہ افریقی زہر کے متعلق کچھ جانتے ہیں؟ انہوں نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے؟ کیا مجھے ان کا کچھ دینا ہے؟ اوہ-اوہ- میں نے کیا جرم کیا ہے؟'' اسی دوران چیف نانگا ڈاکٹر کو فون کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کا رابطہ قائم نہیں ہو رہا تھا۔ وہ کسی اَن دیکھے دشمن کو تباہ کرنے کی دھمکیاں دے رہا تھا ''میں قابلِ احترام چیف نانگا بول رہا ہوں'' وہ کہہ رہا تھا۔ ''میں تم سے نمٹ لوں گا'' گدھا کہیں کا۔ اس ملک کا المیہ یہی ہے۔ فکر نہ کرو، تم دیکھو گے۔ اُلو کا پٹھا....''

اسی لمحے محافظ باورچی کی قمیض کا کالر پکڑے اسے گھسیٹتا ہوا اندر لایا وزیر کچھ اس پھرتی سے اس پر جھپٹا جو اس کے جثے اور حالت کی قطعی نفی کرتی تھی۔

کیا بات مالک باورچی نے ہاتھ جوڑے

''تمہارا سر''۔ اس کے مالک نے اس کی طرف جھپٹتے ہوئے کہا ''تم نے میری کافی میں زہر کیوں ملایا'' اس کا بھاری بھرکم جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔

''میں نے اپنے مالک کو زہر پلایا؟'' وزیر کے بھاری مکے سے بچنے کے لئے باورچی نے ایک طرف ہوتے ہوئے کہا، حیرت ناک حاضر دماغی سے اس نے خود کو بچا لیا۔ (ظاہر ہے محافظ نے پہلے ہی اسے اس کے جرم کے متعلق بتا دیا تھا) اس نے جلدی سے کافی کا پیالہ بنایا اور تیزی سے ایک ایک قطرہ پی گیا۔ یک دم خاموشی چھا گئی۔ ہم نے حیرت زدہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ''میں اپنے مالک کو کیوں قتل کروں گا؟'' اب اس نے حاضرین سے پوچھا۔ ''میرا دماغ خراب نہیں ہے اور اگر ہو بھی تو میں اپنے مالک کو قتل کرنے کے بجائے جھیل میں چھلانگ لگا دوں گا۔'' اس کا لہجہ پُر اعتماد تھا۔ اس نے کافی کی تبدیلی کی وضاحت شروع کر دی۔ وزیر موصوف کی عام استعمال کی کافی صبح ناشتے میں ختم ہوگئی

تھی۔ اسے نیا ڈبہ خریدنے کا وقت نہیں ملا۔ اس نے مقامی بنی ہوئی کچھ کافی کشید کر لی جو اس کے مطابق اس نے ''دیسی مال'' کی چلتی پھرتی دکان سے خریدی تھی۔

اس واقعے نے ایک مضحکہ خیز صورت اختیار کر لی جس کا کسی بھی وزیر کو اندازہ نہ ہوا۔ ''دیسی مال'' اس مہم کا عام نام تھا جو حکومت نے سارے ملک میں مقامی پیداوار کے استعمال کے فروغ دینے کے لئے شروع کی تھی۔ اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے محبّ وطن شہریوں پر زور دیا تھا کہ اس عظیم قومی مساعی کی حمایت کریں جو اِن کے خیال میں معاشی آزادی کی کلید تھی اور جس کے بغیر سیاسی آزادی ایک سراب تھی۔ لاؤڈ سپیکر سے آراستہ کاریں پورے علاقے میں چھنا چھن کرتی پھر رہی تھیں اور اپنا مال بیچ رہی تھیں، عام لوگوں کی زبان میں اشیاء کی بجائے یہ کاریں دیسی مال کے نام سے مشہور تھیں۔ بظاہر باورچی نے ان میں سے ہی کسی سے کافی خریدی تھی۔ اس حرکت نے اس کی زندگی ہی لے لی تھی۔

پورے اطمینان کے بعد معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ میں چیف کوکو کی اس حرکت کے باعث خاصا الجھنوں میں گھِر گیا تھا۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھتا تو میں وہاں سے چل دینے کی رائے دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کے بجائے چیف نانگا نے چیف کوکو کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔

''لیکن کوکو''، انہوں نے کہا، ''تم بھی موت سے ڈرتے ہو''، ذرا سی بات پر تم نے شور مچانا شروع کر دیا، انہوں نے مجھے قتل کر دیا، انہوں نے مجھے قتل کر دیا، جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔''

میں نے اسے اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھا جس کا مقصد ظاہراً مجھے اپنے قہقہے میں شامل کرنا تھا۔ میں نے فوراً نظریں پھیر لیں اور کھڑکی سے باہر گھورنا شروع کر دیا۔ ''میں نہیں ڈرتا''؟ چیف کوکو نے احمقانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ ''اگر ایسا ہے تو پتلون میں تمہارا پیشاب کیوں نکل گیا''؟ ''بکواس۔ میں خوف زدہ کیوں ہونے لگا، میں تو لوگوں کو قتل کر دیتا ہوں'' وہ دونوں خاصی دیر تک اسی انداز میں گفتگو کرتے رہے۔ میں دونوں کی نظریں بچا کر وِسکی پیتا رہا۔ لیکن اندر ہی اندر خود سے کہہ رہا تھا کہ اپنی موجودہ بہادری کے باوجود چیف نانگا بھی بڑی حد تک خوف زدہ تھے، جس کی گواہی ٹیلی فون پر اس کی بدمزاج اور پھٹی ہوئی آواز دے رہی تھی۔ میرا خیال نہیں کہ ان کا خوف صرف چیف کوکو کی سلامتی کے لئے تھا۔ مجھے شک ہے کہ وہ اپنے لئے بھی خطرہ محسوس کر رہے تھے۔

ہمارے یہاں ایک کہاوت ہے کہ جب ایک غلام دوسرے کو زمین پر گرتا دیکھے تو جان لے کہ وقت آنے پر اس کا بھی یہی انجام ہوگا۔

قدرتی طور پر اس وقت میرے وظیفے کے متعلق بات کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ ہم خاموشی سے گھر لوٹ آئے۔ صرف ایک مرتبہ چیف نانگا نے میری طرف مڑ کر کہا ''اگر کوئی شخص تمہارے پاس آئے اور تمہیں وزیر بننے کے لئے کہے تو انکار کر دینا سمجھے''۔

اس روز شام کا کھانا میں نے مسٹر نانگا اور بچوں کے ساتھ کھایا۔ وزیر موصوف سفارت خانے کے ایک استقبالیہ میں شرکت کے لئے گئے تھے۔

جب ہم ٹیلی ویژن دیکھ رہے تھے تو اس کی بیوی نے کہا ''جس عورت نے کسی وزیر سے شادی کی اس نے چوکیدار بھی زیادہ بڑی شادی کی۔''

ہم دونوں ہنس دیئے۔ اس کی آواز میں شکایت کا عنصر موجود نہ تھا۔ وہ ایک خالصتاً گھریلو وفادار بیوی تھی جو اپنے خاوند کی عظمت کی سزا بھگتنے کو تیار تھی۔ آپ اس کے خیالات تبدیل نہیں کر سکتے۔ ''اتنی ساری پارٹیوں میں شرکت کرنا جہاں بڑے بڑے لوگ موجود ہوں، خاصا لطف اندوز ہوتا ہوگا''۔ میں نے مصنوعی معصومیت سے کہا۔

''وہاں کیا لطف اٹھایا جا سکتا ہے''، اس نے بڑی سرشاری سے پوچھا۔ ''باتیں زیادہ اور کھانا پینا کم''۔ ہیلو کیا حال ہے۔ دوبارہ مل کر خوشی ہوئی۔ سب جھوٹ''۔

میں دل کھول کر ہنسا اور پھر اٹھ کر دیوار پر لگی خاندانی تصاویر کو توصیفی انداز سے دیکھنے لگا۔ میں مسز نانگا سے مختلف تصاویر کے بارے میں پوچھتا رہا۔ تب میری نظر ریڈیو گرام پر رکھی ایک تصویر پر پڑی۔ اسے میں نے گھر میں قدم رکھتے ہی دیکھ لیا تھا۔ یہ وہی خوبصورت لڑکی تھی جو چیف نانگا کے اناطہ جانے والے ساتھیوں میں شامل تھی۔

''کیا یہ آپ کی بہن ہے''؟ میں نے پوچھا

''ایڈنا؟ نہیں، یہ ہماری بیگم ہے''۔

''آپ کی بیگم؟ مگر وہ کیسے؟''۔

وہ ہنس دی، ''ہم دوسری بیوی لائے ہیں تاکہ میری مدد ہو سکے''۔

پہلی بات جو ہمارے نکتہ چیں سرکاری وزیروں کی اقامت گاہ کے متعلق بتاتے

ہیں وہ یہ ہے کہ ہر ایک میں سات بیڈ روم اور سات ملحقہ باتھ روم ہوتے ہیں، یعنی ہفتے کے ہر دن کے لئے ایک۔ لیکن اس پہلی رات میری نکتہ چینی کے لئے کوئی کمرہ نہیں تھا۔ دو خوبصورت کمرے جو مجھے دیئے گئے تھے میں ان کی آرائش سے دنگ رہ گیا۔ جب میں ڈیل بیڈ پر لیٹا تو ہوا میں تیر امحسوس کیا۔ میں نے ریڈنگ لیمپ جلایا اور اس کی روشنی میں تمام نئے فرنیچر پر نظر ڈالی اور کمرے سے چمکتے ہوئے باتھ روم کو دیکھا۔ مجھے اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس وقت اگر مجھے وزیر بنا دیا جاتا تو میں ہمیشہ وزیر بنے رہنے کی تگ و دو کرتا۔ لیکن ایک خیال یہ بھی تھا کہ خدا کا شکر ہے میں وزیر نہیں ہوا۔ ہم اس وقت بنیادی انسانی فطرت بھول جاتے ہیں جب یہ کہتے ہیں کہ ناانگا جیسا آدمی جو راتوں رات غربت اور بے قدری سے موجودہ دولت مندی تک پہنچا ہے اسے بغیر کسی محنت کے ترغیب دے کر پرانی حالت میں واپس لایا جا سکتا ہے۔

جو شخص ابھی ابھی بارش میں بھیگ کر آیا ہو اور اسے اپنا جسم سکھا کر خشک کپڑے پہننے ہوں، اس شخص کی نسبت جو شروع سے ہی اندر موجود ہو، دوبارہ بارش میں باہر جانے سے ہچکچائے گا۔ ہماری نو آزاد قوم کا المیہ جو میں نے اس وقت بستر پر لیٹے لیٹے سوچا یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی دیر سے اندر نہیں تھا جو کہتا ''بھاڑ میں جائے، سارا چکر''۔ دراصل کل تک ہم سب بارش میں تھے۔ البتہ ہم میں سے مٹھی بھر۔ سمارٹ، خوش قسمت اور شاید بہترین۔ لوگ ہاتھ پاؤں مار کر اس پناہ گاہ تک پہنچ گئے، جو ہمارے پہلے حکمرانوں نے چھوڑی تھی۔ انہوں نے اس پر قبضہ کیا اور اندر ناکہ بندی کر لی۔ اندر سے وہ لاتعداد لاؤڈ سپیکروں کے ذریعے باقی لوگوں کو ترغیب دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جدوجہد کا پہلا مرحلہ مکمل ہو چکا ہے اور دوسرا مرحلہ ـــــ اپنے گھر کی توسیع ـــــ زیادہ اہم ہے۔ وہ نئی اور نرالی حکمت عملی کا تقاضا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اب تمام مباحث ختم کر دیئے جائیں اور تمام لوگ یک زبان ہو کر بات کریں۔ پناہ گاہ کے دروازوں کے باہر مزید اختلاف رائے اور حجت بازی پورے گھر کی بنیادیں کھوکھلی کر دے گی اور یہ گھر دھڑام سے گر جائے گا۔

یہ نہ سمجھ لینا کہ میں نے ساری رات اسی فکر میں گزار دی۔ میرا دھیان زیادہ تر ایلسی کی طرف ہی لگا رہا۔

چوتھا باب

رات کو دیر تک جاگنا میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن صبح سویرے اٹھنا میرے لئے مشکل ہے۔ دارالحکومت اپنی صبح میں گہری نیند سویا ہوا تھا کہ میں نے وزیر کی آواز سنی۔ میں نے آنکھیں کھولیں اور مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے اسے صبح کا سلام کیا۔

''کاہل لڑکا''، اس نے لجاجت سے کہا۔ ''کوئی بات نہیں۔ مجھے پتہ ہے تم کل کے سفر سے بری طرح تھکے ہوئے ہو۔ چلو بعد میں ملاقات ہوگی۔ میں دفتر جا رہا ہوں۔'' وہ اپنے خوبصورت نئے سفید لباس میں بہت تر و تازہ لگ رہا تھا۔ وہ رات کے دو بجے گھر واپس آیا تھا بلکہ علی الصباح کہنا چاہئے۔ اس کی گاڑی کی آواز نے مجھے جگا دیا تھا اور میں نے اپنی کلائی کی گھڑی پر وقت دیکھا تھا جسے میں اکثر غسل کرتے ہوئے اتارنا بھول جاتا ہوں۔ یہ گھڑی میں نے انہیں دنوں خریدی تھی اور مجھے یقین تھا کہ اس میں کسی طرح پانی نہیں پڑ سکتا۔ لیکن بات چیف نانگا کی ہو رہی تھی۔ اس کا دفتر جانا بڑا بے محل لگ رہا تھا۔ کسی وزیر کے متعلق یوں کہنا بے شک احمقانہ بات ہے، لیکن میں اپنے ذہن میں اسے فائلوں اور میزوں پر کام کرتے دیکھ کر آسانی سے قبول نہیں کر سکتا تھا۔ بظاہر باہر کی دنیا میں مصروف وہ زیادہ موزوں دکھائی دیتا تھا لیکن وہ آٹھ بجے بڑی پابندی سے اپنے دفتر جا رہا تھا۔

میں مسز نانگا کو پسند کرتا تھا اور اس کی تعریف بھی کرتا تھا لیکن مجھے اعتراف کرنا چاہئے کہ مجھے دلی طور پر بہت خوشی ہوئی جب انہوں نے ناشتے پر مجھے بتایا کہ وہ تین دن کے اندر بچوں کے ساتھ اناطہ جا رہی ہے۔ بظاہر یہ وزیر موصوف کی تاکید تھی کہ اس کے بچوں کو سال میں کم سے کم ایک مرتبہ اس کے گھر، گاؤں ضرور جانا چاہئے۔

''بڑی عقل مندی کی بات ہے'' میں نے کہا۔

مسز نانگا نے کہا، ''اس کے بغیر وہ انگریز بن جائیں گے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی زبان تک نہیں بولتے اپنی زبان میں بات کرو تو وہ انگریزی میں جواب دیتے ہیں۔

سب سے چھوٹا میری ماں کو ''گندی''، ''جنگلی عورت' کہتا ہے''

''بہت بری بات ہے''، میں نے ہنستے ہوئے کہا۔اگرچہ بات ہنسنے والی نہیں تھی۔'' میں نے اسے ایسا تھپڑ رسید کیا کہ اس کے منہ میں بھرے چنے نکل پڑے۔شکر ہے میری ماں کو پتا نہیں تھا کہ اس نے کیا کہا، وہ الٹا مجھے برا بھلا کہنے لگی۔ مسز نانگا نے فخریہ انداز میں کہا۔

''جی ہاں، کبھی کبھی انہیں گاؤں لے جانا اچھی بات ہے، آپ واپس کب تشریف لائیں گی؟''

''کرسمس کے بعد۔ایڈی کے والد جنوری میں امریکہ جا رہے ہیں''۔ایڈی ان کے پہلے بیٹے کا نام تھا۔

جس بنا پر میں مسز نانگا کے گاؤں جانے پر خوش ہوا وہ ایک فطری بات تھی کوئی بھی شادی شدہ عورت چاہے وہ کتنی ہی وسیع القلب کیوں نہ ہو، ایلسی کو گھر لا کر اس کے ساتھ وقت گزارنے کے پروگرام کو اچھا نہیں سمجھے گی۔ اس سلسلے میں جو دو کمرے مجھے دیئے گئے تھے وہ بھی مناسب نہیں تھے۔اگر مسز نانگا معترض نہ بھی ہوتیں تو ایلسی کو ضرور اعتراض ہوتا۔اس سلسلے میں میرا تجربہ یہ تھا کہ عورت خواہ کتنی ہی روشن خیال ہو وہ کبھی نہیں چاہے گی کہ کوئی دوسری عورت اس کے کردار کے بارے میں گھٹیا رائے قائم کرے۔ میں طوائفوں کی بات نہیں کر رہا کیونکہ مجھے ان کا تجربہ نہیں۔

میرا میزبان ان لوگوں میں سے تھا جن کے اردگرد ہمیشہ کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے۔ مجھے اس علم کے لئے ہمیشہ اس کا ممنون رہنا چاہئے جو اپنے ملکی مسائل کے بارے میں مجھے اس کے گھر مختصر قیام کے دورن حاصل ہوا۔ چند سال پہلے جب میں پارلیمنٹ سے اداس واپس جا رہا تھا تو میرا دوسرے پڑھے لکھے ہم وطنوں کی طرح یہ احساس تھا کہ حالات زیادہ خراب ہو رہے ہیں، لیکن پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کیوں ہو رہے ہیں؟ ہم اپنے ملک میں قوت عمل کی کمی اور شایان شان قیادت کے فقدان کی شکایت کرتے تھے یا ایسا سوچتے تھے۔ہم اونچی جگہوں سے سازشی سرگوشیاں سنتے ان میں اکثر دولت کے ہیر پھیر کی باتیں بھی ہوتیں، لیکن میرا خیال نہیں تھا کہ ہمارے ملک میں یہ چیز بھی موجود ہے۔اب تک کوئی حقیقی مسئلہ پیدا نہیں ہوا تھا جس پر الجھا جاتا لیکن چیف نانگا کے گھر رہ کر مجھے کچھ روشنی

دیکھائی دی۔ بہت ساری باتیں دھند سے نکل کر واضح ہونے لگیں کچھ صورتیں اتنی بری نہیں تھیں۔ جتنا مجھے ان پر شک تھا لیکن کئی صورتیں زیادہ بری لگیں۔ تاہم، اس وقت میں کوئی فیصلہ صادر نہیں کر رہا تھا۔ ایک دن پہلی مرتبہ کلمجارو کی چوٹی کو غروب آفتاب کے وقت پہلی مرتبہ واضح طور پر دیکھ رہا تھا۔ تو دماغ پر سے بادلوں کا یوں چھٹ جانا مجھے اچھا لگا میں ساکت کھڑا رہا۔ میں نے فوراً یہ نہیں کہا، ''یہ افریقہ کا سب سے بلند پہاڑ ہے'' یا ''اتنا اثر آفرین نہیں جتنا میں توقع کرتا تھا۔ ان سب باتوں کو سمجھنے کے لئے مجھے اور وقت گزارنا تھا۔

میں اپنے ساتھ پڑھنے کے لئے کوئی کتاب نہیں لایا تھا اور وزیر کی لائبریری میں ذوق کی کوئی کتاب نہیں تھی۔ آرائش کے لئے ایک امریکی انسائیکلوپیڈیا رکھا تھا، رائیڈر ھیگرڈ کی SHE، اور A YESHA یا THE RETURN OF SHE' یا پھر میری کوریلی اور برتھا کلے کی چند کتابیں تھیں۔ خاص طور پر مجھے ''کتاب شیطان کے دکھ'' خوب یاد ہے۔ اس کے علاوہ کچھ تقاریر وغیرہ کے متعلق گھسی پٹی معلومات تھیں کہ تقریر کیسے کی جاتی ہے؟

میں نے انسائیکلوپیڈیا کی چند جلدیں ادھر ادھر سے دیکھیں اور روزانہ اخبارات زیادہ توجہ سے پڑھنے بیٹھ گیا۔ یقین کیجئے مجھے پتہ چلا کہ میں نے بہت سی مضحکہ خیز باتیں نظر انداز کر رکھی تھیں مثلاً ڈیلی کرانیکل میں بوری کے سٹی کلرک کا نوٹس یوں درج تھا--

''عوام کی توجہ سیکشن-12 بوری (محکمہ نگرانی) کے ذیلی قانون 1951ء کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔

(i) تمام گھروں کے مکین فضلے کے لئے بالٹیاں مہیا کریں گے۔ ایسی بالٹیوں کا سائز اور خام مال بلدیہ کا انجینئر منظور کرے گا۔

(ii) ہر مکان سے مہیا کی جانے والی ایسی بالٹیوں کی تعداد بلدیہ کا انجینئر متعین کرے گا۔

عوام کو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ اپنی حدود میں موجود بالٹیوں کی تعداد میں غیر قانونی اضافہ نہ کریں''۔

ہمارے ملک میں ایسے عجائبات اور تضادات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ میں دارالحکومت میں موجود اپنے شاہانہ اور آرام دہ سات باتھ روم والی عمارت میں بیٹھا فضلے

کی بالٹیوں کے متعلق پڑھ رہا تھا--

میں نے زندگی میں زیادہ تر (بجز یونیورسٹی میں کچھ عرصے قیام کیے جہاں میں نے پہلی بار فلش دیکھا تھا) زمین میں کھدے ہوئے پاخانے استعمال کئے تھے، اناطہ میں میرے گھر میں بھی ایسا پاخانہ موجود تھا۔ ہر کوئی جانتا تھا کہ زمین میں کھدے ہوئے پاخانے زیادہ جدید اور پُر آسائش نہیں ہوتے لیکن معقول احتیاط کے ساتھ وہ کافی صاف ستھرے ہو سکتے ہیں۔ بالٹی والے پاخانے بالکل دوسری بات ہے۔ یہ میں نے پہلی مرتبہ گلیگلی میں دیکھا جہاں میں اپنی ایک بڑی سوتیلی بہن اور اس کے خاوند کے ساتھ چھوٹے سے گاؤں میں ہاؤس بوائے کی حیثیت سے رہا۔ میں اس وقت بارہ سال کا تھا اور یہ میری زندگی کا بدترین سال تھا۔ مجھے اس بالٹی سے شدید نفرت تھی۔ یہاں تک کہ میں کئی کئی دن رفع حاجت کے لئے نہیں جاتا تھا۔ پھر وہ ہفتہ بھی گزرا جب گاؤں کے سب جمعداروں نے ہڑتال کر ڈالی۔ ان دنوں میں عملی طور پر بھوکا رہا۔ اس وقت مقامی لوگ کہتے تھے کہ آپ گاؤں کی بدبو دس میل سور سے سونگھ سکتے ہیں۔

گلیگلی میں ہماری واحد دلچسپ مہم چوہوں کے خلاف جنگ ہوتی تھی۔ ہمارے آہنی چھت والے گھر میں صرف دو کمرے تھے۔ یہ میری بہن اس کا خاوند اور دو بچے ایک کمرے میں سوتے تھے اور باقی ہم تین لڑکے دوسرے کمرے میں، چاولوں کے تھیلوں، گری، سبزی اور کھانے کی دوسری چیزوں اور چوہوں کے ساتھ، سوتے تھے۔

چوہے آتے اور فرش اور دیوار کے سنگم پر موجود سوراخوں میں چھپ جاتے —— جونہی رات پڑتی وہ اناج کھانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہم اس وقت باورچی خانے میں آگ کے گرد بیٹھے ہوتے۔ ان چوہوں پر قابو پانا مشکل تھا کیونکہ جونہی ہم چراغ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتے وہ اپنے بلوں میں گھس جاتے۔ ہم نے چھوٹے چھوٹے لوہے کے بنے ہوئے چوہے دان استعمال کئے جس کے ساتھ کوئی کھانے والی چیز لگا دیتے لیکن ایک دو کے مرنے کے بعد باقی چوہے اس چوہے دان سے بچنا سیکھ گئے۔

تب ہم نے فیصلہ کیا کہ ان کا باقاعدہ شکار کیا جائے۔ میں یا کوئی دوسرا لڑکا دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوتا اور بلوں میں کوئی کپڑا ڈال دیتا جبکہ باقی لاٹھیوں کے ساتھ باہر انتظار کرتے رہتے۔ کچھ دیر کے بعد باہر والے چراغ سمیت حملہ کر دیتے۔

دروازہ بند کر دیا جاتا اور قتل عام شروع ہو جاتا۔ اصولاً ہم زیادہ چھوٹے چوہوں کو قتل نہ کرتے ہم انہیں مستقبل کے لئے بچا رکھتے۔ اب تو یہ ساری باتیں نصف صدی پرانی لگتی ہیں۔

جب چیف نانگا دوپہر کا کھانا کھانے آئے تو صاف پتہ چلتا تھا کہ اسکے دماغ میں کوئی بات اَڑی ہوئی ہے۔ دعا سلام میں اختصار کے باوجود ان کے لہجے میں گرم جوشی شامل تھی۔ وہ سیدھے ٹیلی فون کی طرف گئے اور کسی وزیر دوست سے گفتگو کرنے لگے۔ میں نے جلد ہی اندازہ لگالیا کہ یہ عوامی تعمیرات کا وزیر تھا۔

اس وقت ان کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں کیونکہ میں یک طرفہ گفتگو سن سکتا تھا لیکن میرا میزبان خاصی برہمی سے کسی سڑک کے بارے میں استفسار کر رہا تھا جس پر اگلے انتخابات سے پہلے تارکول بچھانا تھا پھر میں نے دو لاکھ دس ہزار پونڈ کی رقم کی بات سنی لیکن مجھے خاص طور پر اچنبھا اس وقت ہوا جب میرے میزبان نے اپنے وزیر دوست سے کہا ''دیکھو ٹی-سی فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس سڑک پر تارکول بچھنا چاہئے۔ یہ ٹال مٹول ٹھیک نہیں ——؟ کون ماہر؟ اب تم ماہر کی رائے لوگے؟ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان لڑکوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ میں یورپی لوگوں سے معاملہ طے کرنے کو ترجیح دیتا ہوں —— کیا؟ اخبارات کی فکر مت کرو۔ میں دیکھ لوں گا وہ اسے کبھی شائع نہیں کریں گے ——''انہوں نے ٹیلی فون رکھ دیا اور کہا ''بے وقوف آدمی'' پھر وہ میری طرف گھومے۔

''یہ قابل احترام ٹی-سی-کو بینو تھا۔ نرا گاؤدی ہے۔ حکومت نے جنوی سے گلیگلی اور اناطہ کے درمیان سرک کی تعمیر کی منظوری دے رکھی ہے مگر یہ احمق انسان ٹال مٹول کر رہا ہے کیونکہ یہ اس کے حلقے میں نہیں آتی اگر یہ اس کے اپنے حلقے میں ہوتی تو ماہرین کی ایک نہ سنتا۔ اور پھر ماہر بھی کون؟ اس کے گاؤں کا ایک نوجوان لڑکا۔ جسے ہم سب نے مل کر گزشتہ سال ترقی دلوائی ہے اب یہ لڑکا اسے مشورہ دے رہا ہے کہ اگلے خشک موسم سے پہلے تارکول نہیں بچھنا چاہئے کیونکہ وہ اس جگہ کچھ زمینی تجربے کرنا چاہتا ہے۔ وہ زمینی کیڑا بن گیا ہے'' میں اس پر ہنس دیا۔ تم نے کبھی ایسی بات سنی؟ کیا یہ ملک میں پہلی سڑک ہے جس پر ہم تارکول بچھا رہے ہیں؟ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے لوگ

خودغرض اور حاسد ہیں''

میں اس سڑک کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا جو اتفاقاً میرے اپنے گاؤں اردوا سے ہوکر گزرتی تھی۔ مجھے چیف نانگا کے منصوبوں سے خاصی دلچسپی پیدا ہوگئی۔ اگرچہ ان کی نوجوان ماہر سے نفرت اچھی نہیں لگی لیکن چیف نانگا چونکہ پہلے ہی بتا چکے تھے کہ اس کا تقرر صلاحیت کی بناء پر نہیں ہوا تھا۔ یہ سب باتیں میرے لئے نئی نہ تھیں سوائے اس کے کہ چیف نانگا نے آڈر دے رکھا تھا کہ جونہی تارکول بچھے، دس لگژری بسیں اس روٹ پر ڈال دی جائیں۔ ہر بس پر اس کا چھ ہزار پاؤنڈ کا خرچہ آئے گا۔ اس طرح اس کے پاس تارکول بچھوانے کی دو اہم وجوہات تھیں۔ یعنی اگلے انتخابات' اور اس کی بسیں۔

''اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میرے پاس بینک میں ساٹھ ہزار پاؤنڈ ہیں'' اس نے جلدی سے اضافہ کیا میں انہیں برٹش کمیٹی سے قسطوں پر لے رہا ہوں۔

پسے ہوئے اتالوؤں پر مشتمل دوپہر کا بھاری کھانا کھا کر مجھے خمار سا آ گیا۔ اصولاً میں ہر روز دوپہر کے وقت تھوڑی دیر کے لئے سوتا ہوں لیکن چیف نانگا کے گھر کے حالات قدرے مختلف تھے اور یہاں دوپہر کے وقت سونا شرمناک نہیں تو نامناسب ضرور تھا۔ اس کے علاوہ میں نے سوچا کہ اگر چیف نانگا رات دو بجے گھر لوٹنے کے باوجود صبح آٹھ بجے دفتر پہنچ سکتے ہیں اور دو بجے واپس آ کر کسی تازہ چوزے کی طرح ہشاش بشاش نظر آتے ہیں تو میں ان کے مقابلے میں کل کا بچہ، اس انحطاط پذیر اور نوآبادیاتی عادت میں گرفتار کیوں ہوں؟ چنانچہ جب میرے میزبان اور ان کی بیوی سفر کی باتیں کررہے تھے تو میں نے ذرا سی اونگھ لے لی۔ ان کی بیوی نے نانگا سے دریافت کیا کہ اس کی غیر موجودگی میں انہوں نے اپنے لئے کوئی باورچی تلاش کرلیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا دو ایک آدمیوں کو کہا تو ہے۔ تب مجھے پتہ چلا کہ ان کے پاس باورچی نہیں ہے۔ صرف ایک گھریلو ملازم ہے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ وہ اپنی ڈنر پارٹیوں کا انتظام کیسے کرتے ہیں؟ باہر ایک کار آ کر رکی اور ایک نوجوان امریکی جوڑا ہوا کے جھونکے کی طرح اندر آ گیا یا صرف بیوی جھونکے کی طرح آئی اور خاوند اس کے نقش قدم پر چلتا ہوا اندر آیا۔

''ہیلو مکاؤ' ہیلو مارگریٹ'' خاتون نے کہا۔

''ہیلو جین ہیلو جان'' وزیر نے جواب دیا۔ آج تک انہیں مکاہ کہتے میں نے

کسی کونہیں سنا تھا۔ وہ بہت خوش نظر آتے تھے۔ مجھے بہت دکھ ہوا۔ یہ دونوں مہمان مجھ سے بڑے نہیں تھے لیکن وہ چیف نانگا کو اس کے اصلی بھولے ہوئے نام سے پکارنے کی گستاخی کررہے تھے اور جس چیز نے مجھے زیادہ دکھ پہنچایا وہ ان کا ردعمل تھا۔ میں نے جلدی سے مڑ کر ان کا چہرہ دیکھا جس کے بارے میں مجھے امید تھی کہ غصے سے بگڑ گیا ہوگا لیکن نہیں۔ انہوں نے شائستگی سے جواب دیا'' ''ہیلوجین' ہیلو جان'' میں سمجھ نہ سکا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ اگر میں یا ہمارا کوئی آدمی انہیں مکاہ کہہ دیتا تو وہ غصے سے پاگل ہو جاتے لیکن شاید مجھے اس قدر حیران نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ہم نے سفید فام لوگوں کی ایسی باتیں بھی برداشت کی ہیں جو ہمارے اپنے لوگوں سے کوئی گوارا نہ کرتا۔

مسز نانگا جس کا اصل نام مجھے اب معلوم ہوا تھا' کم خوش نظر آتی تھیں۔ انہوں نے ہیلو ہیلو کہا اور جلدی سے پیچھے ہٹ گئیں۔ ان کی فراک ان کے چوتڑوں میں پھنس گئی تھی۔

جب جین چیف نانگا کے ساتھ نخرے کررہی تھی میں اس کے خاوند سے کچھ سنجیدہ گفتگو کررہا تھا' جو ماہرین کی ٹیم کا ایک رکن تھا۔ یہ ٹیم ہماری حکومت کو مشورے دے رہی تھی کہ اسے امریکی عوام کی نظروں میں اپنا مقام کیسے بنانا چاہئے؟ وہ کم گو انسان لگتا تھا اور غالباً اپنی حسین بیوی سے کچھ مرعوب بھی تھا۔ بلاشبہ اپنے اپنے انداز میں وہ دونوں بہترین سفیر تھے۔ جب اہم ترین موضوع پر بات شروع ہوئی تو اس نے پُر جوش انداز میں حصہ لیا۔

''ہمارے اپنے مسائل ہیں''، اس نے کہا، ''جس طرح دوسروں کے ہیں''۔ میں مانتا ہوں کہ ہمارے کچھ لوگ بہت تنگ نظر ہیں۔ پھر بھی ہم کچھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ویسے تو کوئی بھی مطمئن نہیں۔ بہرطور ہم نے اس معاملے میں ترقی تو کی ہے''۔ اس نے امریکہ میں سیاہ فام لوگوں کے متعلق کچھ حقائق و اعداد پیش کئے جو مجھے اب یاد نہیں۔ لیکن مجھے اس کے وہ الفاظ یاد ہیں کہ سیاہ فاموں کی موت کی بنیاد نسلی امتیاز نہیں ہے اور یہ کہ 1975ء تک سیاہ فاموں کی نسبت سفید فاموں کو زیادہ قتل کیا گیا۔ مجھے اس کی وہ بات بھی یاد ہے کہ گذشتہ دس میں سے پانچ سال میں سیاہ فاموں کا کوئی قتل نہیں ہوا۔ مجھے محسوس ہوا کہ اس نے گذشتہ پانچ سال کا ذکر نہیں کیا۔

''سو آپ نے دیکھا مسٹر.... معافی چاہتا ہوں مجھے آپ کا پہلا نام یاد نہیں رہا؟''

''اوڈیلی''

''اوڈیلی''— خوبصورت لفظ ہے۔کیا میں آپ کو اس نام سے پکار سکتا ہوں؟''

''یقیناً''میں نے کہا' میں پہلے ہی آدھا امریکی بن چکا تھا۔

''میرا نام جان ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کیوں انگریزوں کی طرح ایک دوسرے کو مسٹر فلاں اور مسٹر فلاں کہہ کر پکارتے ہیں؟''

''میری بھی سمجھ میں نہیں آتا''میں نے کہا

''میں کہہ رہا تھا''، اس نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا،''کہ ہم بے گناہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔لیکن ہم نے کچھ عرصے میں اتنی ترقی کر لی ہے کہ مجھے لوگوں سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اہم بات یہ ہے کہ ہمیں ترقی جاری رکھنی چاہئے۔ ہمیں اس عمل کو روکنا نہیں چاہئے۔ ہمیں دوبارہ سستی کا شکار نہیں ہونا چاہئے....''

میں اپنے خیالوں میں بہترین لفظی تصویروں سے خط اٹھا رہا تھا۔ مجھے جان کی آواز دور سے آتی سنائی دے رہی تھی جب وہ یہ دعوے کرر ہا تھا۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ دعویٰ لازمی طور پر غلط تھا۔ دراصل میرا تاریخ کا علم کچھ زیادہ نہیں ہے۔

''شاید امریکہ بے عیب نہیں''، وہ کہہ رہا تھا۔''لیکن یہ نہ بھولئے کہ دنیا بھر کی تاریخ میں ہمارا ملک ہی واحد طاقت ور ملک ہے جو فتح کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن ایسا نہیں کرنا۔''

اس سے پہلے یہ دعوی اپنے پورے وزن کے ساتھ مجھے محسوس نہیں ہوا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ فراخ دلی کا یہ بے مثل کام دنیا کے کسی چھوٹے سے خطے میں پہلے ہی ہو چکا ہوگا۔''بالکل''، جان نے کہا، ہم نے 1945ء میں روس کو ماسکو اور لینن گراڈ پر ایک ایٹم بم گرا کر مغلوب کر لیا ہوتا لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں؟ مجھ سے مت پوچھنا۔ مجھے علم نہیں۔ شاید ہم لوگ بہت سادہ ہیں۔ ہم آج بھی فرسودہ نظریوں، مثلاً آزادی، اپنی مرضی

کا کام کرنے کی ضمانت، پر یقین رکھتے ہیں۔ امریکیوں نے کبھی دوسروں کے معاملات میں ملوث ہونا پسند نہیں کیا۔''

میں نے پہلے ہی رائے ظاہر کی ہے کہ چیف نانگا کی شخصیت میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جو ساری توجہ اس کی طرف کھینچ لے جاتی تھی۔ غیر معمولی واقعات ہمیشہ اس کی پُر شکوہ شخصیت کے گرد گھومتے اور اس کے قدموں میں گر جاتے جیسے پتنگے بارش کے دنوں میں زمین سے نکل کھڑے ہوں گلی کے قمقموں کے گرد تیزی سے رقص کریں اور پھر ہانپتے کانپتے زمین پر گر جائیں۔

ادھر جان میرے ساتھ بلند آواز میں خود کلامی میں مصروف تھا۔ ادھر اس کی بیوی اپنی نظروں اور حرکتوں سے چیف نانگا کو دن دھاڑے بستر کی طرف کھینچنے میں لگی ہوئی تھی۔ تب دروازے پر دستک ہوئی اور ایک جوان آدمی سفید وَردی میں ملبوس دندناتا ہوا اندر داخل ہوا اور باورچی کے طور پر اپنی خدمات پیش کیں۔

''کیا تم اچھے باورچی ہو''؟ چیف نانگا نے اس سے پوچھا اور اس کے کاغذات کا بنڈل دیکھا جس میں سے کوئی بھی اصلی نہیں تھا۔

''میں تمام یورپی کھانے پکا سکتا ہوں''۔ باورچی نے کہا اور متعدد کھانوں کے نام گنوانے شروع کر دیئے ''تم افریقی کھانا نہیں پکا سکتا'' اس نے تسلیم کیا ''جناب میں جھوٹ نہیں بولوں گا''۔ ''اپنے گھر والوں کے لئے کیا کیا پکاتے ہو''؟ مجھے اس احمق کی باتوں پر غصہ آ گیا۔

''اپنے گھر والوں کے لئے کیا پکاتا ہوں''؟ اس نے میرے الفاظ دہرائے

''جو میرے ملک کے لوگ پکاتے ہیں وہی پکاتا ہوں''۔

''تمہارے علاقے میں وہ نہیں پکتا جو افریقہ میں خود نہیں پکاتا میری بیوی پکاتی ہے''۔ یکا یک میرا غصہ غائب ہو گیا اور میں چیف نانگا کے قہقہے میں شامل ہو گیا۔ باورچی نے حوصلہ پا کر کہا۔ ''جب آدمی کے گھر میں بیوی ہو تو وہ باورچی خانے میں کیوں گھسے؟ ہاں اگر آدمی کو شرم نہ آتی ہو تو الگ بات ہے۔''

ہم نے اس سے اتفاق کیا پھر بھی اسے ملازمت نہ مل سکی کیونکہ چیف نانگا نے

افریقی کھانوں کو امریکی کھانوں پر ترجیح دی تھی لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ باورچی کی بات میں وزن تھا۔ اگر وہ الم غلم بد دیسی کھانے پکاتا رہے تو وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ کھانا پکانے کے گھٹیا کام میں مصروف نہیں ہے۔

پانچواں باب

جین اور جان نے ہفتے کے دن ہی مجھے اور وزیر کو ایک غیر رسمی کھانے کی دعوت دے ڈالی۔ مسز نانگا اسی روز گاؤں روانہ ہوئی تھیں۔ بدقسمتی سے جان کو شارٹ نوٹس پر ''ابا کا'' جانا پڑا جہاں اسے امریکی سرمائے سے بننے والی ایک فیکٹری کے افتتاح میں شرکت کرنا تھی۔

سہ پہر کو جین نے ہمیں ٹیلی فون پر یاددہانی کرائی کہ اس کے باوجود دعوت ضرور ہوگی۔ وزیر نے وعدہ کرلیا کہ ہم پہنچ جائیں گے۔

لیکن سات بجے ذرا پہلے ایک بنی ٹھنی نوجوان عورت گاڑی میں آئی اور ہمارے سارے پروگرام پر خاک ڈال دی۔ چیف نانگا نے اسے بیرسٹر مسز اکیکو کی حیثیت سے متعارف کروایا جو کسی اور قصبے سے اسی میل کا سفر طے کر کے آئی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ ہوٹل جا کر ذرا سی دیر کے لئے بھی سفر کی گرد تک صاف نہ کرسکی۔ میں نے سوچا کہ وہ گرد کے باوجود خوبصورت تھی۔ مجھے اپنے گاؤں کی ایک مزاحیہ کہاوت یاد آ گئی جو کسی عورت کے متعلق تھی جس کی بیٹی کی خوبصورتی کی تعریف کی جاتی تو وہ کہتی ''تم نے ابھی اسے دیکھا ہی کہاں ہے، ذرا صبر کرو اسے غسل کرنے دو''۔

''کیا آپ پرائیویٹ پریکٹس کرتی ہیں'' چیف نانگا ٹیلی فون سننے کے لئے اٹھے تو میں نے اس عورت سے پوچھا۔

''ہاں، میں اور میرے شوہر اکٹھے پریکٹس کرتے ہیں۔''

''اوہ، وہ بھی وکیل ہیں''؟ میں نے پوچھا

''جی ہاں، ہماری اپنی ایک سالسٹرز فرم ہے''

اس کے مہذب اور پُراعتماد انداز کے سامنے مجھے اپنے گڈھب ہونے کا

احساس ہوا۔ اس کے انداز سے لگتا تھا جیسے اس نے اپنا بچپن لندن میں گزارا ہو۔ لیکن میرا یہ احساس لمحاتی تھا۔ میں نے سوچا کہ چیف نانگا جیسے کو مشکل سے ہی پڑھا لکھا کہا جا سکتا ہے۔ غالباً اس رات اس کے ساتھ ہم بستری کرنے والا ہے۔ ''دیکھو ایگنس، تم پیسے ضائع کرنے کے بجائے میری بیوی کی خواب گاہ کیوں استعمال نہیں کرتیں۔'' چیف نانگا نے اپنی نشست پر واپس آ کر کہا۔ ''وہ آج ہی گاؤں گئی ہے''۔ اس کی آواز پہلے ہی خاتون کی آواز سے مطابقت پیدا کر رہی تھی یقیناً وہ مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔

''شکریہ، ایم۔ اے بہتر ہوگا اگر میں انٹرنیشنل ہوٹل میں ہی رہوں تم ڈنر کے لئے وہاں سے لا سکتے ہو''۔

''یقیناً — کس وقت''؟

''آٹھ بجے، تاکہ میں نہا کر ذرا دیر کو ستا لوں''

مجھے خدشہ ہو چلا تھا کہ سات کمروں کے اتنے بڑے گھر میں ہفتے کی رات میں تنہا گزاروں گا کیونکہ۔ میں نے سوچا کہ ہمارے میزبان ڈنر کی دعوت بھول چکے ہیں لیکن ایسا نہیں تھا۔ جونہی مسز اکیکو روانہ ہوئی انہوں نے مجھے بتایا کہ انٹرنیشنل جانے سے پہلے وہ مجھے وہاں چھوڑ دیں گے۔ اور جین مجھے واپس چھوڑ جائے گی ''ایگنس ایسی خاتون ہے جس کی بات ماننا چاہئے۔'' انہوں نے کتاب سے اقتباس سنایا میں حیران تھا کہ کیا رائیڈر ھیگرڈ کے یہ الفاظ وہ جین کے سامنے بھی دہرائے گا لیکن اس نے فقط اتنا کہہ کر دعوت میں شرکت سے معذوری ظاہر کی کہ ہنگامی معاملہ آن پڑا تھا۔ جین مایوس تو ہوئی، پھر وہ بڑے شوق سے راضی ہوگئی کہ پارٹی کے خاتمے پر وہ مجھے خود یا کسی مہمان کے ذریعے گھر پہنچا دے گی۔

ڈنر اسی نوعیت کا تھا جسے مسز نانگا ''بارہ آنے باتیں اور چار آنے کھانا۔'' کہتی تھیں لیکن گفتگو بری نہ تھی جین نے ہمیں بتایا کہ چیف نانگا کی خوبصورتی کے علاوہ اس کا اہم ترین وصف یہ ہے کہ ان کے بارے میں کوئی بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی۔ ''اگر اس سے پوچھو کہ وہ ڈنر میں آئے گا تو وہ کہتا ہے، میں کوشش کروں گا۔'' ''بہت خوب'' ایک ادھیڑ عمر انگریز خاتون نے اپنے سر کو میری طرف ٹیڑھا کرتے ہوئے کہا، ''میں مقامی انداز کی انگریزی پسند کرتی ہوں۔'' جین نے بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا، ''میں کوشش

کروں گا اس سے مراد بہت ساری باتیں ہوسکتی ہیں۔ اس سے مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آج رات کی طرح وہ نہیں آئے گا۔ یا وہ دو تین اور آدمی بھی ساتھ لے آئے گا۔''

''حیرت ہے''، انگریز عورت نے دوبارہ کہا۔ تب مجھے شک ہوا کہ اس کا لہجہ کچھ طنزیہ تھا۔

میرے اور جین کے علاوہ کمرے میں پانچ مہمان اور بھی موجود تھے۔ انگریز عورت اور اس کا خاوند، ایک درمیانی عمر کا امریکی نیگرو (جو ہمارے ملک کے متعلق کوئی کتاب لکھ رہا تھا) اور ایک سفید فام امریکی جوڑا۔

ڈنر میں چاول اور مرغ کے ساتھ نرم آگ پر پکی ہوئی مونگ پھلی تھی۔ مجھے اس وقت یہ سب---- بہت کھانا لگا۔ لیکن مٹھائی بہت اچھی تھی۔ غالباً اس وجہ سے بھی کہ وہ میرے لئے نئی تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ وہ اسے کیا کہتے ہیں۔ جہاں تک کافی کا تعلق ہے میں نے رات کے وقت اسے کبھی چھوا تک نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ میرے پاس جاگنے کی کوئی معقول وجہ موجود ہو۔ یونیورسٹی تعلیم کے دوران ہم اسے ''تعلیمی مشروب شب'' کہتے تھے۔

جیسا کہ میں نے کہا گفتگو کافی اچھی تھی۔ وزیر سے میری قربت کے سبب میری ساری گفتگو کو زیادہ اہمیت دی گئی۔ میں نہیں جانتا کہ دوسروں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے لیکن جب مجھے علم ہو جائے کہ میری گفتگو توجہ سے سنی جا رہی ہے تو میری ساری گفتگو کا معیار بہتر ہو جاتا ہے مثلاً جب ایک خاص موقع پر گفتگو کا رخ آرٹ کی قدر دانی کی طرف مڑا تو میں نے بہت موزوں اور معتبر انداز میں مداخلت کی۔

ہمارے اول درجے کے ایک مصور نے بوری کے ایک چوک کے لئے ایک دیوتا کا لکڑی کا ایک بہت بڑا مجسمہ بنایا تھا۔ میں نے اب تک اسے نہیں دیکھا تھا، لیکن اس کے متعلق بہت کچھ پڑھ رکھا تھا۔ دراصل اس نے اتنی زیادہ توجہ حاصل کر لی تھی کہ اسے غیر افریقی کہنا فیشن بن گیا تھا۔ انگریز اس کے متعلق کہہ رہا تھا کہ اس میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور ہے۔

''میں اس دن بڑا خوش ہوا''، اس نے کہا۔ ''جب میں گاڑی میں اس کے پاس سے گزرا تو ایک بوڑھی عورت غصے سے بے قابو ہو کر اس مجسمے کے سامنے مکا تانے

کھڑی تھی۔''

''اچھا؟ یہ تو بڑی دلچسپ بات ہے''۔ کسی نے کہا

''بات کچھ اور ہے'' پہلے شخص نے کہا، ''یہ بوڑھی عورت ایک اَن پڑھ بت پرست تھی۔ جو غالباً خود اس بت کی پوجا کرتی تھی۔ یورپ کے آرٹ سکولوں سے فارغ التحصیل ہمارے مصور دوست کی نسبت یہ عورت زیادہ جانتی ہے.....''

''بالکل صحیح''

اسی لمحے میری بصیرت نے کام دکھایا۔

''آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ بند مٹھی ہلا رہی تھی''۔ میں نے پوچھا۔ اس طرح تو آپ نے اس کا مطلب صریحاً غلط سمجھا۔ ہمارے سماج میں بند مٹھی ہلانا عزت و احترام کی علامت ہے' اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کسی شخص یا شے سے ایک قوت منسوب کر رہے ہیں۔'' اور بات بھی یہی تھی۔ ایک مرتبہ اور بھی میرا سامنا ایک ایسے نقاد سے ہوا تھا جس نے میرے خیال میں اسی جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ کیونکہ اس نے بھی ایک اجنبی تہذیب میں جسمانی حرکات اور چہرے کے اتار چڑھاؤ کا وہی مفہوم لیا تھا جو اس کے اپنے ہم وطن ان سے منسوب کرتے تھے۔ یہ فرانسیسی نقاد ایک مشہور رسالے میں افریقی آرٹ پر لکھتے ہوئے اس ملک کے مشہور مذہبی ماسک کے متعلق کہتا ہے ''نیم وا آنکھیں' تیز کھنچے ہوئے ابرو اور وجد آور اور جذبات انگریز دتھیں......''

یہ بات غلط تھی۔ جو کچھ ماسک کہتا تھا' یا انسانیت کے لئے محسوس کرتا تھا وہ الوہی بے نیازی اور حقارت تھی۔ اگر کوئی عورت مجھے بازار میں ملے اور ماسک والی نظروں سے دیکھے تو اس کا یہی مطلب ہوگا۔

لیکن ہم واپس ڈنر پارٹی کی طرف آتے ہیں۔ آرٹ کے اس پنڈت کو پچھاڑ کر میں نے اپنی اہمیت کو بہت بلند محسوس کیا۔ میں وزیر ثقافت کے عام مہمان سے زیادہ اہمیت حاصل کر گیا تھا۔ سفید فام امریکی جوڑا' بالخصوص عورت نے میرے ہر لفظ کو خاص اہمیت دی۔ وہ پوچھنا چاہتے تھے کیا میں نے برطانیہ میں تعلیم حاصل کی ہے؟ میں نے یونیورسٹی میں کیا پڑھا؟ میں اناطہ گرائمر سکول میں کیا پڑھاتا تھا؟ کیا میں امریکہ جا چکا ہوں؟ امریکیوں کے متعلق میرے کیا خیالات ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

اس شام کی بہترین کہانی نیگرو مصنف نے سنائی۔ اس نے بتایا کہ کس طرح ایک دن سفید فام امریکی انٹرنیشنل ہوٹل میں اس کی میز پر آیا۔ (اس ہوٹل کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ نظریوں سے لے کر ٹریکٹروں تک ہر شے ہمارے لوگوں کے آگے بیچنے کی ایک بین الاقوامی دکان کی حیثیت رکھتا ہے۔)

''میں آپ کے پاس بیٹھ سکتا ہوں' جناب''؟

''یقیناً''' اس نے جواب دیا۔

''آپ کا امن فوج کے متعلق کیا خیال ہے''؟

''میں امریکی پیس کور کے خلاف نہیں ہوں۔ میری ایک بیٹی اس میں شامل ہے''

''کیا آپ امریکی ہیں''؟

''جی ہاں۔ میں وہاں سے آیا ہوں ....''

میرے خیال میں اچھا ہوا۔ کیونکہ اس شخص نے تیزی سے معافی مانگی اور کسی مستند افریقی کو تلاش کرنے کے لئے دوسری میز کا رخ کیا۔ جب ڈنر ختم ہوا تو امریکی نیگرو نے مجھے میری رہائش گاہ پر چھوڑنے کی پیش کش کی تا کہ جین تکلیف سے بچ سکے۔

لیکن وہ بالکل نہ مانی اور میرے لئے یہ بات بالکل سکون بخش تھی۔ اس نے کہا کہ وزیر سے اس نے وعدہ کر رکھا ہے کہ مجھے حفاظت سے گھر کے دروازے تک پہنچائے گی' اس کے علاوہ اسے سونے سے پہلے کچھ تازہ ہوا کی ضرورت بھی ہے۔

دوسرے لوگ اکٹھے روانہ ہوئے۔ ''میرا خیال ہے ہمیں بھی چلنا چاہئے'' جین نے کہا' اور اپنے ہاتھوں کو سر کے اوپر اٹھا کر انگڑائی لی۔

''ہم نے آپس میں تو کوئی بات ہی نہیں کی۔'' میں نے کہا' جین نے ایک ریکارڈ لگایا۔ زندگی سے بھرپور گیت اور ہم نے رقص شروع کر دیا۔ اس نے رقص کرنا اچھی طرح سیکھا تھا لیکن افریقی موسیقی کے دیگر شائقین کی طرح وہ سینے کو زیادہ آگے کر کے گھماتی تھی۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ مجھے یہ اچھا نہیں لگا بلکہ معاملہ اس کے برعکس تھا' میں صرف ایک عام بات کروں گا بہت دلچسپ ہے۔ یہ بات سب نے ہم سے منسوب کر رکھی

ہے۔ لیکن یہ بات ماننی کہ ہم اس معاملے میں بے قصور بھی نہیں ہیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ یونیورسٹی کے دوران ایک فلم دیکھ کر ہمارے جذبات بھڑک اٹھے تھے۔ وہ فلم ایک ہمسایہ افریقی ملک نے بنائی تھی۔ اس میں نوجوان عورتیں چھاتیاں چھلکاتی .... اسے دوسرے ممالک سے افریقی ناچ فلم کے طور پر دکھایا جا رہا تھا۔ غالباً جین نے امریکہ میں یہ فلم دیکھی تھی۔ اور اس کی نقل کر رہی تھی لیکن وہ کوئی باعزت حرکت نہیں تھی۔

رقص کرتے ہوئے میں نے نفسیات کا ایک اہم نکتہ اُٹھانے کے بعد گفتگو کے درمیان جین نے دیکھ لیا تھا کہ میں اپنی ٹانگیں ہلا رہا ہوں جس کا مطلب اس نے یہ جانا کہ میں فوراً کسی عورت سے ہم بستری کرنا چاہتا ہوں۔

''تمہیں ایلسی اور مجھ میں سے کون چاہئے''؟

''ایلسی''؟

''اچھا؟ امریکی جوڑا، ایلی جیکس ہے''

''ارے نہیں یونہی بات کر رہا ہوں''

دراصل ٹانگیں ہلانے کی نفسیاتی .... میرے لئے ایک بالکل نئی اطلاع تھی۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں ایسا ہی کرتا تھا جب میں بچہ تھا تو میری ماں مجھے اس پر ڈانٹتی بھی تھی کہ میں مرگی کا شکار ہو جاؤں گا۔''

مجھے یاد نہیں کہ ہم نے ایک مرتبہ اس سے زیادہ رقص کیا۔ البتہ مجھے بستر کے قریب پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی کا اچانک بجنا یاد ہے۔ اس وقت اگر کوئی تاریک سیڑھیوں سے آہستہ آہستہ اتر کے میرے پیٹ میں چاقو گھونپ دیتا تو شاید مجھے اتنی چوٹ نہ لگتی۔

''نامہنافت'' جین نے اپنے بازوؤں کے حیران کن طاقت ور حصار میں مجھے لیتے ہوئے کہا۔ میں نے حکم کی تعمیل کی پھر میرے جسم کا سارا بوجھ اٹھاتے ہوئے وہ بل کھا کر ٹیلی فون کی طرف مڑی۔

اس نے ریسیور اٹھایا اور اپنا نام لیا۔ اس کا انداز ایسا پُرسکون تھا گویا ابھی ابھی گرجا میں عبادت سے فارغ ہو کر بیٹھی ہو۔

''ہیلو ایلسی'......خوش آمدید...... مجھے خوشی ہے تم نے دعوت کا لطف اٹھایا۔ میں

اسے گھر پہنچا آئی ہوں ابھی ابھی واپس آئی ہوں۔''

اس نے ریسیور رکھا اور اپنا تمام غصہ ایلسی کو کتیا کہہ کر نکالا جس پر ہم دونوں نے زوردار قہقہہ لگایا۔

''وہ صرف یہ جاننا چاہتی تھی کہ تم ابھی یہیں ہو''۔

''تمہارا کیا خیال ہے وہ جانتی ہے''؟

''میرا خیال ہے ایسا نہیں اور میں پرواہ بھی نہیں کرتی۔''

کافی دیر بعد ہم ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے باورچی خانے کی طرف گئے۔جین نے کافی بنائی اس وقت مجھے کافی پینے پر کوئی اعتراض بھی نہیں تھا۔

''جس کی معنویت مرد کی نسبت عورت کے لئے بہت زیادہ ہے'' سوچتے ہوئے اپنی پیالی میں چمچہ ہلایا جین نے کہا

''واقعی''؟

''بالکل'' یہ اس کے سارے جسم کے اندر ہوتی ہے جبکہ مرد صرف اپنے جسم کا ایک حصہ استعمال کرتا ہے''

''سیوک''

میں چاہ رہا تھا اس سے کہوں یہ لغویات بند کرے لیکن ابھی تک میں اس سے زیادہ بے تکلف نہیں ہوا تھا۔ میں جنسی عمل یا اس عمل سے پہلے اور اس کے دوران گفتگو کو برا نہیں سمجھتا لیکن میں پوسٹ مارٹم گفتگو کے خلاف ہوں۔ خاموشی سے کافی پی جائے، تمبا کو نوشی کی جائے یا صرف بیٹھا جائے یا اگر گفتگو کرنا لازمی ہو تو کسی غیر متعلقہ موضوع پر بات کی جائے۔ میرا خیال ہے جین نے میرے اس احساس کو سمجھ لیا تھا۔ وہ بہت ہوشیار عورت تھی۔

تقریباً ڈیڑھ بجے میں نے دیکھا کہ وہ جمائی روکنے کی کوشش کر رہی ہے۔''میرا خیال ہے اب مجھے جانا چاہئے۔ رات کے وقت تمہیں باہر جانے کی زحمت پر معافی چاہتا ہوں''

''اتنے انگریز نہ بنو'' اس نے تیزی سے کہا۔ میں حیران تھا کہ جو کچھ میں نے کہا

اس میں انگریزوں والی کون سی بات تھی اور اس سے اسے اتنی تکلیف کیوں پہنچی لیکن میں نے اس معاملے کو آگے نہیں بڑھایا۔ کار کی چابیاں تلاش کرتے ہوئے اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں سیدھا گھر جاؤں گا یا اس کے ساتھ شہر میں کچھ سیر کرنا پسند کروں گا۔

''رات کے وقت بوری بہت خوبصورت لگتا ہے'' اس نے کہا۔

''تم تھکی نہیں''؟

''نہیں قطعاً نہیں''

یقیناً اس نے شہر اچھی طرح دیکھا ہوا تھا جدید خوشبوؤں سے بسے علاقے سے لے کر متعفن اندرون شہر تک۔

''تم کب سے اس ملک میں ہو''، میں نے اس کی معلومات کا معترف ہو کر پوچھا ''گیارہ ماہ سے''، اس نے کہا، ''اگر آدمی کو کوئی جگہ پسند آجائے تو اسے دیکھنے میں زیادہ عرصہ نہیں لگتا،'' ہم کشادہ اور روشن گلیوں سے گزرے جو ہمارے معروف سیاستدانوں کے نام سے منسوب تھیں اور بعض نیم تاریک گلیاں جن کا نام چھوٹے سیاستدانوں کے نام سے پر تھا۔ حتیٰ کہ غیر اہم بلدیہ کونسلروں کی بھی اپنی گلیاں تھیں مجھے ان میں سے ایک کا نام بھی یاد ہے—— سٹیفن اوانڈو سٹریٹ۔ ان گلیوں میں سے گزرتے ہوئے میری سمجھ میں آ گیا کہ متعلق نوٹس کیوں دیا تھا۔

مجھے تعجب ہونے لگا کہ واقعی جین ان جگہوں سے گزرتے ہوئے لطف محسوس کر رہی ہے یا اس کے کچھ خفیہ مقاصد تھے مثلاً وہ چاہتی ہو کہ میں اپنے ملک کا دارالحکومت دیکھ کر شرم محسوس کروں۔ میں اسے صحیح طور پر نہیں جانتا تھا لیکن میرا اندازہ تھا کہ وہ ایک پیچیدہ عورت تھی۔ ہم دوبارہ خوشبودار علاقے میں آ گئے ''دس مکانوں کی وہ قطار وزیر تعمیر کی ملکیت ہے''، اس نے کہا۔ ''ان میں سے ہر مکان تین ہزار فی سال کرایہ پر مختلف سفارت خانوں کے استعمال میں ہے۔''

میں نے اپنے آپ سے کہا۔ تمہارا الزام بجا لیکن تمہیں اس کا کوئی حق نہیں پہنچتا اسے ہم پر چھوڑ دو اور ہمارے مسئلے کو اپنا بنا کر خراب مت کرو۔

''لیکن وہ دوسری چیف نانگا سٹریٹ ہے''، میں نے اپنے بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہا۔

نہیں، ہم نے فوارے کے پاس جو دیکھا تھا وہ نانگا ایونیو تھا۔ ہم دونوں نے قہقہہ لگایا۔ ہم دوبارہ دوست بن گئے میرا خیال ہے یہاں قریب ہی کوئی اور سڑک بھی ہوگی، اس نے کہا مجھے پتہ ہے یہاں ایک گول چکر تھا۔ مجھے پھر ذہنی دھچکا لگا۔ وہ اس قدر طنز سے بات کرنے والی کون ہوتی ہے کیا اس کے اپنے ملک میں صورتِ حال ایسی نہیں تھی کہ وہ ہر وقت اس پر ہنستی یا اگر پسند کرتی تو روتی۔

''میں اکثر حیران ہوتی ہوں''، میرے خاموش غصے سے مکمل طور پر بے پروائی برتتے ہوئے اس نے کہا، بعض سڑکوں کا نام تمہارے ملک کی اہم تاریخی شخصیتوں سے منسوب کیوں نہیں کیا جاتا یا ماضی کے واقعات مثلاً آزادی جیسا کہ فرانس اور دوسرے ملکوں میں ہے۔''

''اس لئے کہ یہ فرانس نہیں افریقہ ہے''۔ میں نے چڑ کر کہا۔ اس نے یقیناً یہ سوچا ہوگا کہ میں طنز کر رہا ہوں وہ پھر ہنس پڑی لیکن میں نے جو کچھ کہا تھا اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ تم جاؤ جہنم میں۔ میرا خیال ہے کہ میں جان گیا تھا کہ وہ کچی آبادیوں سے گزر کر کیوں اتنا خوش ہو رہی تھی۔ اس نے سینکڑوں تصاویر بنا کر اپنے عزیزوں کو بھیجی ہوں گیں۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ افریقہ کی شیدائی کیا اپنے ملک میں کہ سیاہ فام کے پاس اس طرح جا سکتی تھی۔

''جان کی واپسی کب تک متوقع ہے''، میں نے غصے سے جلتے ہوئے کہا

''بدھ تک۔ کیوں''؟

''میں سوچ رہا تھا کہ ہماری دوبارہ ملاقات بھی ہو سکے گی''؟

''تم چاہتے ہو'' ملاقات ہو؟

''یقیناً''۔

پھر ٹھیک ہے۔ میں کل تمہاری طرف آؤں گی۔

چھٹا باب

اگر کسی نے اس کہانی کو غور سے پڑھا ہے تو وہ حیران ہوگا کہ ایلس کا کیا ہوا۔ جو میرے بوری آنے کی ایک بڑی وجہ تھی ۔ میرا اِرادہ ذرا بھی تبدیل نہیں ہوا تھا۔ میں نے پہنچتے ہی اسے خط لکھا اور اگلے ہفتے کی صبح اسے ہسپتال ملنے گیا۔لیکن وہ رات کی ڈیوٹی پر تھی اور ہسپتال کے قوانین کے خلاف اسے ملاقات کے لئے نیند سے اٹھایا گیا تھا چنانچہ پہلی ملاقات بہت مختصر رہی۔ لیکن میرے وہاں جانے کا مقصد تصدیق کرنا تھا کہ وہ رات کی ڈیوٹی سے فارغ ہوکر دو چھٹیاں میرے ساتھ گھر پرآ کر گزارے گی اور چیف نانگا کے لئے ایک دوست کو بھی لیتی آئے گی ۔اگر چہ ہم نے یہ پروگرام اس قدر بھونڈے انداز میں نہیں بنایا تھا۔

ہمارے ملک میں ایک لمبی امریکی کار جسے سفید وردی والا شوفر چلا رہا ہو اور اس پروزارتی جھنڈا لہرا رہا ہو،سوئی کے ناکے میں سے گزر سکتی ہے۔ہسپتال کے چوکیدار نے تیزی سے لوہے کا سریہ اور سلوٹ کیا۔ادھیڑ عمر نرسن میرے اشارہ کرنے پر جس پھرتی سے آگے بڑھی وہ جسمانی طور پر کم ازکم دس سال پہلے اسے الوداع کہہ چکی تھی جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ ہسپتال کے قوانین کے خلاف مجھے نرسز کوارٹرز میں لے جایا گیا اور ایلسی کو مجھ سے ملنے کے لئے بیدار کیا گیا اگر چہ وہ بظاہر نیم خوابیدہ حالت میں تھی لیکن اس کی واضح خوشی نے میرے اندر زبردست انکشاف پیدا کیا کہ میں مناسب وقت سے زیادہ عرصہ ٹھہر جاؤں ۔رومال سے اس کا چہرہ پلکوں تک ڈھکا ہوا تھا۔اور دونوں کان مکمل طور پر اس کے نیچے تھے لیکن نیند سے بوجھل آنکھوں کے باوجود وہ ہمیشہ کی طرح جذبات انگیز لگ رہی تھی ۔ وہ میرے لئے اچھے مشروب اور بسکٹ کی فکر میں ادھر اُدھر دوڑ رہی تھی ۔ میں نے شدت سے انکار کر دیا تھا۔ جب دوسری لڑکی مجھے ملنے پہنچی تو میں جانے ہی والا تھا۔اس کی نگاہوں میں اتنا اعتماد نہیں تھا جتنا ایلس میں تھا اور اسے کھلنے میں کچھ وقت لگا۔ میں نے

پوری کوشش کی کہ اس کی شکل کو ذہن میں لاسکوں۔

ایلس نے مجھے بتایا بھی کہ یونیورسٹی کی ایک پارٹی میں ہمارا تعارف ہوچکا ہے وہ خاصی خوبصورت تھی اور اپنی شکل سے باتونی لگتی تھی لیکن اس نے ایک لفظ تک نہ کہا اور جب میں چلنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو وہ کار تک چھوڑنے بھی نہ آئی۔ میں نے سوچا کہ وہ ہماری عام عورتوں کی طرح نہیں ہے۔ کار کی طرف چلتے ہوئے میں نے ایلس سے مزاحیہ انداز میں کہا۔ مجھے ڈر ہے کہیں چیف نانگا تم دونوں میں سے ایک دوسرے کو بدلنے کے لئے نہ کہے۔ کس لئے؟ اس نے متعجب نگاہوں سے کہا۔ مجھے خیال آیا کہ اس نے یہ لفظ کبھی نہیں سنا ہوگا۔ میں نے وضاحت کی اور ہم ہنس دیئے۔

''خیال تھا تم تھیٹر میں استحصال ہونے والی روئی کی بات کر رہے ہو اس نے بڑی تمکنت کے ساتھ اضافہ کیا کہ تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی کیونکہ میری دوست اس سے زیادہ خوبصورت ہے۔

اگر آج شام تم مجھے خوشامد چاہتی ہو تو تمہیں نہیں ملے گی نہ نرسوں کے کمرے سے نکلنے کے بعد میں نے دروازے پر جھکتے ہوئے کہا جو شوفر نے پہلے ہی کھول دیا تھا۔

ایک بات ہے میں نے مڑ کے سیدھا ہوتے ہوئے کہا کل رات میں ایک امریکی خاتون سے ملا تھا جس کا نام ایلس تھا۔ جب بھی اس کا نام لیتا میرا ذہن تمہاری طرف چلا جاتا جب تم ملو تو اسے دوبارہ اسے بتانا کہ ایلس ایک جعلی نام ہے۔ لیکن اوڈیلی تم عجیب ہو۔ ابھی تم بوری پہنچے ہی تھے کہ ایک پارٹی میں ایک ایلس سے مل بھی لئے۔

''پریشان نہ ہو'' میں نے جین کے انداز میں کہا یہ بتانے میں کیا حرج ہے کہ میں ایک پارٹی میں تمہاری ہم نام سے ملا؟ دراصل میں ایلس کو حسد کرتے دیکھ کر خوش ہوا تھا۔ میں نے یہ کہنے کے لئے اپنا منہ کھولا ہی تھا کہ اسے فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ دوسری ایلس کا اس پر اضافہ نہیں ہوگا لیکن میں نے شرارت کے لئے فوراً اپنا ذہن تبدیل کر دیا۔ اس کی بجائے میں نے کہا کہ اگر مجھے کسی دوسری لڑکی کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں کنفیوژن سے بچنے کے لئے دوسرے نام کی لڑکی کا انتخاب کروں گا۔ ''جھوٹ مت بولو'' اس نے دلفریب مسکراہٹ سے کہا جس نے اس کے گالوں سے دو گزرہے ڈال دیئے تمہاری آنکھوں میں جھانک کر میں کہہ سکتی ہوں کہ دس ایلسیاں بھی تمہارے لئے کافی نہیں

ہوں گی۔

''احمق''، میں نے کہا اور ہنس دیا۔

میں جانتی ہوں' اس نے اپنے کندھے اچکائے۔

''تمہارا خیال ہے کہ تم جانتی ہو'' میں نے کہا۔

اس لمحے شوفر نے گستاخانہ حرکت کی اور میرے دروازے کو دوبارہ بند کر دیا۔ میں نے اسے جان بوجھ کر نظر انداز کیا۔

تمہارے دوست کی کار کا کیا نام ہے۔

''کیڈلک''

اچھا یہ مشہور کیڈلک ہے شاید میں نے کیڈلک پہلے کہیں دیکھی ہے۔ وہ طفلانہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔

تمہارا کیا خیال ہے یہ لوگ اس جنت کے بعد دوسری جنت میں بھی جائیں گے۔

میں نہیں جانتا۔ اگر ہم دنیا میں ہی ان پر کاری ضرب لگائیں گے۔ میں نے دروازہ کھولا اور اس کے اندر گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔ میں جمعرات کو چار بجے پہنچ جاؤں گا اور سو جاؤ۔ میں مالکانہ انداز سے بیٹھ گیا جو میرے لئے غیر معمولی بات تھی۔ وہ اس وقت تک کھڑی ہاتھ ہلاتی رہی جب تک ہم موڑ سے اوجھل نہ ہو گئے۔ اس جمعرات کی شام چھ بجے وزیر اور صرف مقامی مصنفین کی کتابوں کی پہلی نمائش کا افتتاح کرنے کے لئے آئے تھے مجھے اس سے خاص دلچسپی تھی کیونکہ میں اپنے علاقے میں آنے والے پہلے سفید فام پر ناول لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ تقریباً ڈھائی بجے کھانا کھانے کے بعد دفتر سے آیا۔ ان کے ہاتھوں میں دوسروں کی لکھی ہوئی تقریر تھی۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ دفتر میں اس قدر مصروف رہے تھے کہ انہیں تقریر پر نظر ڈالنے کی فرصت نہیں ملی تھی۔ میرا خیال تھا کہ وہ بیٹھ کر جلدی جلدی اسے پڑھ لیں گیں لیکن نہیں انہوں نے فائل کو بک شیلف پر رکھا اور ہسپتال جانے کا پروگرام پوچھنے لگے۔ میں نے اس وقت تک اور غالباً خود چیف نانگا نے بھی یہ محسوس نہیں

کیا تھا کہ وہ میرے ساتھ جائیں گے۔امید ہے کہ وہ ہمارے وہاں پہنچنے تک تیار ہوگی۔

ہاں میں نے ایلس کو بتا دیا تھا کہ چھ بجے تک ہمیں دوسری جگہ پہنچنا ہے۔

اچھا اوڈیلی مجھے ایک بات بتاؤ تم اس لڑکی ایلس کے معاملے میں کہاں تک سنجیدہ ہو؟

آپ کا مطلب ہے شادی کے معاملے میں؟— ہاں وہ تو وقت گزارنے کے لئے اچھی لڑکی ہے۔

فلرٹ۔فلرٹ، اس نے آنکھوں میں چمک لا کر کہا۔ ہاں کچھ ایسی ہی ہے۔ میں نے جواب دیا۔

اگرچہ شادی کے متعلق میں نے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل درست تھا۔ پھر بھی ایلس کے ساتھ میرے تعلقات کا وہ زمانہ ایسا تھا جب اسے وقت گزارنے والی لڑکی کہنا مناسب نہیں تھا۔ اصل معاملہ یوں تھا کہ میں اور چیف نانگا پہلے ایک دوسرے کو اپنی فتوحات کی کہانیاں سنا چکے تھے چنانچہ میں مجبور تھا کہ عورتوں کے متعلق استہزائیہ لہجہ اختیار کروں میں ایلس سے پہلی ملاقات کی کہانی بیان کر چکا تھا لیکن اس کا نام نہیں لیا تھا۔ چیف نانگا کے پاس میری ہر کہانی کے مقابلے کی پانچ کہانیاں موجود تھیں۔ سب سے بہترین اس نوجوان شادی شدہ عورت کی کہانی تھی جس نے کبھی اپنا بریزیئر نہیں اتارا تھا۔ کئی ملاقاتوں میں چیف نانگا نے یہ بھید پا لیا تھا کہ اس کے خاوند نے (جو بہت حاسد انسان تھا) اس کی چھاتیوں پر جوڈال دیا تھا کہ وہ اس کی وفادار رہے۔ اس کا خیال تھا کہ جسم کا وہ حصہ کسی دوسرے آدمی کو نہیں دکھائے۔

احمق میں نے کہا بڑا چالاک بننے کی کوشش کر رہا تھا، میں بہت حیران ہوا جب چیف نانگا نے کہا کہ وہ میرے ساتھ ہسپتال جائیں میں نے انہیں سمجھایا کہ وہ گھر پر ہی رہیں اور اپنی تقریر پڑھ ڈالیں۔

مجھے شک تھا کہ وہ اپنی تقریر بھول چکے ہیں۔ میں نے سوچا کہ انہیں یاد دلایا جائے۔ میں نے کئی طریقے سوچے اور پھر ایک پر اُڑ گیا۔ یہ ایک ایسا طریقہ تھا جس سے میری خود غرضی بھی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔

میں چاہتا ہوں کہ تقریر دیکھنے میں بھی آپ کی کچھ مدد کروں ۔ میں نے کہا لیکن میں چلتی کار میں پڑھ نہیں سکتا ۔ اچھا تقریر انہوں نے کہا میں اسے دس منٹ میں ختم کرلوں گا ۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں اپنے پارلیمانی سیکرٹری سے کہہ دیتا کہ وہ وہاں میری نمائندگی کر لیتا ۔ بولنا اب میرے پاس کوئی اہم وجہ نہیں تھی ۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے اس کام پر اپنے ذہن میں ایک خاکہ بنا لیا تھا لیکن اگر خاکہ کے مطابق کام ہو تو میرے لئے کوئی بات نہیں تھی ۔ کیا مزیدار بات تھی کہ پچھلی سیٹ پر دو لڑکیوں کے درمیان بیٹھا جائے اب شاید میں شوفر کے ساتھ بیٹھوں گا یا بہتر یہ ہوگا کہ میں ایلس آگے بیٹھیں جہاں خالی جگہ تھی اور پچھلی سیٹ وزیر کے لئے چھوڑ دیں تاکہ وہ لڑکی سے وقت حاصل کرے ۔ لیکن میری پریشانی اور بڑھ گئی کیونکہ دوسری لڑکی خدا جانے مجھے اس کا نام کیوں یاد نہیں رہتا اچانک بیماری کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہ آ سکی ۔ میں بہت مایوس ہوا اور کچھ ناراض بھی اگر چہ ایلس نے تسلیم کیا کہ وہ واقعی بیمار نہ تھی ۔ خوش قسمتی سے وزیر موصوف نے اس کا قطعاً برا نہ مانا شاید یہ اس جیسے شخص کے لئے جسے کہ عورتیں میسر تھیں یہ بات زیادہ حیران کن نہیں تھی ۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ واپسی پر اس نے دو تین مرتبہ کہا تھا جب ایلس ہمارے درمیان بیٹھی تھی کہ اس کو ایک اہم وزارتی اجلاس میں جانا ہے جو کل ساری رات تک جاری رہے گا اور آج رات سو لینا چاہئے ۔ پہلے میں نے سمجھا کہ وہ صرف لڑکی کے سامنے شیخی بگھار رہا ہے ۔ پھر میں نے جان لیا کہ وہ جان بوجھ کر کہہ رہا ہے تاکہ ہمارے لئے میدان بالکل صاف ہو جائے ۔ میں نے یہ ایلس کو بتایا کہ وزیر موصوف کے پاس اپنے خاندان کے لئے کتنا کم وقت بچتا ہے ۔

اگر تمہیں کوئی وزیر بنانا چاہے، چیف نانگا نے میری حمایت میں کہا تو قبول نہ کرنا اچھی زندگی نہیں ہے ۔ جس کے سر پر تاج ہوتا ہے اسے سکون میسر نہیں ہوتا ۔ ایلس نے کہا ۔ سچ ہے بہن چیف نانگا نے کہا ۔

میرا خیال ہے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ آج چھ بجے چیف نانگا کتابوں کی نمائش کا افتتاح کر رہے ہیں ۔ میں نے کہا کتابوں کی نمائش؟ ایلس نے پوچھا آپ اتنے بہت کام ایک ساتھ کیسے کرلیں گے ۔ میری بہن میرے بارے میں لوگوں سے پوچھو میں جو کچھ کر سکتا ہوں کوئی اس کا سوچ بھی نہیں سکتا چونکہ وہ مجھے وزیرِ ثقافت کہتے ہیں ۔ اس لئے

مجھے وہاں موجود ہونا چاہئے انکار کرنا مناسب نہیں لگتا۔ میں وزیر جو ہوں ۔ میں تو لوگوں کا فٹ بال ہوں بجائے اس کے کہ دوسرے لوگوں کی طرح گھر پر آرام کروں ۔ میں اس گرم سہ پہر کو پڑھنے کا سلیقہ سکھانے جاؤں گا۔ایسی مزیدار تکلیف تم نے پہلے نہیں دیکھی ہوگی ۔

ہم سب ہنس پڑے ۔ ڈرائیور بھی جس کا چہرہ میں شیشے میں دیکھ سکتا تھا۔ راستہ بھر ہم ہنسی مذاق کرتے رہے چیف نانگا کے لئے حقیقت میں خوش نہ رہنا ناممکن تھا۔

ہم نمائش گاہ کے باہر رائٹر سوسائٹی کے صدر سے ملے ۔ میں اس شخص کو یونیورسٹی میں بخوبی جانتا تھا۔مصنف بننے سے پہلے وہ معقول حد تک نارمل انسان لگتا تھا۔لیکن جب سے اس نے اپنا ناول سیاہ پرندے کا گیت شائع کیا تھا۔تو وہ مختلف انسان بن گیا تھا۔جس سے پتہ چلا کہ وہ اتنا جدت پسند ہوگیا تھا کہ اب اپنے کپڑے خود ڈیزائن کرتا تھا۔اس کی ظاہری سلائی سے پتہ چلتا تھا کہ کپڑے سیتا بھی خود ہی ہے۔اس نے سفید اور نیلے رنگ کا گاؤن پہن رکھا تھا۔اس کا گلا گول تھا اور بٹن نہیں تھے ۔ڈھیلی ڈھالی پتلون جو ہلکی لینن کی بنی ہوئی تھی اور اسے ہم بعض اوقات ہوا کی خادمہ کہتے تھے ۔اس نے ایک لمبی اور الجھی ہوئی داڑھی بھی رکھی ہوئی تھی ۔

میرا خیال تھا کہ ایک ایسے ملک میں جہاں مصنفین کی تعداد بہت کم ہو۔مصنفین ذاتی طور پر وزیر ثقافت کو جانتے ہوں گے ۔لیکن صاف ظاہر ہوتا تھا وہ چیف نانگا نے اس شخص کا نام تک نہیں سنا تھا۔

یہ صاحب سیاہ پرندے کے گیت کے مصنف ہیں ۔ میں نے کہا۔اچھا چیف نانگا نے جواب دیا ان کی توجہ ظاہر ہے اس لمحہ کہیں اور تھی ۔

آپ کی سوسائٹی میں موسیقار بھی شامل ہیں ۔انہوں نے دلچسپی سے پوچھا لیکن جس وقت اس جیلو نے جی نہیں کہا ان کی توجہ کہیں اور بھٹک چکی تھی ۔

ہیلو جیلو میں نے اپنا ہاتھ ہمدردی سے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔اس نے جواباً ہیلو کہا اور میرا ہاتھ تھام لیا لیکن اسے میرا نام یاد نہیں تھا اور اس کی اسے پرواہ بھی نہیں تھی ۔ اس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی اور اس کے متعلق میری رائے خراب ہوگئی ۔

جلدی سے وزیر نے پوچھا تم نے مجھے بتایا نہیں مسٹر ... جیلو جناب اس نے اپنا نام بتا دیا۔

شکریہ مسٹر جیلوتم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ تم اس تقریب میں سفیروں کی آمد کی توقع کر رہے تھے۔ ان کی آنکھیں ابھی تک پارک میں کھڑی کاروں پر گھوم رہی تھیں۔ ان میں سے بعض پر سفارتی نمبر پلیٹ لگی تھی۔اور دو پر جھنڈے نصب تھے--

مجھے افسوس ہے جناب مسٹر جیلو نے کہا۔لیکن—آپ اس تقریب کے چیئر مین ہیں۔اس نے آخری دو الفاظ نفرت سے اپنی بائیں انگلی اٹھا کر کہے۔تم ملک کے کس حصے سے تعلق رکھتے ہو، انہوں نے پوچھا۔ میں حیران تھا کہ میرے اس وقت احساسات کیا ہونا چاہئے اگر جیلو متکبرانہ انداز اپناتا تو میری ہمدردی وہاں یقیناً اس کے ساتھ ہوتی۔لیکن مجھے اعتراف کرنا چاہئے کہ جب اس کی پھونک نکلی تو مجھے خوشی ہوئی۔تمہارے علاقے میں قومی لباس یہی ہے جو تم نے پہنا ہوا ہے۔

چیف نانگا نے بے رحمی سے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ میں اپنی خوشی کے لئے لباس پہنتا ہوں مصنف نے اپنا لہجہ درست کرتے ہوئے کہا۔ چیف نانگا نے نرم مگر مضبوط آواز میں کہا۔ ایک بات یاد رکھو اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری کسی تقریب میں شرکت کروں تو تمہیں مناسب لباس پہننا چاہئے یا تو تم سوٹ پہنو اور اگر یہ پسند نہیں کرتے تو قومی لباس پہنو یعنی صحیح طریقہ سے۔

میرے لئے صورتِ حال پریشان کن ہو رہی تھی۔خاص طور پر جب چیف نانگا نے سوٹ کا ذکر کیا اور میری طرف پسندیدگی سے اشارہ کیا۔اگرچہ میں جیلو کی عامیانہ عادات کو ناپسند کرنے لگا تھا تاہم میں خوش لباسی کا نمونہ بننا پسند نہیں کرتا تھا۔تب یک دم شفقانہ اور مصالحانہ انداز اختیار کرتے ہوئے چیف نانگا نے ہمیں یاد دلایا کہ ہم اپنی عظیم قوم کے مستقبل کے رہنما ہیں۔انہوں نے کہا میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ تم میری عزت کرتے ہو یا نہیں لیکن ہمارے لوگوں میں ایک مقولہ مشہور ہے کہ اگر تم آج کے بادشاہ کی عزت کرو گے تو تمہاری باری آنے پر دوسرے تمہاری عزت کریں گے۔بہتر ہے کہ ہم اندر چلیں۔

اس نامناسب آغاز کے باوجود مسٹر جیکو نے آگے بڑھ کر چیف نانگا کی خوشامد شروع کر دی۔اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔اس نے کہا کہ افریقی کلچر کے متعلق اس کی خدمات ساری دنیا میں جانی جاتی ہیں۔دور دراز کی ایک امریکی یونیورسٹی

اسے عنقریب ڈاکٹریٹ کی ڈگری دینے والی ہے۔

چیف نانگا پُرشکوہ انداز میں کھڑا ہوا اور اپنی چغہ کی آستین بازوؤں کی مشاق حرکت سے اوپر چڑھائیں۔ اس نے اپنی تقریر پڑھنا شروع نہیں کی بلکہ پہلے کچھ زبانی باتیں کیں۔ اس نے ریڈرز سوسائٹی کی مدد کا شکریہ ادا کرنے کے لئے گردن موڑی اور کچھ دیر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ وہ پھر لباس کے متعلق گفتگو شروع کرے گا۔

اس نے مکاری سے مسکراتے ہوئے کہا کہ مسٹر جیکو نے نمائش کا افتتاح کرنے کے لئے مدعو کر کے مجھے عزت بخشی ہے جس طرح آپ جانتے ہیں کہ مسٹر جیکو اس سوسائٹی کے صدر ہیں۔ جس نے افریقی تشخص کو نمایاں کرنے میں خاص کام کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ مسٹر جیکو نے ایک گیت لکھا ہے جس کا نام ... اس کا نام کیا ہے؟ انہوں نے مسٹر جیکو سے پوچھا۔ خوش قسمتی سے اس حرکت کو ان کی بذلہ سنجی سمجھا گیا۔ اس وقت میں جین کو دیکھ کر اور اس کی زندہ ہنسی سے میں اسے پہچان گیا۔ وہ میری اور ایلس کی قطار سے آگے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا خاوند جان اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے پتہ نہ تھا کہ وہ کب واپس آیا ہے۔ میں نے ایلس کے کان میں سرگوشی کی کہ اس عورت نے وہ پارٹی دی تھی جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔

کیا یہ وہی مشہور ایلس ہے؟ اس نے سرگوشی میں پوچھا۔ نہیں اس کی دوست ہے۔ یعنی ایک سے بھی زیادہ؟ اس نے مسکراتے ہوئے کہا تمہارا ابھی جواب نہیں ہے۔ اوڈی وہ اکثر میرے نام کو مختصر کر کے اوڈی بنا دیتی تھی۔

میں نے چیف نانگا کی تقریر پوری طرح نہیں سنی۔ جب ایلس اور میں ایک دوسرے کے کان میں سرگوشی نہیں کر رہے تھے تو میں رات کے متعلق سوچتا ہوتا یا بہت ہی غیر متعلقہ چیزوں کے متعلق مثلاً کمرے میں موجود لوگوں کا لباس۔ خاص طور پر ایک شخص کا لباس مہنگے یورپی اونی کپڑے کا بنا ہوا تھا۔ لیکن یہ ان دنوں انوکھی بات نہیں تھی۔ البتہ مجھے حیرانی اس بات سے ہوئی کہ درزی نے کپڑے کے باریک کنارے باہر کی طرف رکھے ہوئے تھے جن پر کالے رنگ میں لکھا تھا۔ سوفی صد اونی، تیار کردہ انگلینڈ دراصل درزی نے اس اشتہار کو آستینوں کی زیبائش کے لئے استعمال کیا تھا۔

میں ایک مرتبہ پھر اپنے لوگوں کا متمول ہونے پر حیران رہ گیا۔ بالخصوص کپڑوں کے ذوق سے متعلق میں نے دیکھا کہ جب بھی وہ شخص آستین اوپر چڑھاتا جو وہ ہر دو تین منٹ بعد کرتا تھا۔ وہ احتیاط کے ساتھ یہ عمل کرتا کہ کہیں بار بار ہاتھ اٹھانے سے کپڑے کی کوالٹی متاثر نہ ہو۔ اس نے اپنے گلے میں سنہری زنجیر بھی ڈالی ہوئی تھی۔

ساتواں باب

چیف نانگا پیدائشی سیاستدان ہے وہ آسانی کے ساتھ اپنے قول وفعل سے منحرف ہوسکتا ہے۔ دراصل دماغ کی بجائے معدے سے سوچنے والے لوگ جب تک راج کرتے ہیں تب تک اس دنیا کے چیف نانگا اپنی ہر بات سے منحرف ہوتے رہیں گے۔ ان میں کچھ ایسی خوبی ہے کہ لوگوں کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ان کی پوری شخصیت میں بدعنوانی نام کی بھی کوئی چیز ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات وہ بہت سختی سے بھی پیش آئے تھے۔ مجھے وہ دن یاد ہے جب میری موجودگی میں وہ اپنے ایک وزارتی رفیق کار کو ٹیلی فون پر بتارہا تھا کہ اپنے ملک کی یونیورسٹی سے فارغ التحصیل نوجوانوں پر اعتماد نہیں کرتے اور وہ کسی یورپی شخص کے ساتھ کام کرنے کو ترجیح دیں گے میں ان کے متعلق بڑی باتیں سنتا لیکن میں اس شخص کے متعلق سنجیدگی سے سوچنے پر تیار نہ تھا۔ وہ میرے ساتھ بہت زندہ دلی اور احتیاط سے پیش آرہا تھا اور کسی طرح بھی شکی مزاج نہیں تھا۔ ہمارے ملک میں اس جیسے شخص پر سب سے سخت تنقید یہی ہوسکتی ہے کہ اس جیسا انسان نہ ہو۔

بے شک خوش مزاجی ہی ہتھیار ہے جو کسی شخص کو لاعلمی اور جہالت کے الزام سے بچانے کی ضمانت دے سکتا ہے۔ ورنہ اس حقیقت کا کیا جواز ہے کہ ایک وزیر ثقافت لوگوں کے سامنے آنے کا اعلان کرے کہ اس نے اپنے ملک کے سب سے مشہور ناول نگار کا نام تک نہیں سنا اور پھر اس کی بات کا تالیوں سے استقبال کیا جائے۔ اسی طرح بعد میں بھی تالیاں پیٹی گئیں جب اس نے پیشین گوئی کی کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہمارے ملک میں شیکسپیئر ڈکنز جین آسٹن، برنارڈ شا' مائیکل ویسٹ اور ڈڈے اسٹمپ جیسے عظیم اہل قلم پیدا ہوں گے۔ تقریب کے اختتام پر مسٹر جیکو اور روزنامہ مچٹ کے مدیر نے آگے بڑھ کر بہت مبارک باد دی اور تقریر کی نقلیں مانگیں چیف نانگا نے اپنی فائل میں سے وہ صاف

ستھری کا پیاں نکالیں اور متعلقہ صفحوں میں اپنے ہاتھوں سے ترمیم کی اور مشہور انگریز مصنفین کی فہرست میں دو ناموں کا اضافہ کیا۔ میں وزیر کو پہلے ہی جانتا تھا۔ جب وہ ایک مرتبہ وزیر کے گھر ملنے آیا تھا اور کمرے میں میری موجودگی سے پریشان ہو گیا تھا میں چیف نانگا کے اشارے کا منتظر رہا کہ ان کو چھوڑ کر چلا جاؤں لیکن انہوں نے کوئی اشارہ نہیں کیا۔ اس کے برعکس شاید وہ چاہتے تھے کہ میں وہاں موجود رہوں چنانچہ میں ٹھہرا رہا۔ ہمارا ملاقاتی بہت دیر کے بعد اصل موضوع پر آیا۔ میں اس کی گفتگو سے صرف یہ اندازہ کر سکا کہ اس کے پاس کوئی ایسی بات ہے جسے وہ چیف نانگا کے فائدہ کے لئے نہیں کر رہا تھا لیکن یہ بات واضح تھی کہ جو کچھ تھا۔ وزیر موصوف اسے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔ درحقیقت وہ اس شخص سے بیزار نظر آتے تھے۔لیکن ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔اسی دوران مدیر ہمیں یکے بعد دیگرے کئی کہانیاں سنا چکا تھا اور اس کے ہونٹوں کے گوشوں پر سفید جھاگ نمودار ہو رہی تھی۔اس نے بیئر کی دو بوتلیں لیں۔ بہت سارے سگریٹ پئے اپنے مکان کے کرائے کے باعث مالک مکان سے جھگڑے کی کہانی سنا کر پانچ پاؤنڈ بھی اینٹھ لئے۔ بظاہر یہ قرضہ والی بات نہیں تھی لیکن مالکی مکان صحافی اور مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔اس لئے یہ قبائلی جھگڑا بھی تھا۔ دیکھا تم نے وزیر ہونے کا کیا مطلب ہے۔ اپنے ملاقاتی کے جانے کے فوراً بعد چیف نانگا نے کہا اس کی آواز بہت تھکی لگ رہی تھی مجھے تشویش ہوئی۔ میں نے تقریباً پہلی بار انہیں مایوس دیکھا تھا۔اگر میں اسے کچھ نہ دیتا تو وہ کل میرے متعلق بکواس لکھ دیتا۔ یہ لوگ اسے پریس کی آزادی کہتے ہیں لیکن میرے نزدیک آزادی معصوم انسان کو سولی پر چڑھانے اور ان کی کردار کُشی کرنے سے زیادہ کچھ نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ انہیں تنقید نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ بہرحال خدا کے سوا اور کوئی ذات مکمل نہیں ہے۔لیکن انہیں تعمیری تنقید کرنی چاہیئے چنانچہ سوائے جب اگلی سہ پہر یہ صحافی تقریر کی نقل لینے آیا تو کہا بہت ہی عمدہ ہے۔ جناب میں اسے پہلے صفحے پر اس جگہ لگاؤں گا جہاں وزیرِ تعمیرات کی بیان کردہ کہانی لکھی ہے۔

میں حیران ہوا کہ اسے بھی شک نہیں تھا کہ اس وقت اس کا اور اس کی کہانیوں کا کیا بنے گا جب چیف نانگا اپنی اصلیت پر آ جائے گا۔تقریباً آٹھ بجے ہم نمائش سے فارغ ہو کر گھر کی طرف چلے کار کے روانہ ہوتے ہی میں نے اپنی انگلیاں ایلس کی انگلیوں میں پھنسائیں اور دوسرا ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ دیا۔

بہت اچھی تقریر تھی حالانکہ آپ کے پاس اسے تیار کرنے کے لئے زیادہ وقت بھی نہ تھا۔ میں نے گفتگو کی خاطر کہا اگر چہ اس وقت میرا دل اور دماغ باغ باغ ہو رہا تھا۔ میرے ذہن میں ایک تصویر ابھری میں نے ایلس کو اپنے کمرے کی تاریکی میں مکمل طور پر مدغم ہوتے دیکھا جبکہ جین کسی آسیب کی طرح اس وقت آدھی بے تعلق سو رہی تھی۔ جب وہ اندھیرے میں اپنا لباس پہن رہی تھی جب کوئی بوڑھی عورت رقص کرتی ہے تو اسے پتہ چل جاتا ہے کہ بڑھاپا اس کا ساتھ نہیں دے رہا ہے۔ چیف نانگا نے ہماری زبان میں کہا میں اس بات پر بہت زیادہ ہنسا اور پھر ایلس کے لئے اس کا ترجمہ کیا تاکہ ایلس سمجھ سکے کیونکہ وہ مختلف زبان بولتی تھی۔ ہم نے زیادہ قریب ہونے کے لئے قہقہہ کا بہانہ بنایا اور میرا وہ ہاتھ جو اس کے کندھوں پر دراز تھا اس کے سینے تک سرک گیا اور میں نے اسے بھینچ لیا گھر پہنچ کر چیف نانگا اور میں نے وسکی پی جب کہ ایلس لباس تبدیل کرنے کے لئے اوپر چلی گئی۔ اتفاق سے ہسپتال سے جب ہم پہلی مرتبہ گھر آئے تھے تو چیف نانگا نے اپنے ملازم سے کہا تھا کہ ایلس کا بیگ اس کی بیگم کے کمرے میں لے جائے میں خاصا پریشان ہو گیا تھا لیکن میں نے جلد ہی اپنے آپ کو یقین دلایا کہ وہ زیادہ خوش اخلاقی سے پیش آ رہا ہے۔ میں نے یوں اپنے آپ اس کا محکم کردار محسوس کیا جس طرح اس وقت کیا تھا جب اس نے مجھے رات بھر جاری رہنے والے وزارتی اجلاس کے متعلق بنایا تھا۔ نچلی منزل پر میرے کمرے اور ایلس کے کمرے میں چند سیڑھیاں شامل تھیں۔ جب مکمل طور پر خاموشی چھا جائے گی تو میں دبے پاؤں اوپر جا کر اس کے دروازے پر دستک دوں گا۔ وہ میری منتظر ہو گی اور میں اسے نیچے اپنے کمرے میں لے آؤں گا اور ہم اپنے میزبان کی کم عقلی پر ہنسیں گے۔ ہم نے کھانے میں چاول، پکے ہوئے کیلے اور تلی ہوئی مچھلی استعمال کی۔ ایلس شوخ چمکتے ہوئے زرد کپڑوں میں میرے لئے پگھلی جا رہی تھی۔ وزیر موصوف نے ادھر رائٹرز ایسوسی ایشن کی مضحکہ خیز وضع قطع کی بات شروع کر دی میں نے بہت کمزور دفاع پیش کیا۔ ادیب اور فنکار بعض اوقات اس طرح کا حلیہ بناتے ہیں۔ میں نے کہا میرا خیال ہے وہ میری نصیحت پر توجہ دے گا۔ چیف نانگا نے کہا اس کی اس بات پر بہت حیران ہوا۔ پتہ نہیں یہ تبدیلی جیلو کے خوش آمدانہ تعارفی الفاظ کی وجہ سے تھی یا احترام کے اس انداز کی وجہ سے جو ایک سفید فام جیلو کا آٹوگراف لینے کے لئے اختیار کیا تھا۔ مجھے یاد ہے۔ اس وقت چیف نانگا اور بے معنی سے اس ادیب کو حیرانی سے دیکھ رہا تھے لیکن میرا خیال نہیں کہ یہ

تبدیلی حقیقی تھی وہ جیلو واقعی مہذب نوجوان کہہ دیں کیونکہ ان کے درمیان کچھ ہی دیر پہلے جھڑپ ہو چکی تھی۔

لفظ مہذب میرے لئے اتنا ہی حیران کن تھا۔ جتنا وہ جذبہ جو اس لفظ سے پیدا ہوتا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ صحیح تھا یا غلط اور ایسے امتیازات بیان زیادہ معانی بھی نہیں رکھتے۔ چیف نانگا ان خوش قسمت انسانوں میں سے تھے جو اتنی انگریزی جانتے تھے اور اس سے ایک لفظ بھی زیادہ نہیں کہ اپنے مدعا کو صحیح خوبصورتی سے پیش کر سکیں۔ مجھے وہ مہلک حادثہ یاد ہے۔ جب وہ انالی سے بوری کی طرف سفر کر رہے تھے چونکہ وہ خود زندہ بچ گئے تھے لہٰذا میں نے فرض کر لیا تھا کہ اس حادثے میں کوئی اور مر گیا ہوگا۔ لیکن جب حقیقت نکلی تو معلوم ہوا کہ مہلک کا مطلب زیادہ سنجیدگی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

میں کھانے کے فوراً بعد اپنے کمرے میں چلا گیا تاکہ باقی افراد میرے اشارے کو سمجھ جائیں۔ ایلس نے بھی ایسا ہی کیا کیونکہ باہر میں نے جب جھانکا تو وہ وہاں موجود نہیں تھی لیکن چیف نانگا تقریر والی فائل پڑھ رہے تھے ہر دو منٹ بعد میں دروازہ پر آ کر جھانکتا مگر وہ موجود ہوتے۔ کیا وہ بیٹھے بیٹھے سو گئے ہیں۔ نہیں ان کی نگاہیں صفحے پر گھوم رہی تھیں۔ مجھے غصہ آنے لگا۔ وہ اس فائل کو اپنے مطالعہ کے کمرے میں کیوں نہیں لے جاتے لیکن جس بات سے مجھے تکلیف ہوئی وہ یہ تھی کہ مجھ میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ سٹنگ روم میں ہو کر سیڑھیاں چڑھ جاتا۔ غالباً وہ مجھ سے ایسا کرنے کی توقع رکھتے تھے سچی بات تو یہ ہے کہ میں عموماً اس نوعیت کی صورتِ حال میں ہمت نہیں ہارتا۔ لیکن چیف نانگا نے جو صورتِ حال پیدا کر دی تھی وہ ذرا نازک مسئلہ بن گئی تھی چنانچہ یہاں مسئلہ میری ہمت کا نہیں تھا بلکہ ایلس کی عزت کا تھا۔ وہ ایک تیسرے آدمی کے سامنے عام عورت ثابت ہوئی چنانچہ غصے میں انتظار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ میں اپنے بستر پر بیٹھا پھر کھڑے ہو کر ننگے پاؤں اپنے کمرے میں ٹہلتا رہا۔

ایک گھنٹے کے بعد چیف نانگا نے بتیاں بجھائیں اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔ میں نے پانچ دس منٹ تک انتظار کیا تاکہ وہ اپنے بستر پر دراز ہو جائیں اور میں ایک گھنٹے کی تکالیف سے سنبھل سکوں۔ پھر میں ریلنگ پر ایک ہاتھ کی ہتھیلی رکھ کر پنجوں کے بل سیڑھیاں چڑھا۔ جب تک میں سیڑھیاں چڑھا اس وقت تک میری آنکھیں تاریکی کی

عادی ہوچکی تھیں اور ایلس کے کمرے کا دروازہ تلاش کرنا آسان ہوگیا تھا۔ میرا ہاتھ دستک کے لئے اٹھا ہی تھا کہ مجھے اندر سے آوازیں سنائی دیں میں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ تب میں نے قہقہہ سنا اور تیزی سے مڑکر سیڑھیاں اتر گیا۔ میں سیدھا اپنے کمرے میں نہیں گیا بلکہ سٹنگ روم میں کھڑا رہا۔ میرے ذہن میں اس لمحے کیا تھا۔ اب اس کی توضیح نہیں کرسکتا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ میں فوراً اس نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ چیف نانگا نے ایلس کو شب بخیر کہنے کے لئے دونوں کمروں کا درمیانی دروازہ کھول لیا تھا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ انہیں ایک دو منٹ دوں اور پھر اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے سیدھا جا کر ایلس کے دروازے پر دستک دوں۔ میں انتظار کرنے کے لئے واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔ لیمپ جلایا۔ گھڑی دیکھی اور سٹول پر بیٹھ گیا۔ ساڑھے دس بج چکے تھے۔ میں دوبارہ حرکت میں آ گیا۔ میرے خیال میں ابھی دیر نہیں ہوئی تھی جب سٹنگ روم کی طرف بھاگا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا تب میں نے دور سے آتی ایلس کی چیخ سنی۔

اس وقت کی اپنی بے عملی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ میرے تمام اعضاء معطل ہو گئے تھے۔

میرے سینے میں زبردست دباؤ بڑھ رہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ یہ دباؤ ابال کے نقطے تک پہنچتا جھاگ کی طرح میں بیٹھ گیا اور اندر اور باہر سے خالی ہوگیا۔ میں بے انتہا پریشانی کے عالم میں سیڑھیاں چڑھا کہ ایلس مجھے کہہ رہی ہے کہ اس کی مدد کروں اور اسے زنا بالجبر سے بچالوں۔ لیکن جب میں دروازے پر پہنچا تو ایک طرح کی حقارت میرے اوپر چھا گئی اور میں تیزی سے سیڑھیاں اتر گیا۔

میں اپنے بستر پر بیٹھ گیا اور سر ہاتھوں میں لے کر سوچنے کی کوشش کرنے لگا لیکن میرے دماغ پر ہتھوڑے برس رہے تھے۔ میری سوچوں میں چنگاریاں اٹھ رہی تھیں۔ مجھے احساس ہوا کہ فوراً کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ فوراً میں کھڑا ہوگیا اور اپنا سامان سوٹ کیس میں بھرنا شروع کر دیا میرے ذہن میں کوئی واضح لائحہ عمل نہیں تھا کہ آگے کیا ہوگا۔ لیکن اس وقت میرے لئے یہ مسئلہ پریشانی کا باعث نہیں تھا۔ وقت بہت کم تھا میں نے الماری سے اپنے کپڑے نکالے انہیں تہہ کیا اور سوٹ کیس میں رکھا باتھ روم سے اپنی چیزیں نکال کر انہیں سنبھالا۔ ان چھوٹے چھوٹے کاموں میں خاصی دیر لگ گئی۔ اس عرصہ

میں کسی بات کی طرف خاص طور پر غور نہیں کر رہا تھا۔ میں صرف اپنا نچلا ہونٹ کاٹ رہا حتیٰ کہ یہ سوچ گیا۔ کبھی کبھی میرے خدا جیسے الفاظ میرے منہ سے اونچی آواز میں نکل جاتے۔ سامان باندھنے کے بعد میں کرسی پر ڈھیر ہوگیا اور پھر کھڑا ہوکر سٹنگ روم میں آیا کہ یہ دیکھنے کے لئے کہ آیا آوازیں آنا بند ہوتیں ہیں کہ نہیں لیکن اوپر مکمل تاریکی اور خاموشی تھی تب میں ایلس کا انتظار کرتا رہا کیونکہ مجھے علم تھا کہ وہ ندامت کے آنسو بہاتی نیچے آئے گی اور میں اسے باہر دھکیل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دروازے بند کر دوں گا۔ میں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ میری آنکھ لگ گئی۔ جب میری آنکھ کھلی تو وقت اتنا احساس تھا کہ کوئی خوفناک واقعہ ہو چکا ہے۔ یہ بے یقینی کی کیفیت ایک دوسیکنڈ جاری رہی۔ اچانک اس واقعے کی یاد اور اس کی اذیت اکٹھے ہوگئے۔ شرمندگی کا زخم پھر سے ہرا ہوگیا اور زیادہ کچوکے لگانے لگا۔ میری گھڑی پر چار سے کچھ زیادہ کا وقت تھا۔ ایلس نیچے نہیں آئی تھی۔ میری آنکھوں میں دھند چھا گئی۔ ایک لمبے عرصے میں رویا نہیں تھا اس وقت آنسو جاری ہوگئے۔ میں نے سلیپنگ سوٹ اتارا دوسرے کپڑے پہنے اور پرائیویٹ دروازے سے باہر نکل گیا۔

میں گھنٹوں روشن گلیوں میں پھرتا رہا۔ میرے پر اوس جمع ہوگئی۔ اور میرے احساسات منجمد ہوگئے۔ میری ناک بہنی شروع ہوگئی۔ میرے پاس رومال نہیں تھا چنانچہ ہاتھ کی پتلی انگلی سے ناک کا اک حصہ دبا کر اسے گلی کی ساتھ والی نالی میں بہاتا رہا۔ فجر کے وقت میرا سر قدرے ہلکے ہوگیا۔ اس وقت شہر بھی بیدار ہو چکا تھا۔ میرا سامنا ایک بھنگی سے ہوا جس نے اپنے سر پر گندگی کی بالٹی اٹھائی ہوئی تھی۔ ڈیپارٹمنٹ سٹوروں کے تھڑوں پر بھکاری سوئے ہوئے تھے۔ ایک پاگل کوڑے کرکٹ کی بالٹی کے پاس بیٹھا تھا جسے وہ اپنی ملکیت بتا رہا تھا۔ علی الصبح نکلنے والی سرخ بسیں میرے پاس سے خالی گزر گئیں۔ چھ بجے کے قریب گلیوں کی روشنیاں بھی بجھ گئیں کتنی عجیب بات تھی کہ جس کا دل و دماغ اتنی بہت سی باتوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان غیر اہم باتوں پر توجہ دے رہا تھا یہ اس کی طرح تھا جو اپنے سر پر مردہ ہاتھی اٹھائے گھاس تلاش کر رہا ہو۔ ایسا ہی معاملہ تھا ایسا لگتا ہے کہ کوئی سوچ خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، اپنے اندر اتنی قوت نہیں رکھتی کہ دوسری سوچوں سے محفوظ رکھ سکے۔ گھر واپس جاتے ہوئے میں وہ الفاظ تلاش کرتا رہا جو مجھے چیف نانگا کے سامنے ادا کرنا تھے۔ جہاں تک ایلس کا تعلق ہے۔ میں جان گیا تھا کہ وہ ایک عام طوائف ہے۔ اس کے متعلق بہت کم کہا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

چیف نا نگا بظاہر گیٹ کے باہر مجھے تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ جب میں آخری موڑ پر آیا تو وہ مخالف سمت میں دیکھ رہے تھے، اس لئے ان کی نظر مجھ پر نہیں پڑی۔ انہیں دیکھ کر میرے دماغ میں ایک خیال آیا کہ میں واپس مڑ جاؤں خوش قسمتی سے میں نے اس اذیت ناک جذبہ کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے۔ وہ اس لمحے پیچھے مڑے مجھے دیکھا اور میری طرف آئے۔

تم کہاں تھے اوڈیلی انہوں نے پوچھا۔ میں تمہیں تلاش کرتا پھر رہا ہوں اور سینکڑوں ٹیلی فون کر چکا ہوں۔ میرے ساتھ بات نہ کیجئے میں نے کہا۔

کیا''......تمہیں کیا ہوا ہے۔ اوڈیلی؟''

میں نے کہہ دیا ہے میرے ساتھ بات نہ کیجئے میں نے ممکن حد تک سرد مہری سے کام لیتے ہوئے کہا۔ حیرت ہے؟ تم اس لڑکی کی وجہ سے بگڑ گئے لیکن تم نے بتایا تھا کہ تم اس کے متعلق تو زیادہ سنجیدہ نہیں ہو؟ میں نے تم سے اس لئے پوچھ لیا تھا کہ غلط فہمی نہ رہے۔ میں سمجھا تم تھک کر سو گئے ہو دیکھو مسٹر نانگا۔ اپنی عزت کا خیال کیجئے مجھے غصہ نہ دلایئے اگر چاہتے ہیں کہ ہمارا نام اخباروں میں نہ آئے تو براہِ کرم مجھے پریشان نہ کیجئے۔ چیف نانگا ششدر رہ گئے جب میں نے انہیں مسٹر کہا۔ آج تم جیت گئے'' میں نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا لیکن یاد رکھئے آخری فتح میری ہوگی میں ایسی بات کبھی نہیں بولتا۔

ایلس دروازے پر سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی وہ مجھے دیکھ کر اندر چلی گئی۔ جب میں اپنا سوٹ کیس باہر لایا تو چیف نانگا نے اپنی توہین کے بعد ایک لفظ تک نہ کہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر رکھ کر آخری مصالحت کی کوشش کی۔

مجھے مت چھوؤ میں نے اپنا کندھا ایسے چھڑایا جیسے چھوت کے مریض سے بچا جاتا ہے۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ ان کی مسکراہٹ اس کے چہرے پر مدھم ہوگئی اور میں خوش ہو گیا۔

احمق مت بنو اوڈیلی۔ اس نے رازدارانہ انداز میں کہا کچھ بھی ہو وہ تمہاری بیوی نہیں ہے یہ کیا حماقت ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ تم دونوں میں ایسے تعلقات نہیں ہیں اور تم نے بھی یہی بات بتائی تھی۔ پھر بھی اگر تمہیں برا لگا ہے تو مجھے افسوس ہے۔ غلطی میری ہے۔ میں معافی مانگتا ہوں اگر تم پسند کرو تو میں شام کو تمہیں چھ لڑکیاں

لا دوں گا۔

کتنا بدنصیب ملک ہے۔ میں نے کہا۔ آپ اپنے آپ کو وزیرِ ثقافت کہتے ہیں۔ خدا ہماری مدد کرے میں نے نفرت سے تھوک دیا۔ دیکھو اوڈیلی تب وہ بپھرے ہوئے چیتے کی طرح میری طرف مڑے۔ میں ایک عام عورت کے لئے کسی لڑکے سے اپنی بے عزتی برداشت نہیں کروں گا۔ سن رہے ہو۔ اگر تم نے دوبارہ میری توہین کی تو تمہیں زمین چاٹنی پڑے گی۔ آج کل کے نوجوان بہت ناشکرے ہیں۔ بہرحال دوبارہ میری توہین نہ کرنا۔

آپ کی جو مرضی آئے کیجئے۔ میں نے کہا آپ صرف ایک گنوار...... میں نے اپنی بات ادھوری چھوڑی اور سوٹ کیس لٹکائے چشم زدن میں دربان ڈوگو کے پاس سے گزر گیا۔ غالباً اس نے ہماری آوازیں سن لی تھیں اور صورتِ حال جاننے کے لئے سرونٹ کوارٹر سے نکل آیا تھا۔

یہ لڑکا میرے مالک کی بے عزتی کر رہا ہے۔ میں نے اسے کہتے سنا۔

اس احمق گدھے کی بات کا برا نہ مانو۔ چیف نانگا نے کہا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ میرے مالک کی بے عزتی کر کے خیریت سے واپس چلا جائے اس نے میرے پیچھے آواز لگائی کدھر گیا؟ اس کی آواز میں دھمکی تھی۔

میں بیرونی دروازے کے قریب تھا۔ میں دلیری سے واپس مڑا لیکن پھر سوچ کر کچھ نہ کہا واپس مڑا اور چلتا رہا۔

چھوڑو ڈوگو اسے اپنی بدقسمتی کی طرف واپس جانے دو غلطی میری تھی جو اسے یہاں لایا ناشکرا۔ بدتمیز۔ میں اب گیٹ پر تھا لیکن ان کی آواز کافی بلند تھی اور میں نے ہر لفظ سنا۔

میں نے اپنے دوست میکس دبل کے گھر کے لئے ٹیکسی لی۔ میکس دبل کلانو گرائمر سکول میں میرا ہم جماعت تھا جو اب وکیل تھا۔ ہم ان دنوں اسے کول میکس کہا کرتے تھے۔ اس کے بہترین دوست اب بھی اسے یہی کہتے تھے۔ وہ ہمارے سکول کا سب سے بڑا شاعر تھا۔ مجھے اس کا مشہور شعر بھی یاد ہے۔ جو اس نے اس وقت لکھا تھا۔ جب ہمارے سکول نے کالج کے فٹ بال کے مقابلے میں اپنے حریفوں کو شکست دی تھی۔

وہ پہلے ہی وکیلوں کے لباس میں ملبوس ناشتہ کر رہا تھا۔ ناانگا پر غصہ اتارنے کے بعد ٹیکسی کے سفر سے میرا چہرہ قدرے نارمل ہوگیا تھا۔

میرے خدا میکس نے میرے ہاتھ کو زور سے دباتے ہوئے کہا ''تم مشققی'' اوڈیلی کی جگہ سکول میں یہ نام پڑ گیا تھا۔

کول میکس' میں نے اس انداز میں جواب دیا۔ ہم خوب ہنسے اور گذشتہ رات جوآنسو میں بہا نہ سکا تھا میری آنکھوں میں آ گئے۔ میکس کو کسی طرح کا شک نہ ہوا۔ اس نے سوچا کہ میں سیدھا گھر سے آ رہا تھا۔

میں نے ندامت سے اسے بتایا کہ میں گذشتہ چند دنوں سے شہر میں تھا لیکن۔ اس سے رابطہ نہ کر سکا۔ اس نے سمجھا کہ اس سے میری مراد میرے گھر میں ٹیلی فون کی عدم موجودگی ہے۔ میں ٹیلی فون کے لئے دو ماہ سے ویٹنگ لسٹ پر ہوں۔ اس نے اپنے دفاع میں کہا۔ میں نے کسی کو رشوت نہیں دی اور نہ ہی کسی بڑے آدمی سے واقف ہوں۔ تم اس بدمعاش، بددماغ۔ اَن پڑھ سرمایہ دار کے پاس رہ رہے تھے۔

میری مجبوری تھی۔ میں نے کہا تم جانتے ہو وہ میرا اُستاد رہا ہے۔

میں اپنی ڈبل روٹی گرم کافی میں ڈبو رہا تھا۔ جو میکس کے ملازم نے میرے لئے بنائی تھی۔ اب چیف ناانگا میرے لئے اتنے اجنبی ہو گئے تھے کہ میں ان کے متعلق کبھی کبھار کے واقف کاروں کی حیثیت سے بات کر سکتا تھا لیکن میں اپنی گفتگو میں الجھا کر میکس کو زیادہ دیر روکنا نہیں چاہتا تھا۔ نہ ہی یہ چاہتا تھا کہ وہ یہ سوچے کہ میں اسے اس وقت یاد آیا جب میں چیف ناانگا کے گھر کے تعیّشات سے محروم کر دیا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں مَیں نے اپنے آپ کو اتنا پُرسکون محسوس کیا کہ میں حیران ہو گیا اور سوچنے لگا کہ میری بدقسمتی مجھے چیف ناانگا کے گھر لے گئی تھی۔

آٹھواں باب

جب نو بجے کے قریب میکس عدالت چلا گیا تو میں نے گذشتہ رات کی ذلت کا اثر پوری شدت سے محسوس کیا اور گرمی کی تلخی زیادہ تر زائل ہوگئی تھی اور ایک سرد حقیقت باقی رہ گئی تھی کہ ایک شخص نے میری محبوبہ کو مجھ سے چھین لیا اور میری آنکھوں کے سامنے وہ ایک ہی بستر پر سوئے اور میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہ کر سکا کیوں؟ اس لئے کہ وہ شخص ایک وزیر ہے اور اس کے پاس حرام کی دولت ہے ایک بڑے محل میں رہتا ہے کیڈلک پر سواری کرتا ہے اور ایک کانا بدماش اس کا محافظ ہے۔ اس پر مزید ستم یہ کہ اس نے کہہ دیا میں بہت تھک چکا ہوں پچاس 55 سال سے زیادہ عمر کا شخص جس کا بیٹا سیکنڈری سکول میں پڑھتا تھا اور جس کی بیوی کی قمیض اس کے چوتڑوں میں پھنس جاتی تھی یہ سمجھتا تھا کہ میں تھک چکا تھا میں سوچنے کے سوا کر ہی کیا سکتا تھا کہ ایلس ہسپتال واپس چلی جائے گی اور ایک رات اور چیف نانگا کے ساتھ گزارے گی۔ سہ پہر کے بعد میرے دماغ میں یہ احمقانہ خیال آیا کہ پبلک کال آفس سے ایک گمنام کال کی جائے پھر میں نے یہ ذلت آمیز خیال ترک کر دیا لیکن میرا خیال ہے یہ کمزور اور فضول خیالات دھوئیں کی دیوار تھے جس کے پیچھے میری بے خبری میں بڑے فیصلے تشکیل پا رہے تھے۔ غالباً یہ امتحان دینے کے اس نظریئے کی طرح تھا جو استاد ایک لیکچر پیش کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ تمام سوالوں کو ایک مرتبہ پڑھ لیا جائے پھر ان سوالوں کو منتخب کیا جائے جس کا آپ جواب دینا چاہتے ہیں اور سب سے آسان سوال شروع کیا جائے اس کا نظریہ یہ تھا کہ جب آپ آسان سوال حل کر رہے ہوتے ہیں تو تحت الشعور دوسرے سوالوں کے جواب مرتب کر رہا ہوتا ہے میں نے ڈگری کے امتحان میں اس نظریہ پر عمل کیا اگرچہ نتیجہ زیادہ چونکا دینے والا نہیں تھا لیکن اگر میں نہ کرتا تو شاید زیادہ برا نتیجہ ہوتا۔ چیف نانگا کے موجودہ معاملہ پر البتہ

میرا تحت الشعور خود بخود سرگرم ہو گیا تھا۔ قیدی کی طرح پھڑ پھڑا رہا تھا کہ میں نے کھلا راستہ دیکھ کر اڑان شروع کر دی اب میں نے یہ دیکھا کہ ایلس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بات اتنی ہے کہ ایک مرد نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ کوئی مرد کسی دوسرے سے ایسا سلوک کا حق نہیں رکھتا؟

میری مردانگی کا تقاضہ یہ تھا کہ میں اس توہین کا اسی انداز میں جواب دوں۔ میں نے سوچا کہ مجھے نانگا کی بیوی کو تلاش کر کے اس کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنا چاہئے۔ یہ سب کچھ ایک لمحے کے اندر میرے ذہن میں آیا۔

جب سہ پہر کو میکس واپس آیا تو میں خوشی سے گا رہا تھا۔ وہ اپنے ملازم پر برس پڑا کہ اس نے مجھے دوپہر کا کھانا کیوں نہیں دیا۔ میں نے لڑکے کا دماغ کرتے ہوئے کہا کہ اس نے مجھے کھانا پیش کیا تھا لیکن میں تمہارا انتظار کرنے پر مصر تھا۔ اگرچہ یہ بات درست نہ تھی۔

کھانے کے دوران میں نے میکس کو ایلس اور چیف نانگا کے متعلق بتایا کہانی کی بعض جزئیات کو تبدیل کر کے میں نے اس کی شدت کم کر دی اس لئے نہیں کہ میں ذلت سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا بلکہ اس لئے کہ اب انتقام کے سوا میرے دماغ میں اور کوئی بات ہی نہیں تھی اگر تم کسی عورت پر جو جو کا نقش لگا دو تو وہ چھٹا ہوا بدمعاش پکڑا جائے گا۔ میکس نے میری کہانی سننے کے بعد کہا میں ایک شخص کو جانتا ہوں جس نے ایسا کیا ہے۔ میں نے خوش دلی سے کہا لیکن یہ بدمعاش نہ پکڑا جا سکا تب میں نے اسے اس عورت کی کہانی سنائی جو اپنا بریزیئر نہیں اتارتی تھی میرا خیال تھا کہ وہ اس سے لطف اٹھائے گا لیکن میں غلطی پر تھا۔

یہ لوگ صرف اس چیز میں مگن رہتے ہیں اس نے سنجیدگی سے کہا عورتیں۔ کاریں جائیداد ذہین لوگ سیاست کا میدان چیف نانگا جیسے جہلا کے لئے چھوڑ دیتے ہیں تو کسی اور سے کس بات کی توقع کی جا سکتی ہے بالآخر دھوکہ ثابت ہوا غالباً چیف نانگا کی بعض خصوصیات نے میری شخصیت کو بدل دیا تھا اور میں ایک آزاد اور جوشیلے انسان کی حیثیت سے اس نئی جگہ پر آیا تھا۔ اس رات میں نے نہ صرف ایک سیاسی جماعت کے قیام کے متعلق باتیں سنیں بلکہ میں اس کا سیاسی رکن بھی بن گیا۔

میکس اور اس کے بعض دوسرے ساتھیوں نے مشکل سے حاصل کی ہوئی آزادی کو جس بری طرح بددیانتی اور گھٹیا سیاستدانوں کے ہاتھوں تباہ ہوتے دیکھا انہوں نے مل کر متحدہ عوامی کنونشن کرنے کا فیصلہ کیا۔

اس شام اس کے کمرے میں آٹھ نوجوان موجود تھے۔ سوائے ایک کے سب ہمارے ملک کے شہری تھے زیادہ تر پروفیشنل لوگ تھے ایک بہت ہی اچھی خاتون وکیل بھی تھی جس کے متعلق مجھے بعد میں پتہ چلا کہ وہ میکس کی منگیتر تھی اور ان کی پہلی ملاقات لندن سکول آف اکنامکس میں ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ایک ٹریڈ یونین لیڈر' ایک ڈاکٹر ایک وکیل۔ ایک استاد اور ایک اخبار کا کالم نویس تھا۔

میکس نے مشورہ کئے بغیر میرا تعارف ایک ایسے کامریڈ کی حیثیت سے کروایا جس پر اعتماد کیا جا سکتا تھا اور جس کی دوست لڑکی گذشتہ روز کسی وزیر نے چھین لی تھی وزیر کا نام البتہ نہیں بتایا گیا میں ایسی شہرت نہیں چاہتا تھا اسی لئے میں نے جلدی سے مداخلت کر کے وضاحت کی کہ وہ لڑکی میری محبوبہ نہیں ہے بلکہ ایک واقف کار ہے جسے چیف نانگا اور میں دونوں جانتے ہیں۔

تو یہ چیف نانگا ہے اچھا؟ یورپی شخص نے کہا اور ہر شخص ہنس پڑا۔

اس کے اور علاوہ کون ہوسکتا ہے؟ ایک اور شخص نے کہا سفید فام شخص بظاہر مشرقی یورپ کے کسی ملک میں آیا تھا اس نے ذرا علیٰحدگی میں مجھے بتایا کہ وہ وہاں صرف میکس کے دوست کی حیثیت سے موجود تھا۔ اس نے مجھے دبے لفظوں میں بہت سی باتیں بتائیں جب دیگر افراد پارٹی کے قیام کے سلسلے میں بعض جزوئیات پر بحث کر رہے تھے۔ میں اپنی باتوں کے ساتھ ساتھ اس کے طریق گفتگو میں بھی دلچسپی لیتا رہا۔ اس کی انگریزی میں کہیں غیر ملکی انداز جھلکتا تھا مثلاً جب اس نے کہا۔

میکس اور دیگر دانشوروں کا اپنے ہاتھی دانت کے میناروں سے نکل کر گرم سیاست میں داخل ہونا اچھی بات ہے وہ اکثر جو کچھ کہتا اس میں جی کا اضافہ ضرور کر دیتا اور سوالیہ انداز میں بات کرتا۔

سچی بات ہے متحدہ عوامی کنونشن کا خیال فوراً میرے دل میں گھر کر گیا میں نے سوچا اور باتوں کے علاوہ چیف نانگا سے نبٹنے میں یہ میری خاصی مدد کرے گا لیکن میں اس

وقت میکس اوراس کے دوستوں کے سامنے بہت زیادہ پُر جوش دکھائی دینا چاہتا تھا چنانچہ میں نے غیر جذباتی انداز میں ایک پُر زور تقریر کرڈالی خواتین وحضرات یہ آپ کی بڑی نوازش ہے کہ آپ نے مجھے اتنی جلدی قبول کرلیا ہے میں آپ تمام لوگوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کے اعتماد کا بھرم رکھا جائے گا لیکن آپ لوگوں کو خوف زدہ کئے بغیر کہنا پڑے گا کہ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ایک ایسی جماعت جس کا نام متحدہ عوامی کنونشن ہے صرف پروفیشنل مرداورعورتوں کے لئے ہے......

بہت سی آوازوں نے یکدم مجھے روک دیا میکس کے بولنے پر باقی سارے لوگ چپ ہوگئے ۔اوڈیلی یہ بات پوری طرح درست نہیں ہے۔ یہ صرف ہراول دستہ ہے۔ ابھی منصوبہ بندی کا مرحلہ ہے ایک مرتبہ ہم تیار ہوگئے تو محنت کشوں' کسانوں' لوہاروں اور بڑھیوں وغیرہ کو بھی شامل کرلیں گے۔

اور بے روزگار لوگ؟ نوجوان خاتون نے ایک ایسی خوبصورت عورت کے اعتماد کے ساتھ کہا جس کے پاس دماغ بھی ہوتا ایسی خواتین کی حد تک میری دوست ثابت ہوتی ہیں۔ میں اپنے دوست کو ایک خالص تاریخی حوالہ دیتی ہوں ۔تاریخ کے عظیم انقلاب عام لوگوں کی بجائے دانشوروں سے شروع ہوئے کارل مارکس ایک عام آدمی نہیں تھا۔ حتیٰ کہ وہ ایک روسی بھی نہیں تھا۔ٹریڈ یونین لیڈر نے تالیاں بجا کر داد دی۔ باقی لوگوں نے بھی مختلف انداز کے تعریفی کلمات ادا کئے۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں نے سوچا اور اگلا خیال ترک کر دیا اس پارٹی کی مالی صورتِ حال کیا ہوگی؟

اس لمحے میکس نے چیئر مین کا کردار ادا کرتے ہوئے کہا اوڈلی کا اٹھایا ہوا یہ نکتہ بہت اہم ہے وہ ہمیشہ معاملات کی جامعیت کا متلاشی ہوتا ہے۔ ہم سکول میں اسے مشققتی کہہ کر پکارتے تھے ۔اس بات پر ہر شخص ہنس دیا۔

میں بھی بتا دوں کہ اسے ٹھنڈا میکس کہا جاتا تھا میں نے کہا وہ ہمیشہ ٹھنڈے دماغ سے کام لیتا تھا۔اب بھی ایسا ہی ہے خاتون نے آنکھ جھپک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں معذرت چاہتا ہوں میکس نے شرارت سے احتجاج کرتے ہوئے کہا تاہم

خواتین وحضرات یا حضرات وخواتین اپنے دوست کی عمدہ مثال مستعار لیتے ہوئے...؟

میکس' لڑکی نے بناوٹی غصے سے احتجاج کیا اچھا میں نے کبھی......میرا خیال ہے مشکل سے بچنے کے لئے ہمیں صرف کامریڈ کا لفظ استعمال کرنا چاہئے یورپی شخص نے گھٹے ہوئے انداز میں ہنستے ہوئے تجویز پیش کی۔ میں نے سوچا وہ باقی لوگوں کی طرح مذاق نہیں کر رہا تھا۔

واہ، واہ، ٹریڈ یونین لیڈر نے کہا۔

ٹھیک ہے میکس نے تحمل سے کہا بجز اس کے کہ جس طرح میں پہلے ہی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں میں نہیں چاہتا کہ کوئی ہمیں کمیونسٹ کہے۔ ہم یہ نہیں برداشت کر سکتے۔ یہ ہمیں بالکل ختم کر دے گا۔ ہمارے مخالفین ہماری طرف اشارہ کر کے کہیں گے۔ان پاگلوں کی طرف دیکھو جو ہر چیز میں اشتراک چاہتے ہیں یہاں تک کہ اپنی بیویوں میں بھی۔ بات یہیں پر ختم ہو جائے گی سمجھے۔ میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ٹریڈیو نے کہا میرا خیال ہے اپنے ملک میں ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم فیصلہ نہیں کر پا رہے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہم غیر جانبدار ہیں لیکن ہم جونہی لفظ کمیونسٹ سنتے ہیں ہم کانپ جاتے ہیں اور پتلون میں ہمارا پیشاب نکل جاتا ہے اس نے خاتون سے معذرت کی اور پھر خاص انگریزی بولتے ہوئے کہنے لگا ایک دن ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ میں گذشتہ جنوری میں روس کیوں گیا تھا۔ میں نے اسے بتایا اس لئے کہ اگر آپ صرف ایک ہی سمت میں جاتے رہیں تو آپ کی گردن اکڑ جائے گی۔

ہم سب بلند آواز میں ہنسے بالخصوص یورپی شخص۔ میں جو کو جانتا ہوں۔میکس نے کہا لیکن جو آسانی سے ہار ماننے والا نہیں تھا۔ معاف کرنا میکس اس نے کہا میں سنجیدہ ہوں یا تو ہم اس ملک میں آزاد نہیں یا نہیں ہیں۔میکس نے کہا اور اس مرتبہ جو سمیت ہر شخص دوبارہ ہنس دیا بظاہر میکس کی ساری گرمی ختم ہو چکی تھی۔

میں میکس کی سرد اور پر اعتماد کیفیت سے حیران رہ گیا وہ اس اجلاس پر پوری طرح حاوی تھا یوں لگتا تھا جیسے اس میں یقین اور عملی زندگی کا پورا شعور موجود ہے یقیناً ہم اگلے انتخاب میں جیتیں گے اور ایک موقع پر اس نے مجھے بتایا لیکن کتنی ہی سیاسی جماعتیں بنتی ہیں اپنی مکمل فتح کی پیش گوئی کرتی ہیں اور دوبارہ ختم ہو جاتی ہیں ہمیں ایک کام جاری

رکھنا ہے۔ ملک کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو ہمیں آخری وار کا انتظار کرنا ہے۔ ایسا ضرور ہوگا میں نہیں جانتا کہ کب اور کیسے ہوگا ایسا جمود اور بدعنوانی ہمیشہ کے لئے جاری نہیں رہ سکتی۔

کچھ نہ کچھ ہو جائے گا وہ مسکرایا انتخابات کے عام اخراجات کے لئے فنڈز کے انتظام کا بندوبست ہو جائے گا۔

ہم عام لوگوں کو رشوت دے کر خریدنے کا معاملہ پی-او-پی اور پی-اے-پی پر چھوڑ دیں گے ہم ان کے کبوتروں میں ادھر ادھر صرف اپنی بلیاں چھوڑ دیں گے اور ایک طرف کھڑے ہو کر تماشہ دیکھیں گے۔ میں اور ان دنوں حکومت میں اعلیٰ سطح پر بدعنوانی کی دستاویزی شہادتیں اکٹھی کر رہا ہوں۔ ایسی بدعنوانیاں ہیں کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

مجھے یقین ہے۔" میں نے سوتے وقت اس سے مذاقاً پوچھا کہ وہ اب بھی شاعری کرتا ہے میکس اٹھا اور کچھ اشعار لے آیا جو اس نے سات سال قبل لکھے تھے۔ اس نے یہ اشعار آزادی کے فوراً بعد پُرمسرت اور پُرامید دنوں میں لکھے تھے اب وہ انہیں نوحہ کے طور پر گاتا رہتا تھا۔ یقین کیجئے آنسوؤں سے میری آنکھیں بھر گئیں آنسو مردہ اور معصوم امید کے لئے آپ مجھے جذباتی بھی کہہ سکتے ہیں۔

اس وقت یہ نظم دھرتی ماں کے لئے رقص میرے سامنے ہے اور اس وقت یہ ساری نظم نقل کی جاسکتی ہے لیکن تحریر میں دکھ کا وہ احساس رقم نہیں کیا جاسکتا جو میں نے اس رات محسوس کیا جب میکس اسے مترنم آواز میں رقص کے ساتھ گا رہا تھا وہ سات سال پہلے کی امیدوں اور مسرتوں کو یاد کر رہا تھا جو اب سات نسلیں پرانے ماضی کا وقت لگتی تھیں۔

میں واپس اس کے پاس گھر چلا جاؤں گا۔

میں جو صدیوں سے بے گھر رہا۔

میں اپنے آپ کو شفیق ماں کے قدموں پر نچھاور کر دوں گا اس گھر اور ان مقدس مقامات کی تعمیر نو کے لئے جنہیں لوٹا گیا اور انہیں سیاہ لکڑی اور پیتل سے خوبصورت بناؤں گا میں نے یہ آخری شعر بار بار پڑھا۔ پیاری ماں ایک عرصے سے اپنے بالک کے جوان ہونے کا انتظار کر رہی ہے جو اسے آرام پہنچائے گا برسوں کی بے غیرتی اور رسوائی کا ازالہ کرے گا جس بیٹے کے ساتھ ماں کی اتنی امیدیں وابستہ تھیں وہ چیف نانگا بن گیا۔

دکھیاری ماں میں نے باآواز بلند کہا۔

ہاں سیاہ فام دکھیا ماں، میکس نے کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے کہا لمبے وقفے کے بعد وہ پیچھے مڑا اور پوچھا کیا تمہیں میری نظم بائیبل یاد ہے۔

نہیں کیوں؟

میں اسے اپنی زندگی سے نہیں نکال سکتا تم جانتے ہو میرا باپ کلیسائی پادری ہے... نہیں جب تم ماں کے متعلق بات کررہے تھے تو مجھے ایک تحریر یاد آرہی تھی۔

روم میں ایک آواز سنی گئی۔

روتی اور پچھتاوے سے دکھی آواز۔مثیل اپنے بچوں کے لئے رورہی ہے لیکن اسے سکون نہ مل سکے گا کیونکہ وہ بچے اس دنیا میں موجود نہیں ہیں یہ میرے والد کی پسندیدہ نظم ہے جن کا اب بھی یہ خیال ہے کہ ہمیں انگریزوں کو جانے نہیں دینا چاہتے تھا۔

غالباً وہ صحیح کہتے ہیں میں نے کہا۔

نہیں مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے ذاتی طور پر آزادی سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ان کے پیشے میں کوئی سفید فام آسامی انہیں نہیں مل سکتی تھی پورے حلقہ میں صرف ایک بشپ ہے جو پہلے ہی افریقی ہے۔تم اپنے بزرگ کے ساتھ ناانصافی کررہے ہو۔

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ میرے متعلق کیا کہتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جب میں یورش کے ساتھ آخری بار ان سے ملنے گیا تو انہوں نے کہا کون جانتا ہے تمہارے بعد میرے ایک اور بیٹا پیدا ہو جائے ہم یوں ہی مذاق کرتے رہے۔

تم اکلوتے بیٹے ہو نا؟

ہاں

مجھے بہت رشک آتا ہے۔

اوڈیلی تم جانتے ہو اس نے نسبتاً لمبے وقفے کے بعد کہا میں خدا اور اس طرح کی باقی چیزوں پر یقین نہیں رکھتا لیکن اس وقت تمہاری آمد مجھے خدا کی دین معلوم ہوتی ہے ہم بہت جلد ہر علاقہ میں لائق اور متحرک منظّم سیکرٹری مقرر کرنا چاہتے ہیں اب تم مل گئے ہو اب ہمیں جنوب مشرق علاقے کے بالکل فکر نہیں۔

میکس میں جو کچھ کر رہا کروں گا میں نے کہا۔

میکس نے مجھے نئ پارٹی کے متعلق جو سب سے زیادہ حیران کن بات بتائی وہ یہ تھی کہ حکومت کا ایک جونیئر اس کی سرپرستی کر رہا تھا۔

اگر وہ حکومت سے اتنا غیر مطمئن ہے تو اس میں شامل کیوں ہے میں نے سادہ لوحی سے پوچھا۔ وہ استعفیٰ کیوں نہیں دے دیتا۔

میں مذاق نہیں کر رہا میں نے ضرورت سے زیادہ گرم جوشیس ے کہا ہم اچھی طرح جانتے تھے اور یاد دہانی کی ضرورت نہیں تھی کہ ہم برطانیہ میں نہیں تھے۔ جب ہمارے ملک میں کوئی شخص استعفیٰ دیتا ہے تو اس کی نظر میں اپنے زیادہ بڑے عہدہ پر لگی ہوتی ہے جس طرح چند سال پہلے پی-اے-پی کے دس پارلیمانی ارکان اجلاس شروع ہوتے ہی پی-او-پی میں شامل ہو گئے تھے اور ارکان پی-او-پی کو وزارتی تقرریوں کے لئے موزوں اکثریت مل گئی تھی اور افواہ تھی کہ ان میں سے ہر ایک کو نقد انعام ملا تھا یہ ساری باتیں ہر کوئی جانتا تھا لیکن میرا خیال تھا کہ بہتر ہو گا ہم نئے فلسفے کے ساتھ ایک نئی صاف ستھری پارٹی شروع کریں۔

میں جانتا ہوں تمہارے احساسات کیا ہیں۔ میکس نے سرمستانہ انداز میں کہا میں نے بھی پہلے پہل ایسا ہی محسوس کیا تھا لیکن ہمیں بعض حقائق کا سامنا کرنا چاہئے اس نانگا جیسے شخص کو ہی لو گھر جس کی تنخواہ چار ہزار سے زیادہ تمہیں معلوم ہے جب وہ سکول ٹیچر تھا اس کی تنخواہ کتنی تھی؟ غالباً فی ماہ آٹھ پاؤنڈ سے زیادہ نہیں تھی۔ کیا تم ایسے شخص سے توقع کر سکتے ہو کہ وہ کسی اصول کی خاطر استعفیٰ دے دے؟ بشرطیکہ اس وقت وہ اس اصول کو پہچان لے جب اس سے اس کا سامنا ہو میں نے شیخی سے کہا بالکل ٹھیک ہے میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ہمارا آدمی نانگا کی طرح ہے وہ ایک سچا قوم پرست ہے اور استعفیٰ دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ اگر وہ محسوس کرے کہ واقعی اس کی ضرورت ہے لیکن وہ بھی ٹھیک کہتا ہے کہ کیا ہم دنیا کی ناگفتہ بہ صورت حال دیکھ کر ہر روز خودکشی کر لیتے ہیں...؟

لیکن یہ ایک ہی بات تو نہیں میں نے کہا۔

ہاں مجھے معلوم ہے لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اس جیسے شخص کا حکومت میں شامل ہونا بہت ضروری ہے، وہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ مجھے بتا دیتا ہے میرا خیال ہے تمہارا

طریقہ درست ہے۔ ایک ضرب المثل ہے کہ صرف انسان کے بہت ہی قریب ہونے سے
اس کی سانس سونگھی جا سکتی ہے...؟

ہاں بالکل صحیح ہے۔

نواں باب

میں تئیس 23 دسمبر کو اناطہ واپس آ گیا۔ میکس اور اس کی منگیتر یونس نے پوری کوشش کی کہ میں کرسمس بوری میں مناؤں میں وایا مارکیٹ پر بس سے اترا جو گرائمر سکول کی سڑک پر واقع تھی جو سیا کے قحبہ خانے میں غیر معمولی چہل پہل تھی ۔ خدا جانے کیا معاملہ تھا باقی مارکیٹ کو چھوڑ کر سارا ہجوم اس طرح اکٹھا ہو گیا تھا پہلی نظر میں اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اچھا ہو رہا ہے یا برا کیونکہ بلند آوازیں اور پُر جوش گفتگو جاری تھی لیکن جلد ہی اشاروں سے پتہ چل گیا کہ معاملہ گڑ بڑ ہے میں نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو سر کے گرد ہاتھ گھما جوسیا کی دکان کی طرف اشارہ کر رہی تھی اور یہ بہت ہی منحوس نشانی تھی ۔

استاد جی ایک دیہاتی تھا۔ مخاطب ہو کر بولا اور اس نے مجھے دیکھ لیا تھا اور ہاتھ ملانے کے لئے میری طرف بڑھا تو میں اس کو نہیں جانتا تھا کیا آپ واپس آ چکے ہیں ۔ لائیے میں آپ کا صندوق اٹھا لوں امید ہے آپ کے گھر کے لوگ خیریت سے ہوں گے ۔

ہم نے ہاتھ ملائے اور میں نے اسے بتایا کہ میرے روانہ ہونے سے پہلے گھر کے افراد ٹھیک ٹھاک تھے تب میں نے اس سے پوچھا کہ دکان میں کیا ہو رہا ہے جوا کے سوا کیا وہاں اور کیا ہو سکتا ہے اس نے میرا بکس اپنے سر پر رکھتے ہوئے کہا دیکھتے جایئے گوروں کی دولت کیا رنگ لائے گی ۔ ابھی اس کا پتہ نہیں چلا آپ آزدگی کو جانتے ہیں ۔

ہاں اندھا بھکاری جوسیا نے آزدگی کی بدقسمتی سے عبرت حاصل نہیں کی وہ تجارت کے نام سے جو چور بازاری کرتا ہے۔ اس سے وہ مطمئن نہیں اب وہ آزدگی کی لاٹھی کو جو جو بنانا چاہتا ہے اسی لمحہ وہ ایک اور دیہاتی کا استقبال کرنے کے لئے مڑا اور دونوں نے افسوس میں سر ہلائے میں سمجھا نہیں جب گفتگو دوبارہ شروع ہوئی تو اس نے کہا جو نیا نے آزدگی کو اپنے دکان میں بلا کر اسے کھانے کو چاول اور بہت سی کھجور کی شراب دی

آزدگی نے سمجھا کہ اس کا واسطہ کسی مہربان شخص سے پڑا ہے چنانچہ اس نے کھانا کھانا شروع کر دیا جب کھا پی رہا تھا تو جوسیا نے اس کی لاٹھی غائب کر دی۔ تم نے بھی اس سے زیادہ ذلیل حرکت سنی ہے اس کی جگہ ایسی ہی ایک نئی لاٹھی رکھ دی۔

اس کا خیال تھا آزدگی کو علم نہیں ہوگا لیکن اگر ایک اندھا لاٹھی ہی کو نہیں پہنچانے گا۔ جب آزدگی نے جانے کی تیاری کی اور اپنی لاٹھی اٹھائی تو اس نے محسوس کیا کہ وہ اس کی لاٹھی نہیں ہے چنانچہ اس نے چلانا شروع کر دیا۔

اب بھی میری سمجھ میں نہیں آیا کہ جوجو اس کی لاٹھی کا کیا کرنا چاہتا تھا؟ ماسٹر جی آپ کیسا سوال پوچھ رہے ہیں؟ تجارت میں اضافے کی خاطر وہ بہت بری بات ہے۔ میں نے کہا مجھے اب بھی صحیح اندازہ نہیں ہوا تھا لیکن میں اپنی لاعلمی ظاہر بھی نہیں کرنا چاہتا تھا دولت اس خطے میں صرف سر پر سجانے کے لئے نہیں ہے میں کہہ چکا ہوں جب ہم گھر پہنچے تو میں نے اسے ایک شیلنگ دیا جس کا اس نے شکریہ ادا کیا اور واقعہ کی بعض اور غیر اہم جزوئیات بتائی اور دوبارہ ہجوم میں شامل ہونے کے لئے چلا گیا۔ میں بھی وہاں چلا جاتا لیکن لمبے سفر سے تھکا ہوا تھا اور میرے دماغ میں بھی بہت سی باتیں تھیں میں تھوڑا سا آرام کرنا چاہتا تھا پھر نہا کر مسز نانگا کو تلاش کرنا تھا۔ لیکن باہر شور بڑھتا جا رہا تھا۔ بلا آکر مجھے دیکھنے کے لئے باہر جانا پڑا۔

جوسیا نے خود کو اپنی دکان میں محصور کر لیا تھا جہاں سے وہ اپنے اور اپنے کاروبار پر ہجوم کی لعنت ملامت سن سکتا تھا اندھا بھکاری آزدگی ابھی تک وہاں موجود تھا اور بابر اپنی کہانی سنا رہا تھا۔ میں چھوٹے چھوٹے گروہوں میں جا کر باتیں سننے لگا۔

یہ درندہ اسی دولت سے مطمئن نہیں جو یہ ہم سے لیتا ہے اب ہمیں خریدار بنانے کے لئے اندھا بنانا چاہتا ہے ایک بوڑھی عورت نے کہا وہ اپنی ماں اور اپنے باپ کو اندھا بنائے اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے سر کے گرد دائرہ بنایا اور دکان کی طرف بدشگوئی کا اشارہ کیا۔

بعض لوگوں کا پیٹ زمین کی طرح ہوتا ہے یہ کبھی بھی اتنا بھرتا کہ کسی اور لاش کو نہ نگل سکے خدا بچائے ان لوگوں سے میرے ایک واقف نے کہا جو کھجور کی شراب بناتا تھا مجھے یقین تھا کہ وہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جو جوسیا سے شراب پیا کرتے ہیں۔

جنہیں وہ بیئر کی بوتلوں میں ڈال کر بیچتا ہے لیکن جو سب سے بری بات میں نے سنی وہ بڑھی میٹمو کی تھی جو اپنی ہی طرف کا عیسائی تھا جوسیا نے کافی کچھ ہتھیا لیا وہ بار بار کہہ رہا تھا اگر میرے پاؤں دوبارہ اس کی دکان میں دیکھئے تو بے شک وہ انہیں کاٹ دے جوسیا نے کافی کچھ ہتھیا لیا ہے۔

میں نے اس ضرب المثل کے متعلق بہت کچھ سوچا اس شخص کے متعلق ہتھیا جو بہت کچھ ہے اور بالآخر مالک کو پتہ چل جاتا ہے لوگوں کے لئے اس سے بری گالی کوئی نہیں تھی۔ یہ صرف ایک شخص کے لبالب بھرے پیالے کی بات نہیں تھی ہوسکتا ہے ایک انسان کا پیالہ لبالب بھرا ہو اور کسی کو بھی پتہ نہ ہو ایک ہفتے کے اندر اندر جوسیا کا کاروبار تباہ ہو گیا کوئی مرد، عورت یا بچہ اس دکان پر نہیں گیا۔ حتیٰ کہ مارکیٹ میں تھوڑی دیر رکنے والے اجنبیوں اور مسافروں کو پہلے ہی تنبیہہ کر دی جاتی۔ مہینہ ختم ہونے سے پہلے دکان اور شراب خانہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور جوسیا کچھ دیر کے لئے غائب ہو گیا۔

جس دن میں بوری سے لوٹا میں نے شام کو وقت ایک سائیکل کرائے پر لی اور مسز نانگا سے ملنے چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ میرے اور اس کے خاوند کے جھگڑے کی داستان اناطہ پہنچے۔ میرا اس سے ملنا ضروری تھا تا کہ نانگا کی ہونے والی بیوی ایڈنا سے ملاقات کے مواقع نہ ختم ہو جائیں۔ میں یہ نہیں سمجھا تھا کہ چیف نانگا خود اس کو پہنچا دے گا اگرچہ کچھ کہا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ وہ کیا کرے گا اور کیا میں کروں گا لیکن بوری میں اور بہت سے لوگ تھے۔ جو اس خبر کو پھیلا سکتے تھے۔

وہ مجھے دیکھ کر حیران رہ گئے لیکن میرے پاس ایک یقینی وجہ موجود تھی اچانک میرے راہ میں تبدیلی وغیرہ اس کے بچوں نے آ کر ہاتھ ملائے۔ گاڑی نے پہلے ہی ان کی کمزور صحت کو ٹھیک کر دیا تھا اور ان کی کرونا سکول کی انگلش بھی بے محل ہو گئی تھی۔

جادہ اور اوڈیلی کے لئے تو پینے کو کچھ لے آؤ۔ مسز نانگا نے اپنے سب سے بڑے بیٹے ایڈی سے کہا جو سیکنڈری سکول میں پڑھتا تھا وہ جلدی میرے لئے ٹھنڈی بیئر کی بوتل لے آیا اتنی طویل مسافت کے بعد یہ موزوں ترین شراب تھی میں نے پہلا گلاس ایک ہی سانس میں چڑھا لیا اور دوسرے کی چسکیاں لینا شروع کر دیں اس دوران میں پریشان رہا کہ ایڈنا کا ذکر کیسے چھیڑا جائے کہ مجھ پر شک بھی نہ ہو۔

آپ کب تک بوری جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں نے پوچھا۔ گھر آپ کے اور بچوں کے بغیر بالکل سونا رہ جائے گا۔ بوری کی بات نہ کرو بھائی۔ میں یہاں کچھ وقت آرام کرنا چاہتی ہوں۔ ایڈی کے باپ کے لئے مجھے اگلے مہینے کے آخر میں واپس پہنچ جانا چاہئے ان کے امریکہ جانے سے پہلے لیکن مجھے نہیں معلوم...... میرا خیال تھا آپ بھی ان کے ساتھ جا رہی ہیں؟

میں ہے وہ ہنس پڑی۔

ہاں کیوں نہیں؟

میرے بھائی جو لوگ کھڑے ہیں انہیں جگہ نہیں مل رہی تم ان کی بات کر رہے ہو جو جھکے ہوئے ہیں تم نے کبھی عورت کے متعلق سنا ہے۔ اے-بی-سی بھی نہ جانتی ہو اور امریکہ جائے بہت خوب، میں نے سوچا اور میں اپنی بات کہنے ہی والا تھا کہ مسز نانگا نے خود ہی مجھے موقع فراہم کر دیا جب ایڈنا آئے گی تو وہ ان مقامات پر جائے گی۔ اس نے کہا ایک تو میں بہت بوڑھی عورت ہوں اور گنوار بھی ہوں۔

ایڈنا کون ہے

تم ایڈنا کے متعلق کچھ نہیں جانتے؟ ہماری نئی بیوی؟

اچھا وہ لڑکی بیوقوف وہ تو آپ کے مقابلہ میں آدھی پڑھی لکھی بھی نہیں۔

وہ نئے سکولوں میں پڑھی ہے۔ میں نے نہیں پڑھا۔ لیکن آپ کے وقتوں کا پرائمری پاس آج کے کیمبرج سے زیادہ تعلیم یافتہ ہے۔ میں نے اپنی زبان میں کہا اور مخلوط زبان کے چکر میں نہ پڑا۔

تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے میں انیسویں صدی کے سکول میں پڑھتی تھی۔ اس نے دکھے ہوئے انداز میں کہا نہیں۔ نہیں میں نے کہا ہر سال تعلیم کا معیار گر رہا ہے گذشتہ سال کا چھٹی کا معیار اس سال کے معیار سے بلند تھا لیکن وہ زیادہ دکھی نہ لگتی تھی۔ اس کا ذہن اور سوچوں پر مرکز تھا میں نے سیکنڈری سکول میں داخلہ لینے کے لئے انٹرنس پاس کیا۔ اس نے گھمبیر لہجے میں کہا۔ لیکن اس کے والد اور اس کے گھر والوں نے شادی پر اصرار کیا تب میرے والدین بھی ان سے متفق ہو گئے ان سب کا کہنا تھا کہ ایک لڑکی کا اتنی زیادہ تعلیم

سے کیا تعلق ہے چنانچہ اپنی حماقت سے میں متفق ہوگئی ۔ میں ان کی بڑی نہیں تھی کہ انکار کر دیتی ۔ ایڈنا اس جال میں گرفتار ہو رہی ہے تصور کرو ایک لڑکی کالج سے فارغ ہونے ایک سال تک پڑھائے بغیر اور ادھر ادھر کا تجربہ حاصل کئے بغیر شادی کیسے کر رہی ہے ۔ خیر میرا اس سے کیا واسطہ اسے جلدی سے چیف نانگا کی دولت سے لطف اٹھانا چاہیئے اس سے پہلے کہ وہ ختم ہو جائے ۔ وہ تلخی سے ہنس پڑی میرا پہلا ردِعمل خاص تکلیف دہ تھا کیونکہ وہ یہ ساری گفتگو اپنے پندرہ سالہ بیٹے کو موجودگی میں کر رہی تھی کیا وہ جلد گھر آ رہی ہے؟

مجھے علم نہیں ۔ میرا اپنا وہاں کیا ہے؟ جہاں تک میرا تعلق ہے وہ کل آ سکتی ہے گھر موجود ہے وہاں سے سارا انتظام لے سکتی ہے رات بھر موسیقی سن سکتی ہے صبح اس کے جسم سے سگریٹ کے دھوئیں اور سفید لوگوں کی خوشبو آ رہی ہوگی میں اپنی ہنسی نہ روک سکا ۔

آپ اسے مشورہ کیوں نہیں دیتیں ۔ اسے کم از کم ایک سال پڑھانے کا تجربہ حاصل کرنا چاہیئے ۔ مجھے یقین ہے وہ آپ کی بات غور سے سنے گی ۔ وہ ایک کم عمر لڑکی ہے ۔

صبح ہے وہ کل ہی پیدا ہوئی ہے اسے آ کر دودھ پینا چاہیئے اس نے اپنی بائیں چھاتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ نہیں بھائی میں کسی کی اچھی صحت برباد نہیں کر سکتی ۔ جب ایڈی کے باپ نے مجھ سے شادی کی میری عمر اس لڑکی سے آدھی تھی جوں ہی اس کی ماں صحت یاب ہو جائے اسے چیف نانگا کی دولت اڑانی چاہیئے ۔ کھانا پک کر تیار ہو چکا ہے اور سوپ کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی ہے ۔ کوئی اس عورت کو یاد نہیں جس نے اس وقت مشقت کی اور فاقہ کیا جب پیسہ نہیں تھا ۔ اس نے رومال کے کونے سے اپنی آنکھیں صاف کیں اور اسی کے ساتھ ناک صاف کی ۔ اس کا گھر کہاں ہے؟ میں صبح جا کر اس سے بات کروں گا ۔ یہ بات کہنے سے پہلے مت جاؤ ۔ ایڈی کی موجودگی کے متعلق سوچا یہ خطرہ یہ سوچ کر مول لیا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ ہوگا ۔ اگرچہ اس کے خوبصورت چہرے پر ایسی کوئی بات نہیں تھی حالانکہ اس کی ماں کے آنسو بہنے والے تھے ۔ اگر تم پسند کرتے ہو تو جاؤ مسز نانگا نے بجھے ہوئے دل سے کہا لیکن کسی کو یہ نہ بتانا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے مجھے اتنا چھوٹا ہی رہنے دو جتنی بھی ہوں ۔ ایڈی کے متعلق میرا خیال درست تھا ۔ اس نے فوراً لیکن محتاط طریقہ سے ایڈنا کے گھر پہنچنے کا راستہ بتا دیا جو گاؤں کے دوسرے حصے میں تھا ۔

اس نے مجھے مشورہ دیا کہ ان کا ڈرائیور مجھے گاڑی میں چھوڑ آئے گا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اپنے قد کے باوجود ابھی وہ بچہ تھا۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد سرخ زمین اور گھاس پھونس کی چھت والا اوڈوکا کا گھر مل گیا۔ وہ سامنے والے کمرے میں بیٹھا بانسوں پر باندھی جانے والی رسی بنا رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے تین گچھے جن سے وہ رسی بنا رہا تھا۔ اس کے پاس پڑے تھے جو وہ اب تک کر چکا تھا وہ گولے کی صورت میں اس کے پاؤں میں پڑی تھی۔ اس کا کھلا سرا اس کے ہاتھوں میں تھا جس میں وہ اور اضافہ کر رہا تھا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہ اسے سینے پر رکھ کر آخری گانٹھ باندھ رہا تھا۔ اس عمل میں اس کے دانت نکل آئے تھے۔ وہ ایک تنومند جوان تھا اس نے کمر کے گرد کپڑا لپیٹ رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں خوں بار تھیں اور بال سیاہی مائل۔

ہم نے مصافحہ کیا اور میں کرسی پر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ باقی گھر میری پشت پر تھا اس نے متعدد بار خوش آمد کہا اور کام بھی کرتا رہا۔ میرے پاس آج صبح ہی کولانٹ ختم ہو گیا ہے۔

ایک گانٹھ کو نئے سر باندھے ہوئے اس نے کہا جو کھنچنے سے کھل گئی تھی لائٹ کی فکر مت کرو۔ میں نے کہا اور ایک طویل وقفے کے بعد گویا ہوا آپ مجھے نہیں جانتے میں گرائمر سکول میں استاد ہوں۔

ہوں اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا میں جانتا ہوں کہ یہ چہرہ میں نے پہلے کہیں دیکھا ہے ہم نے دوبارہ مصافحہ کیا۔ اس نے خوش آمدید کہا اور ایک مرتبہ پھر کولانٹ ختم ہو جانے پر معذرت کی میں جواب دیا لوگوں کے پاس ہر روز کولانٹ نہیں ہوتی۔

چونکہ گھر کی مالکن ہسپتال میں ہے۔ اس کے لئے ان چیزوں کا خیال رکھنے والا کوئی نہیں۔ اس نے کہا۔ مجھے امید ہے وہ جلد صحت یاب ہو جائیں گی۔ ہمیں اوپر والے کا آسرا ہے۔ موزوں وقفے کے بعد میں نے ایڈنا کے متعلق پوچھا وہ ہسپتال لے جانے کے لئے کھانا بنا رہی ہے۔ اس نے سخت دلیری سے جواب دیا تم میرے داماد کے دوست ہو تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تم بوری سے آئے ہو۔ جی ہاں میں کل ہی وہاں سے آیا ہوں جب تم وہاں سے روانہ ہوئے وہ کیسا تھا۔

بالکل خیریت سے تھے۔

وہ اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس دروازے کی طرف مڑا جو اندر کے دروازوں کی طرف جاتا تھا اور اونچی آواز میں پکارا۔ صحن کے اندرون حصے سے دور سے بجتی ہوئی بانسری کی طرح ایڈنا کی آواز آئی۔ ادھر آؤ اپنے مہمان کو سلام کرو۔ اس کے باپ نے چلّاتے ہوئے کہا جب تک ہم انتظار کرتے رہے اس کی آنکھیں مسلسل مجھ پر لگی رہیں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ نارمل دکھائی دوں میں نے اپنی کرسی پر اپنا رخ بدلا اور باہر کی طرف جاتے ہوئے راستوں کو دیکھا اور اپنے پھر ہونٹ ایسے بنا لئے جیسے سیٹی بجا رہا ہوں۔

آپ کی بیوی کافی عرصے سے ہسپتال میں ہیں۔ میں نے پوچھا۔

تین ہفتوں سے لیکن موسم برسات کے شروع ہونے کے بعد اس کا جسم اس کا اپنا نہیں رہا۔

خدا خیر کرے گا میں نے کہا۔

زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔

اپنی پوزیشن کی وجہ سے میں ایڈنا کو دیکھ سکتا تھا جونہی وہ درمیانے کمرے میں داخل ہوئی خیال ہے اس نے پانی سے منہ دھویا تھا جو اس کی ہتھیلی میں موجود تھا۔ وہ ہماری طرف آتے ہوئے کپڑے سے صاف کر رہی تھی مگر جونہی اس نے مجھے دیکھا کپڑا گرا دیا۔ میرے گلے میں کوئی بڑی سی پھانس اٹک گئی۔ اس نے نگلنے کی ناکام کوشش کی اس نے ایک ڈھیلا ڈھالا بلاؤز پہنا ہوا تھا اور ایک ریشمی رومال سر پر باندھا تھا جونہی وہ سامنے والے کمرے میں داخل ہوئی میرا سارا اطمینان رخصت ہو گیا۔

بیٹھے بٹھائے ہاتھ بڑھانے کی بجائے جو ایک مرد کو زیب دیتا تھا میں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے کوئی عورت انگریز سے ڈر گئی ہو اس نے اپنے چہرے پر ایسا تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جیسے مجھے پہچان رہی ہو۔ میں گرائمر سکول میں استاد ہوں میں نے رندھے ہوئے گلے کے ساتھ کہا ہماری ملاقات اس وقت ہوئی تھی جس دن چیف نانگا نے لیکچر......
اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ اس نے بڑی شان سے مسکراتے ہوئے کہا تم مسٹر سمالو ہو ہاں بالکل میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا جس کے ساتھ آپ کے پاس اچھی یادداشت بھی ہے میں

نے انگریزی میں کہا تاکہ اس کا باپ نہ سمجھ سکے۔

شکریہ۔

شاید لباس یا گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے گزشتہ اکتوبر کے مقابلے میں وہ زیادہ بڑی ہوگئی تھی۔ اب ایک خوبصورت نوجوان عورت تھی۔ اب وہ ایک لڑکی نہ تھی جو کونوینٹ جانے کے لئے تیار بیٹھی ہو۔

بیٹھ جاؤ اس کے باپ نے قدرے بے صبری سے کہا پھر اسے اپنی بیٹی کی طرف مڑتے ہوئے کہا کہ میں اس کے لئے بوری سے پیغام لایا ہوں۔ اس نے اپنی بڑی بڑی گول آنکھیں میری طرف گھمائیں۔ کوئی خاص بات نہیں میں پریشان ہوگیا۔ چیف نانگا نے مجھ سے کہا تھا کہ میں آپ سے ملوں اور آپ کی والدہ کی خیریت دریافت کروں۔

ابھی ہسپتال میں ہیں۔ ایڈنا کے والد نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اب اس کی دواؤں پر خاصی رقم خرچ ہوتی ہے اس بار کساوا' کوکو اور کچھ مکی کاشت نہیں کر سکا ان کی باتوں پر توجہ نہ دو ایڈنا نے مجھ سے کہا خوشی اس کی آنکھوں پر سے پھوٹ رہی تھی۔ وہ اپنے باپ کی طرف مڑی اس نے اپنی بیوی کے ہاتھ آپ کو کچھ بھیجا جو تھا۔ آپ ان سے کہہ رہے ہیں دوبارہ دیکھو اس کے باپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اس نے کل رات تو کھایا ہے مگر آج کچھ نہیں کھائے گی۔ نہیں بیٹی یہی وقت ہے داماد سے فائدہ اٹھانے کا اس وقت کیا کوئی فائدہ نہیں جب وہ اپنی بیوی لے کر چلا جائے۔ لوگ کہتے ہیں اگر تم اس وقت ایک طاقت ور آدمی کی تلوار حاصل کرنے میں ناکام ہو جب وہ زمین پر پڑا تو کیا تم اس وقت حاصل کروگے جب وہ کھڑا ہو جائے گا... نہیں بیٹی میرے اور میرے داماد کے معاملے کو مجھ پر چھوڑ دو وہ برابر دیتا رہے گا اور میں کھاتا رہوں گا جب تک میں کھا کر نہ جاؤں اوپر والے کا شکر ہے جو کچھ یہاں ہے اس میں کمی نہیں کرتا۔ ان کی یہ حرکت معاف کروگے۔ ایڈنا نے انگریزی میں کہا اور پھر اپنی زبان میں وضاحت کی کہ اسے ایک بجے سے پہلے اپنی والدہ کو کھانا پہنچانا ہے مگر نرس اجازت نہیں دے گی وہ مبہم طریقہ سے مسکرائی اور جانے کے لئے مڑی اور مجھے پہلی مرتبہ دیکھنے کا موقع ملا کہ اس کا پچھلا حصہ اتنا ہی بھرپور تھا جتنا اگلا اور غالباً لاکھوں میں ایک تھا میں نے اس وقت تک ہر قدم پر اسے غور سے دیکھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی پھر میں اکیلا اس کے لالچی باپ کے پاس بیٹھا رہا

میں نے اس کے متعلق یہی تاثر لیا تھا کہ بہت لالچی ہے ہم نے بہت کم گفتگو کی ۔ میں خاموش بیٹھا دل ہی دل میں سیٹی بجاتا رہا اور اس کی رسی کو لمبا ہوتے دیکھتا رہا وہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتا رہا۔ جب اس کی معقول لمبائی ہوگئی تو اس نے اسے گولے کے گرد لپیٹ دیا۔

ایڈنا درمیان والے کمرے میں آئی اور وہاں سے اپنے باپ سے پوچھا کہ اس نے اجنبی کو لانٹ پیش کیا میرے پاس نہیں ہے اس نے کہا اگر تمہارے پاس نہیں تو لے آ ؤ ہم کھائیں گے میں نے کل کچھ ہی خریدا تھا میرا خیال ہے میں نے آپ کو بتایا تھا وہ ایک طشتری میں لانٹ لے آئی اور اپنے باپ کو دی اس نے کھانے کی دعا کے بعد ایک لانٹ کو توڑا دو ٹکڑے یکے بعد دیگرے اپنے منہ میں ڈالے بھاری سی چپر چپڑ کے ساتھ کھانے لگا ایسی آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی ۔ اس نے کھانا اور طشتری مجھے دے دی میں نے باقی دو میں سے ایک اٹھایا اور طشتری اس کو واپس کر دی۔

میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آخر میں کیوں بیٹھا ہوں ۔ کیا مجھے چلے جانا چاہئے لیکن یہ کوئی دانش مندی کی بات نہ تھی ۔ کم سے کم مجھے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک ایڈنا باہر نہ آ جائے خواہ تنہائی میں اس سے باتیں کرنے کا موقع نہ ملے ۔ پھر میرے ذہن میں ایک عجیب وغریب تصور آیا اسے ہسپتال تک اپنی سائیکل پر لفٹ کیوں نہ دی جائے ہسپتال دو میل تھا اور میرے بائیسکل کا کیریئر بڑا اچھا تھا۔ اس پر کھانے کی پلیٹیں باندھی جا سکتی تھیں ۔ میں نے اپنے مصروف میزبان سے کہا میں یہاں ہوں تو مجھے جا کر ایڈنا کی ماں کو ضرور دیکھنا چاہئے تاکہ جب میں چیف نانگا کو خط لکھوں تو صحیح صورتِ حال سے آگاہ کر سکوں؟ میری بیٹی جو کچھ کہے اس پر توجہ نہ دینا۔ اس نے کام کرتے ہوئے میری طرف دیکھا میرے داماد کو بتانا کہ اس کی بیوی کی ماں کا علاج بہت مہنگا پڑ رہا ہے یقیناً میں ایسا ہی کہوں گا میں نے بتایا میں اس کے متعلق جو کچھ بھی سوچتا یہ بات مجھ پر عیاں تھی کہ وہ ایسا شخص نہیں تھا کہ اس کی بیٹی تک پہنچنے کے لئے اسے نظر انداز کر دیا جائے۔

ایڈنا میری پیش کش سے قطعاً حیران نہ ہوئی ۔ وہ اعتماد کرنے والی لڑکی تھی جو اچھا شگون تھا۔ میں نے کھانے کے ڈبے کو کیرئر پر باندھا میں گھر کی طرف جانے والے کچے راستے پر سائیکل نہیں چلانا چاہتا تھا۔ میں سائیکل کو پکڑ کر پیدل چلتا رہا جب کہ ایڈنا

سبز اور سرخ لباس میں میرے پیچھے چلتی رہی ڈبے کو کیریئر پر رکھ کر ایڈنا میرے آگے کرنچ کے ڈنڈے پر بیٹھ گئی یہ صورتِ حال خاصی مزیدار تھی لیکن میں بائیسکل اچھی چلاتا ہوں میں نے مسئلے کو اس طرح حل کیا کہ سائیکل کو ایک پاؤں نیچے ٹیک دے کر کھڑا کیا یوں ایڈنا ڈنڈے پر ایک ہو کے کر کے بیٹھ گئی میں نے سائیکل کو آگے دھکیلا اگر میرے پاس اتنا سوچنے کا وقت ہوتا تو اس کو اتنا قریب سے دیکھنے کی خوشی اور اس کے بالوں کی خوشبو مجھ پر غالب پا لیتی۔

مگر میرے پاس وقت نہیں تھا۔ ہسپتال کی سڑک خاصی نامکمل ثابت ہوئی اور آدمی کو تھکا دینے کے لئے کافی تھی جس قسم کی سواری میرے ساتھ بیٹھی تھی، سامنے میں یہ تسلیم نہیں کرنا چاہتا تھا کہ میں ٹھیک گیا ہوں چنانچہ میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر سے تیزی سے سفر کرتا رہا حتیٰ کہ میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور یہ میری حماقت تھی۔ تم بڑے طاقتور ہو ایڈنا نے کہا۔

کیوں؟ میں نے لمبا لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اس وقت میں ایک اور چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ رہا تھا تم پہاڑ جام کی طرح چاٹ رہے ہو۔ میں نے ابھی تک کوئی پہاڑ نہیں دیکھا ہے میں نے سانس چھوڑتے ہوئے جواب دیا۔ اس وقت میں ایک چھوٹے سے پہاڑ سے نیچے اتر رہا تھا۔ یہ الفاظ مشکل سے میرے منہ سے ادا ہوئے اس لمحے ایک احمق بھیڑ اور اس کے ساتھ چار پانچ بچے میری بائیں طرف سڑک پر تیزی سے برآمد ہوئے میں نے تیزی سے بریک لگائی بدقسمتی سے ایڈنا کی طرف میرے بازو پر اس طرح ٹکی ہوئی تھی کہ بریک لگانے میں رکاوٹ بنی ہوئی تھی چنانچہ فقط اگلے پہیے والی بریک مکمل طور پر لگی اور بائیسکل آگے کی طرف سڑک پر گری۔ اس حادثہ سے پہلے ہی ایڈنا چیخ پڑی۔ ابا جی اور وہ سڑک پر گر پڑی۔ جونہی میں کھڑا ہوا میں نے بھاگ کر اسے اٹھایا اور اس کے بعد میں ریتلی سڑک پر سوپ اور کھانے کی حالت دیکھنے کے لئے مڑا میری حالت قابلِ دید تھی میں کھڑے کھڑے ہونٹ کاٹ رہا تھا اور کھانے کی طرف دیکھ رہا تھا آخر ایڈنا نے گھبرائے ہوئے انداز میں قہقہہ لگانے لگی اس سے میری ندامت اور بھی بڑھ گئی۔ میں اس کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا تھا، کھانے کی طرف سے نظریں ہٹائے بغیر میں نے سرگوشی کی مجھے بہت افسوس ہوا۔

تمہاری غلطی نہیں تھی۔اس نے کہا یہ بھیڑ کی غلطی تھی جب میں نے کنکھیوں سے دیکھا کہ وہ جھکی ہوئی تھی میں نے مڑکراس کی طرف دیکھا اس کا گھٹنہ سڑک سے رگڑ گیا تھا ایڈنا ڈیر مجھے افسوس ہے میں نے کہا۔

اس نے گھٹنے کی جگہ سے پکڑے ہوئے فراک کو چھوڑ دیا اور میرے کندھے سے گرد چھاڑی وہاں میری نئی قمیض پر مٹی والا سرخ دھبہ لگ گیا تھا۔

تب اس نے جھک کر کھانے کے ڈبے کو اٹھایا اور اس کے ساتھ لگی ریت کو جھاڑنے لگی سوپ کو سبز پتوں سے صاف کرنے لگی وہ رورہی تھی اور کہہ رہی تھی میری ماں آج بھوک سے مرجائے گی میرے خیال میں اس کے رونے کا سبب وہ کھانا تھا جو سڑک پر گراہوا تھا اور جس سے اس کی غربت کا اندازہ ہوتا تھا ممکن ہے میں غلطی پر ہوں تاہم اس وقت میں خاصا پریشان تھا۔

وہ روٹی اور گوشت سے کام چلاسکتی ہیں؟ میں نے پوچھا۔ہم ہسپتال کے باہر سے خریدلیں گے نہیں میں اپنے ساتھ پیسے نہیں لائی ایڈنا نے کہا۔

میرے پاس کچھ رقم ہے۔حادثے کے بعد پہلی مرتبہ میں نے سکھ کا سانس لیا ہم تمہارے گھٹنوں کے زخم کے لئے مرہم بھی لے سکتے ہیں مجھے بہت افسوس ہے۔ایڈنا۔

دسواں باب

سائیکل کے حادثے کے بعد ایڈنا سے وہ باتیں کہنا جو میرے ذہن میں تھیں قطعی ناممکن تھا تاہم میں نے اس سے یہ بات اگلوالی کہ وہ کرسمس کے صبح مسز نانگا کے گھر جائے گی چنانچہ میں نے بھی ان دنوں وہاں جانے کا فیصلہ کرلیا ناطہ کی آبادی کی دلکشی بہت بڑھ جاتی تھی۔ کرسمس کے موقع پر ہمارے ملک کے دوسرے دیہی علاقوں کی طرح آبادی اور حسن نمائش کے لئے آگے ہوتا گاؤں کے لوگ جو شہروں میں کام کرنے یا تجارت کرنے کے لئے چلے جاتے ہیں۔ بہت ساری دولت کے ساتھ ضرور گھر واپس آجاتے ہیں۔ لیکن غالباً سب سے خوش کن اضافہ چھٹیوں پر آئے ہوئے مختلف سیکنڈری اسکولوں میں ٹریننگ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علم ہوتے ہیں۔ ہم ایسی چھٹیاں گزارنے والے آتے ہیں اور ان کی موجودگی گاؤں کے ماحول کو ایک دم خوش گوار بنا دیتی ہے کیونکہ ان کی وجہ سے اس میں خوش لباس کا کھڑا شامل ہوجاتا ہے اسی صبح جن لڑکوں کو میں نے دیکھا انہوں نے اٹلی کی جین کے جوتے اور تنگ پتلونیں پہنی ہوئی تھیں لڑکیوں نے لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی اور ان کے بال لوہے کے کلپ سے کسے ہوئے تھے میں نے ایک لڑکی کو پتلون پہنے دیکھا جو خاصی جرأت مندانہ بات تھی جب میں تقریباً گیارہ بجے چیف نانگا کے گھر پہنچا تو وہاں ایڈنا موجود نہ تھی اس کے بجائے ایک نوکر کھڑا تھا جس کی شراب آلود سانس دہلیز سے اندر داخل ہوتے ہی ناک سے ٹکرائی تھی وہ مسز نانگا سے انگریزی اور اپنی زبان میں بات کررہا تھا کہ وہ اسے شراب دیں وہ منیلے سے آیا ہوا تاجر لگتا تھا مسز نانگا اس سے بردباری اور سلیقے سے کہہ رہیں تھیں یقیناً وہ اس طرح کا کام پہلے بھی کرچکی تھی امیر ہونے کے بعد ایک دوسال میں آدمی اپنے غریب رشتہ داروں سے برتاؤ کرنا سیکھ جاتا ہے۔

مجھے بیئر لادو۔ اس شخص نے چلاّ کر ہچکی لی۔

مسز چیف نانگا میرا بھائی ہے بہت اچھی شخصیت ہے جسے انگریزوں کی زبان

میں V.I.P کہتے ہیں۔ میں پی آئی وی ہوں۔ (غریب بیچارہ مظلوم) وہ نشہ آور نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔

میں بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکا ہمارے تاجروں کی ہوش مندی اور چالاکی دنیا بھر میں مشہور ہے۔

ہاں۔ میں پی آئی وی ہوں اس نے دہرایا۔ بیئر کی ایک بوتل کی قیمت صرف پانچ شیلنگ ہے۔ چیف نانگا دولت مند آدمی ہے اس نئی عمارت کی طرف دیکھو جو وہ بنا رہا ہے۔ چار منزلہ۔ پہلے کوئی شخص اگر دومنزل عمارت بھی بنواتا تھا تو پورا گاؤں اسے مبارک باد دینے آتا تھا۔ آج میرا عزیز چار منزلہ عمارت بنوا رہا ہے۔ میں اس کی فکر کے بعد اس میں سے اپنا حصہ نہیں مانگ رہا بلکہ صرف بیئر کے لئے کہہ رہا ہوں عام پانچ شیلنگ کی بیئر تم اس سے گھر میں حصہ کیوں نہیں مانگتے مسز نانگا نے اسے اصل مقصد سے ہٹاتے ہوئے کہا کیا کوئی شخص اپنے بھائی کو بس گھر سے بے دخل کر دیتا ہے۔

نہیں ایسا نہیں ہوتا ایک طرف جھکے ہوئے سر کے ساتھ سوچتے ہوئے اس نے کہا میرا ہے تم نے سچ کہا۔

زیر بحث مکان ایک بہت ہی جدید چار منزلہ عمارت تھی جو پہلے والی عمارت کے ساتھ بن رہی تھی۔ اسے بعد میں خبروں کا حصہ بننا تھا۔ جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا یہ عمارت ایک یورپی فرم آنتونیو اینڈ سنز کی طرف سے تحفہ تھی جنہیں چیف نانگا نے حال ہی میں نیشنل اکیڈمی آف آرٹس اینڈ سائنسز کی عمارت کا پانچ لاکھ پاؤنڈ کا ٹھیکہ دیا تھا۔

میرے وہاں تقریباً دو گھنٹے ٹھہرنے کے بعد ایڈنا اس کار میں آہی گئی جو اسے لینے بھیجی گئی تھی۔

اس دوران میں نے تین نوجوان گروہوں اور ان کے نقاب پوش رقاصوں کو تین شلنگ دیے۔ آخری جوان نے اپنے چہرے پر لکڑی کا ماسک پہنا ہوا تھا۔ اس کا پھولا ہوا پیٹ خوب بھرا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے گرد ایک رسی کے زریعہ بڑا ماسک بندھا ہوا تھا جسے اس کے ساتھیوں نے دونوں طرف سے پکڑ رکھا تھا۔

جب نقاب پوش ادھر ادھر رقص کر رہا تھا تو اس کی کمر سے بندھی رسی کھل گئی۔ اس اچانک آزادی سے بھاگ دوڑ اور دھکم پیل کی توقع کی جا سکتی تھی لیکن نقاب پوش نے

کلہاڑی رکھ دی اور اپنے چیلوں کو دوبارہ رسی باندھنے میں مدد دی۔ اس نے اپنا ہتھیار دوبارہ اٹھایا اور رقص شروع کر دیا۔

جب نشے میں مدہوش ملاقاتی کو وعدہ فردا پر ٹال دیا گیا مسز نانگا نے ایک طف کا دروازہ کھولا جو سامنے والے دروازے سے پورچ کی طرف جاتا تھا (غالباً اہم شخصیات کے استقبال کے لئے تھا) اور مجھے اندر جانے اور آرام کرنے کو کہا گیا۔ پھر اس نے ایڈنا کے ہاتھ بیئر کی بوتل اور گلاس بھیجا۔ اس نے خاموشی سے مجھے شراب پیش کی لیکن اس کے بعد وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس کہنیاں ٹکا کر باہر دیکھنے لگی۔

میں نے بیئر پینی شروع کر دی اور متفکر تھا کہ بات کیسے شروع کی جائے۔ میرا خیال تھا کہ چیف نانگا کا گھر غلط جگہ تھی لیکن میں نے سوچا اس سے پہلے کہ اور ملاقاتی آ جائیں مجھے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے میری سوچ کی تصدیق لڑکوں کے ایک اور گروہ کے ڈھول پیٹنے کی آواز سے ہوگئی۔

''ایڈنا آپ آ کر بیٹھتی کیوں نہیں؟'' میں نے ممکن حد تک سنجیدہ آواز میں کہا۔

''میں یہاں ٹھیک ہوں، میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ سڑک پر کیا ہو رہا ہے؟''

''کیا سڑک پر کچھ ہو رہا ہے؟'' میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی کھڑکی کے پاس چلا گیا۔

میں اس کی کمر اپنے بازوؤں کے حلقے میں لینے کے لئے بیتاب تھا۔ لیکن یہ سب کچھ قبل از وقت تھا۔

''لوگ صرف کرسمس کے لئے تیار کئے جانے والے ملبوسات پہنے گزر رہے ہیں''۔

''میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں''، اپنی نشست پر واپس آتے ہوئے میں کہا

''مجھے''۔ اس نے مڑ کر کہا وہ واقعی حیران تھی

''ہاں'' آؤ یہاں بیٹھ جاؤ''۔

''وہ بیٹھ گئی اور میں نے بولنے سے پہلے ایک اور چسکی لی۔

''میں تمہیں ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں، ایک ایسے انسان کی حیثیت سے جس

نے زیادہ دنیا دیکھی ہے اور جو تمہارا بھی دوست ہے'' یہ کہہ کر میں نے سوچا آغاز اچھا ہے' اور گلاس میں سے ایک اور چسکی لی۔ تم بہت بڑی غلطی کرو گی اگر تم اس وقت کسی کو اپنے ساتھ شادی کی اجازت دو۔ تم اتنی چھوٹی ہو کہ' تمہیں ابھی شادی نہیں کرنی چاہیے اور خاص طور پر ایک ایسے ایسے جس کی پہلے بھی ایک بیوی موجود ہو۔''

''اچھا تو ماما نے تمہیں یہ کہنے کے لئے بھیجا ہے؟'' اس نے پوچھا۔'' ماما کون ہے؟ اچھا مسز نانگا؟ کیوں؟ وہ مجھ سے کیوں کہے گی کہ تم سے یہ بات کہوں؟ ۔نہیں ایڈنا تمہاری اپنی بھلائی اسی میں ہے اپنی زندگی برباد نہ کرو۔''

''تمہارا اس میں کیا فائدہ ہے؟''۔

''ہاں میرا کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارے جیسی خوبصورت لڑکی بہت سی بیویوں والے ایک بوڑھے شخص سے شادی کرنے کے بجائے بہتر زندگی گزار سکتی ہے۔''

''تم نے میرے والد سے کہا تھا کہ وہ تمہارا دوست ہے۔''

''اگر وہ میرا بھائی یا باپ بھی ہوتا تو میں یہی کہتا۔ اپنے آپ کو ایک اور موقع دو'اس شخص کا بیٹا تمہاری عمر کا ہے۔''

''عورتوں کی یہی زندگی ہے۔'' اس نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے تمہارے جیسی پڑھی لکھی لڑکی ایسی بات کہہ رہی ہے۔ تم مسلمان لگ رہی ہو۔''

وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی اور دوبارہ کھڑکی کے پاس چلی گئی۔

''اس نے میرا کالج کا خرچہ برداشت کیا ہے'' اس نے کہا۔

''پھر کیا ہوا'' میں نے اکھڑپن سے کہا اور مجھے اس پر دکھ ہوا۔ میں اٹھ کھڑا ہوا اور کھڑکی کے پاس جا کر اس کی کمر کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ اگر میرے بازو لوہے کا گرم ٹکڑا بھی ہوتے تو وہ اتنا شدید ردِعمل ظاہر نہ کرتی۔ وہ تیزی سے پیچھے مڑی اور زوردار جھٹکے سے مجھے پیچھے دھکیل دیا۔ ہم چار قدم کے فاصلے پر کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ اب اس کی نظریں جھک گئیں۔ وہ واپس مڑی اور دوبارہ کھڑکی کے پاس چلی گئی۔

میں اپنی نشست پر واپس چلا گیا۔ کچھ نہ بولنے کا فیصلہ کر لیا۔لیکن میرے اندر کی اکساہٹ زیادہ طاقت ورتھی۔

''ایڈنا۔ میں معافی چاہتا ہوں' مجھے غلط مت سمجھو۔تم سچ کہتی ہو کہ میرا اس تمام سلسلے سے کوئی تعلق نہیں۔میری باتیں بھول جاؤ۔''

یوں لگتا تھا جیسے گھنٹوں بعد اس نے جواب دیا۔''مجھے افسوس ہے اوڈیلی۔'' پہلی مرتبہ اس نے میرا اصلی نام لیا تھا۔میرا خیال ہے اس وقت مجھے خوشی کا گیت گانا چاہیے تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔

''کس بات کا افسوس؟'' میں نے خفگی سے کہا۔

''کیا میں نے تمہارے دل کو ٹھیس پہنچائی ہے۔'' اس نے گول گول آنکھیں گھماتے ہوئے اس طرح معصوم حیرانی سے کہا جس سے پتھر کا دل بھی پگھل سکتا تھا۔میرا دل پگھل گیا۔

''تم مجھے کس طرح ٹھیس پہنچاسکتی ہو۔'' میں نے پوچھا۔اس میں ذرا بھی طنز نہ تھا۔

میں اپنی تھوڑی سی پیش رفت سے مطمئن تھا۔ایڈنا جیسی لڑکی ساتھ اس طرح پھٹ پڑنا مناسب نہ تھا بلکہ باقاعدہ وقفوں سے اس موضوع کو چھیڑنا مناسب تھا لیکن جن دنوں میں اناطہ کے ایک کونے میں بیٹھا چھوٹے چھوٹے ذاتی فیصلے کر رہا تھا' بڑے بڑے واقعات ایک مدت کی تیاری کے بعد سامنے آنے والے تھے جنہوں نے ہم سب کو زندگی کی آسائشوں سے باہر کر دیا تھا۔

جیسا کہ ساری دنیا جانتی ہے غیر ملکی تجارت کے ہمارے وزیر الحاج چیف سینٹر سلیمان وگاڈا نے نئے سال کے پہلے دن ٹیکسٹائل کی اشیاء پر برآمدی ٹیکسوں میں بیس فیصد اضافے کا اعلان کر دیا۔وہ جنوری کو اپوزیشن پروگریسو سٹر پارٹی نے اس بات کی شہادت شائع کر دی کہ کسی نے وزیر کے منصوبوں سے برٹش امیلگا لمیٹڈ فرم کو قبل از وقت آگاہ کر دیا تھا۔انہوں نے دسمبر کے شروع میں ٹیکسٹائل کے تین لدے ہوئے جہاز لانے کا فیصلہ کر لیا۔کابینہ راتوں رات متحارب گروہوں میں تقسیم ہوگئی۔ان میں سے ایک گروہ یہ چاہتا تھا کہ حکومت مستعفی ہو جائے جبکہ دوسرا گروہ' چیف نانگا جیسے لوگ' کہتا تھا کہ معاملے کا تعلق صرف وزیر تجارت سے ہے۔اس لئے اگر استعفیٰ دینے کی بات ہے تو اسے دینا چاہئے۔

ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا جانے لگا۔ ڈیلی میچٹ نے کہانی بیان کی کہ چیف نانگا بھی دو سال پہلے غیر ملکی تجارت کا وزیر رہ چکا ہے۔ اس نے بھی یہی دھاندلی کی تھی۔ اس نے جو دولت ہتھیائی اس میں سے سات منزلہ پر تعیش فلیٹوں کے تین بلاک اپنی بیوی کے نام پر بنائے ہیں جن میں سے ہر ایک پر تین لاکھ پاونڈ خرچ آئے ہیں اور ان میں سے ایک برٹش امیلگا لمیٹڈ نے چودہ سو روپے ماہوار کرائے پر لے لیا ہے۔ پہلے پہلی اس قسم کی کہانیاں طعن و تشنیع میں بیان کی گئیں۔ لیکن دوسرے ہفتے میں تمام اخلاقیات اور احتیاطوں کو بالائے طاق رکھ دیا گیا۔

ملک انتشار کی زد میں تھا۔ ٹریڈ یونینوں اور سول سروس یونینوں نے بہت شور مچایا اور ملک بھر میں ہڑتال کے نوٹس دے دیئے گئے۔ لوٹ مار کے ڈر سے دکانیں بند ہو گئیں۔ افواء کے مطابق گورنر جنرل نے وزیر اعظم کو مستعفی ہونے کے لئے کہا جو بالآخر تین ہفتوں بعد ایسا کرنے پر راضی ہو گئے۔

اسی اثنا میں میکس نے صلاح مشورے اور کامن پیوپلز کنونشن کے افتتاح کے لئے مجھے بوری بلا بھیجا۔ ابھی ہم وہاں پہنچے ہی تھے کہ ہمیں گرفتار کر لیا گیا لیکن ہم نے ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی۔ دوسرے لوگوں کی طرح ہم بھی تشدد کی صورتِ حال پر بہت خوش تھے کیونکہ ہم جانتے تھے کہ آنے والے انتخابات زندگی اور موت کا مقابلہ ہوں گے۔ سات سال کی سست روی کے بعد ہر طرح کی صورتِ حال قابلِ قبول تھی۔ قوم اس چربی زدہ کھال کو اتار دینا چاہتی تھی جو کاہلی کے حریص دنوں میں ان پر چڑھ گئی تھی۔ ان دنوں جو اسکینڈل ہر روز اخباروں میں چھپ رہے تھے۔ ملک میں پریشانی پیدا کرنے کی بجائے ایک طرح کے تہوار کا احساس پیدا کر رہے تھے۔ میری مراد چیف نانگا یا الحاج چیف سینیٹر سلیمان وگاؤ نہیں تھے بلکہ دوسرے سب لوگ تھے جنہیں کچھ نہیں گنوانا تھا۔

میں نئی فوکس ویگن، آٹھ سو پاونڈ نقد اور بہت سی یقین دہانیوں کے ساتھ اناطہ واپس آیا تھا کہ یہاں اور بہت کچھ ملے گا۔ میں ایڈنا سے ملنے سیدھا چلا جاتا لیکن کریم کلر کی چمکدار کار لمبے سفر کی بدولت سرخ گرد سے اَٹ گئی تھی چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ پہلے گھر جا کر اسے دھویا جائے۔ پھر میں اس کے گھر گیا جہاں سے اطلاع ملی کہ وہ ایک اور گاؤں اپنی نانی اماں سے ملنے گئی ہے۔ اس کا باپ کار دیکھنے باہر آیا اور جس طرح اس نے

دیکھا معلوم ہوتا تھا وہ کاروں کے متعلق بہت کچھ جانتا تھا۔ ایک طویل اور بھرپور معائنے کے بعد اس نے اسے کھوا قرار دیا اور کھی کھی کرنے لگا۔ یہ ملاقات ہماری آخری دوستانہ ملاقات ثابت ہوئی لیکن میں آنے والے واقعات کا مزید اندازہ نہیں کرسکتا تھا۔ اس دن میں نے گھر پہنچ کر ایڈنا کو ایک طویل خط لکھا جس میں وہ ساری وجوہات بیان کیں جن کی بنا پر اسے چیف نانگا سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔

جب میں نے پہلی بار اعلان کیا کہ میں چیف نانگا کی نشست پر انتخاب لڑ رہا ہوں تو ہر شخص ہنس دیا۔ ہاں ہر شخص سوائے جونیا جیسے بدمعاش کے۔ وہ ایک رات میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ میری انتخابی مہم میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ مجھے قدرتی طور پر اس سے ہمدردی محسوس ہوئی لیکن میں یہ بھی جانتا تھا کہ ہماری پارٹی میں ایسے شخص کی موجودگی سارا معاملہ ہی ٹھپ کردے گی چنانچہ میں نے اسے بہت نرمی سے سمجھایا کہ ہمارے پاس کوئی ایسا عہدہ نہیں ہے جو اسے پیش کیا جاسکے۔ وہ کچھ دیر خاموشی سے کھڑا رہا اور پھر مجھے دھمکی دی کہ اپنے فیصلے پر پچھتاؤ گے اور اس سے پہلے کہ میں اسے کہتا جہنم میں جاؤ، وہ رات کی تاریکی میں گم ہوگیا۔

چیف نانگا کا حلقہ نمبر 136 پانچ گاؤں پر مشتمل تھا جس میں میرا اپنا گاؤں اردا اور اس کا گاؤں اناطہ بھی شامل تھے۔ میرا خیال تھا کہ اناطہ کو ہیڈ کوارٹر بنا کر جنگ کو اس کی دہلیز تک لے جایا جائے، لیکن پھر میں نے یہ ارادہ تبدیل کرلیا۔ افتتاحی اجلاس کا انتظام سکول کے اسمبلی حال میں کیا گیا جو آخری لمحوں پر مسٹر نویگے نے مسترد کردیا۔ بعض دیہاتی میری باتیں سننے آ بھی گئے تھے۔ جب میں نے ہال بند دیکھا تو مجھے بہت غصہ آ گیا۔ ایک دیہاتی جو میرے ساتھ ہونے والے سلوک سے برافروختہ ہوا تھا آگے بڑھا اور بولا۔

''آپ مسٹر سمالو ہیں''، اس نے کہا۔ ''آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی'' اس کے چہرے پر ہمدردی کے آثار تھے۔ میں نے اس سے مصافحہ کرنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا لیکن ہاتھ ملانے کے بجائے اس نے پھرتی سے میرے سر پر ہاتھ مارا اور میری سرخ ٹوپی گرادی۔ چھوٹے سے ہجوم نے سمجھا کہ مذاق ہو رہا ہے۔ سب ہنسے۔ میں نے تحمل اور بردباری سے کام لیا اور خاموش رہا۔ پھر میں ٹوپی اٹھانے کے لئے جھکا تو اس بدمعاش نے مجھے پیچھے سے ٹھڈا مار کر گرادیا۔ زیادہ زور سے نہیں بلکہ اس طرح کہ میں نے

سر کے بل گرنے کی بجائے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر بچوں کی طرح شدید غصہ میں لڑنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن وہ بزدل دُم دبا کر بھاگ گیا۔ جو لوگ میرے خیال میں مجھے سننے آئے تھے اب وہ تالیاں بجا بجا کر اسے داد دے رہے تھے۔ اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں دشمنوں کے گھیرے میں ہوں۔ مجھے ایک محافظ رکھنا چاہئے۔ لیکن اناطہ میں میرا امتحان ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ اسی رات مسٹر نو یگے نے مجھے بلانے کے لئے ایک لڑکا بھیجا۔ میں جب اس کے مکان پر پہنچا تو اس نے ایک ماہ کی تنخواہ اور میری برطرفی کا نوٹس میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں اس سے کہنے ہی والا تھا کہ اس نے ایک ایسے گھر کو آگ لگائی ہے جو پہلے ہی زمین بوس ہونے والا تھا۔ اس طرح میں نے کسی کی محنت بچالی ہے مگر وہ چنگھاڑا۔

''میرا خیال ہے کہ تم جامے سے باہر ہوتے جا رہے ہو۔'' میرے الفاظ میرے منہ میں ہی دم توڑ گئے۔

''اور تم اپنے کپڑوں سے بھی چھوٹے ہو گئے ہو۔ مسٹر بش می ڈاوَن'' میں نے اس کی حیرت سے پھٹی ہوئی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہنستے ہوئے کہا۔ سہ پہر کے سارے غم و غصے کے بعد میرے لئے یہ پہلی خوشی تھی۔ ''ہاں مسٹر بش می ڈاوَن' تم اپنے کوٹ میں سکڑ گئے ہو۔''

وہ کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ اب وہ مجھ پر حملہ کرنے والا ہے لیکن نہیں وہ ایک اندرونی کمرے کی طرف غالباً اپنی دونالی بندوق لینے بھاگا۔ میں نے اس کا انتظار نہ کیا۔

مجھے بوری سے آئے چار دن ہو گئے تھے لیکن میں ابھی تک مسز نانگا سے نہیں ملا تھا اور نہ ہی ایڈنا سے، اردا ہیڈ کوآرٹر میں منتقل ہونے سے پہلے یہ میرے کام کا آخری دن تھا۔

مسز نانگا سے میرا کوئی خاص کام نہیں تھا۔ لیکن ہمارے درمیان ایک خفیہ دوستی قائم ہو گئی تھی۔ میں نے سوچا اسے الوداعی سلام نہ کرنا بری بات ہے۔ اس ملاقات میں تجسس کا عنصر بھی شامل تھا۔ میں اس کا ردِعمل جاننا چاہتا تھا کہ میں اس کے خاوند کے مقابلہ میں انتخاب لڑ رہا ہوں۔ اس وقت تک میں سیاسی طور پر بھولا بھالا تھا۔ لیکن غالباً وہاں جانے کی سب سے بڑی وجہ ایڈنا کو ایک بار پھر دیکھنا بھی تھا۔

سامنے کا دروازہ کھلا تھا اور میں کھٹ کھٹا کر اندر داخل ہوا۔

''کون؟'' کہیں اندر سے مسز نانگا کی آواز آئی --

''میں-'' میں نے پوری آواز سے کہا۔

''کرسی پر بیٹھ جاؤ-'' اس نے اندر سے ہی کہا۔

میں اندر کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ فوراً ہی اس کے آنے کی آہٹ ہوئی۔ وہ گنگنا رہی تھی۔

میں نے اپنا سر گھمایا۔ اس سے آنکھیں چار ہوئیں۔ وہ دروازے پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

''صبح کا سلام مسز نانگا'' میں نے کہا۔

''تم یہاں کیوں آئے ہو۔''

''میں صرف الوداعی سلام کرنے آیا تھا۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تمہارا سلام نہیں چاہیے۔ سن رہے ہو۔ شکر کرو اس وقت گھر میں کوئی مرد موجود نہیں ہے تم دوپہر کے وقت گھر میں گھس آئے ہو......''

''معاف کیجئے'' میں نے کہا لیکن کچھ اور کہنے کا موقع نہ ملا۔

مسز نانگا نے اچانک بڑے ڈرامائی انداز میں زور زور سے چیخنا شروع کر دیا تا کہ سارا گاؤں سن لے۔ وہ لوگوں کو آواز دے رہی تھی کہ آ کر دیکھو میں گھر میں اکیلی بیٹھی تھی کہ یہ میرا دشمن گھر میں گھس آیا۔ جونہی اس نے سر پر رومال اتار کر اپنی کمر کے ساتھ باندھا میں اپنی کار کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ میں کار تک اس کی چیخ و پکار سنتا گیا۔

تقریباً دوپہر کے وقت میں مسز نانگا کے گھر سے اناطہ مشن ہسپتال کی طرف گیا جہاں میں ایڈنا سے بھی فارغ ہو جانا چاہتا تھا۔ میں نے اپنی کار میں ایک گھنٹے سے زیادہ عرصے میں وہ کام کیا جو مجھے پہلے ہی کر لینا چاہئے تھا۔ میں نے عورتوں کے وارڈ میں جانے کا فیصلہ کر لیا لیکن دربان نے میری کار کو روک لیا۔ میں نے اس کا برا نہ مانا لیکن اس کی بدتمیز سے چڑ گیا اور میں نے اسے بتایا بھی کہ اسے اخلاق کے ساتھ بتا دینا چاہئے کہ جب تک مریض کار میں موجود نہ ہو اس وقت تک کار اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ اس نے محض

نوٹس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پاگل کتے کی طرح چیخنا شروع کر دیا۔

''کیا تم نے نوٹس نہیں پڑھا؟''

''بے وقوف آدمی''، مت چلاّؤ' میں نے کہا

''بے وقوف آدمی'' وہ چیخا''، احمق ہو' کار کی طرف دیکھو' احمق' ناہنجار''

میں نے گیٹ کے باہر کار کھڑی کی اور دَربان کو نظر انداز کرتے ہوئے اندر چلا گیا۔ وہ ابھی تک چیخ رہا تھا۔''ایسے لوگ ہی سڑکوں پر حادثے کر کے روزانہ انسانوں کو مارتے ہیں۔ احمق کہیں گے''۔

جب تک میں وارڈ میں پہنچا اس وقت تک اس شخص کی تند و تیز آواز مجھ پر لعنت ملامت بھیجتی رہی۔ میں نے اس کے غصے اور نفرت کی شدت پر غور کیا جس کی وجہ سے وہ پاگل ہو رہا تھا۔ یہ خاصی پریشان کن اور خوفناک صورتِ حال تھی۔ جب میں وارڈ میں پہنچا اور ایک نرس نے پھرتی سے مجھے بتایا کہ میرا مریض کل فارغ ہو گیا ہے تو میں مرجھا گیا۔ اصولاً میں بے مقصد تکلیف برداشت کرنے کا عادی نہیں۔ تکلیف کو تخلیقی ہونا چاہئے اور اسے کسی نئی' اچھی اور خوبصورت چیز کو جنم دینا چاہئے چنانچہ میں ہسپتال سے ایڈنا کے گھر آ گیا۔ اگرچہ اس کے والد نے تین دن پہلے مجھ سے کہا تھا کہ آئندہ میں کبھی اس کے گھر قدم نہ رکھوں۔ بوری سے واپسی کے بعد پہلی مرتبہ میری قسمت نے میرا ساتھ دیا۔ ایڈنا گھر میں تھی اور اس کا باپ گھر سے باہر تھا۔ شاید وہ گھر کے پچھواڑے رفع حاجب کے لئے گیا ہوا تھا۔ ایڈنا نے مجھ سے درخواست کی کہ میں وہاں سے چلا جاؤں۔

''نہیں''، میں نے کہا۔

''اگر اس نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو قتل کر دے گا۔''

''واہ مزہ آ جائے گا۔ میں نے انگریزی میں کہا''

''اگر تم اب چلے جاؤ تو میں تمہارے گھر ملنے آ جاؤں گی''۔

''تم نہیں آ سکتیں کیونکہ کل صبح میں اناطہ چھوڑ دوں گا۔ مجھے سکول سے نکال دیا گیا ہے۔ تمہاری والدہ کیسی ہیں؟ میں ابھی ابھی ہسپتال سے آ رہا ہوں۔''

ایڈنا کی نظریں مجھ پر اور وسطی کمرے کے دروازے پر گردش کر رہی تھیں۔

جہاں سے اس کا باپ آنے والا تھا۔ وہ ڈر کے مارے واقعی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ میں اس کی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے میں نشے میں ہوں۔ کسی چیز کا نشہ لیا ہو کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا۔

''مجھ پر مہربانی کرو اوڈیلی''، اس نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

سو مرتبہ کہو، مہربانی کرو اوڈیلی، تب میں جاؤں گا۔ میں ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔۔

''تم سمجھتے ہو کوئی ہنسنے والی بات ہے۔ ٹھیک ہے بیٹھے رہو۔''

وہ دوسری کرسی پر بیٹھ گئی اور اپنی خوبصورت چھاتیوں کے نیچے ہاتھ باندھ لئے

''پلیز اوڈیلی''، تیزی سے اٹھی اور ہاتھ ملتے ہوئے بولی

''ایک''

''کیا مطلب؟''

اس نے مایوسی سے کہا۔

''ایک''

اس لمحے اس کا باپ صحن کے اندر آ کر کھنکھارا۔ اس نے زور سے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے باہر دھکیلنے کی کوشش کی۔ میں اس کی ناکام کوشش پر ہنسا اور آرام سے بیٹھا رہا۔ اس کا باپ مکان میں داخل ہو چکا تھا اور ہم اس کے قدموں کی آواز سن رہے تھے۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے؟''

اس کے باپ نے اپنی نگاہیں مجھ پر جما کر پہچاننے کی کوشش کی۔ جب اس نے پہچان لیا تو چند قدم اور آگے بڑھا پھر تقریباً مجھ پر چڑھ آیا۔

''تم کس سے ملنے آئے ہو'' اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔ ''کیا تم وہی نہیں ہو جسے کل میں نے کہا تھا یہاں دوبارہ نہ آنا۔''

''جی ہاں میں وہی ہوں'' میں نے کہا اور بیٹھا رہا اٹھنے تک کی زحمت نہ کی۔

''اچھا ٹھہرو'' اس نے کہا اور جس راستے سے آیا تھا اسی پر لوٹ گیا۔ انہی دنوں میں نے بہت سے لوگوں کو دھمکیاں دیتے دیکھا تھا اس لئے میں خاموش بیٹھا رہا کہ چلو یہ

بھی دیکھ لیں۔'' 'ایڈنا' ماں کہتی بھاگی لیکن دروازے پر باپ کے ساتھ اس کی مڈبھڑ ہوگئی اس نے ایڈنا کو دھکا دیا اور کلہاڑی اٹھائے میری طرف بڑھا۔

''اب بتاؤ تم کس سے ملنے آئے ہو؟''

ایڈنا نے زیادہ زور زور سے چلاّنا شروع کر دیا۔ آخر اس کی بیماریاں لڑکھڑاتی دروازہ تک آ گئی۔ اسی اثناء میں اپنے حملہ آور کو بتا رہا تھا کہ میں اس کے اور اس کے خاندان سے یہ کہنے آیا تھا کہ اپنا ووٹ مجھے دیں۔

''اس لڑکے کا دماغ تو خراب نہیں ہوگیا؟'' وہ خاص طور پر کسی سے مخاطب نہیں تھا۔ اب میں نے کلہاڑی کو آہستہ آہستہ ایک طرف جھکتے دیکھا جس وقت تک ایڈنا کی ماں سامنے آئی خطرہ کافی حد تک ٹل چکا تھا۔

''اسی لڑکے نے مجھے کھانا لا کر دیا تھا'' اس کی ماں نے میری طرف نحیف و نزار ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے اس سے غرض نہیں کہ وہ تمہارے لئے کیا لایا تھا'' اس کے خاوند نے کہا ''میں تو یہ جانتا ہوں کہ وہ میرے داماد کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے''

''وہ کیسے؟'' عورت نے پوچھا اور اس کے خاوند نے وضاحت کی۔ اس نے غور سے سنا کچھ سوچا اور بولی۔

''مجھے اس سے کیا غرض ہے؟ یہ دونوں گھروں کے آدمی ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ کیا کر رہے ہیں، ہم کیا جانیں۔''

ایک گھنٹے بعد جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو ایڈنا کے باپ نے مجھے بہت اچھی نصیحت کی۔

''میرا داماد ایک سانڈ کی طرح ہے'' اس نے کہا اور تمہارا مقابلہ ایسا ہے جیسے چیچڑ کا سانڈ کے ساتھ مقابلہ۔ چیچڑ سانڈ کی پیٹھ سے خون چوس کر اپنا پیٹ بھرتی ہے اور سانڈ جانتا تک نہیں کہ وہ وہاں موجود ہے۔ وہ جہاں بھی جاتا ہے اسے ساتھ لئے پھرتا ہے۔ ایک دن کوا آتا ہے اور سانڈ کی پشت پر بیٹھ کر چیچڑ کو کھینچ نکالتا ہے نصیحت کا بہت بہت شکریہ'' میں نے کہا

''میں نے سنا ہے تمہیں میرے داماد کے خلاف انتخاب لڑنے کے لئے کافی دولت ملی ہے۔'' اس نے بات کو ادھورا ہی رکھا'' اگر تمہارے دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل ہے تو اس رقم سے کوئی مفید کام کرو ورنہ اگر تم ضائع کرنا ہی چاہتے ہو تو میری مدد بھی حاصل کر لینا۔''

میرے لئے یہ حیرت کی بات تھی کہ میرے منصوبوں کے متعلق افواہ کتنی جلدی پھیل گئی بوری سے اس گاؤں تک ٹیلی گرام پانچ دن میں پہنچتا تھا بشرطیکہ متعلقہ عملہ ہڑتال پر نہ ہو یا ٹیلی گرام کے تار کسی طوفان سے نہ گئے ہوں۔ لیکن افواہ تو ایک دن یا اس سے بھی کم عرصے میں پہنچ جاتی ہے۔

جب میں رخصت ہونے کے لئے اٹھا تو ایڈنا مجھے کار تک چھوڑنے اٹھی۔

''تم کہاں جا رہی ہو؟'' اس کے باپ نے ڈانٹا

''انہیں خدا حافظ کہنے''

''کسے خدا حافظ کہنے؟ آج شام میں تم پر ہاتھ اٹھانا نہیں چاہتا۔''

''خدا حافظ'' اس نے دروازے کے پاس سے کہا۔

''خدا حافظ'' میں نے مسکراتے ہوئے جواب دینے کی کوشش کی۔۔

گیارھواں باب

میں نے ذاتی خطرات کے سلسلے میں جس ہمت اور حوصلے کا مظاہرہ کیا تھا گاڑی چلاتے ہوئے اس کے احساس سے میرے اندر اطمینان کی لہر دوڑ گئی تھی جیسے گرم جام پر کھجور کا تیل لگتا ہے۔ پھر جس طرح خدا حافظ کہتے ہوئے ایڈنا نے میری طرف دیکھا تھا، اس سے صاف پتا چلتا تھا کہ میری بہادری رائیگاں نہیں گئی۔ اس لمحے میرا اچانک اس حقیقت سے سامنا ہو گیا جسے میں لمبے عرصے سے ٹال رہا تھا۔ اب مجھے پتہ چلا کہ میرے لئے ایڈنا کی اہمیت اس کی اپنی وجہ سے بڑھ گئی تھی اور انتقام کا سوال بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ میں وہاں اس خیال سے گیا تھا کہ چیف نانگا کے غرور کو پاش پاش کروں گا لیکن اب میں اسے حاصل کرنے کے لئے بخوشی چیف نانگا کا سر بھی قلم کر سکتا تھا۔ یہ بات مضحکہ خیز تھی تمام حالات پر غور کرنے کے بعد میں نے اپنے آپ سے سال کیا۔ کیا میری سیاسی سرگرمیاں خود سے کتنی اہم ہیں؟ یہ کہنا مشکل تھا۔ صورتِ حال خاصی پیچیدہ ہو چکی تھی۔ میرا انتقام، سیاسی عزائم اور لڑکی۔ غالباً ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ میرے مقاصد آپس میں ایسے الجھ جاتے کہ ہر ایک دوسرے کو تقویت دیتے۔ میں اتنا معصوم بھی نہیں تھا تصور کر لیتا کہ ایڈنا سے میری محبت اسے کسی وزیر سے چھیننے کے لئے کافی ہے۔ یہ سچ ہے کہ میرے اندر کچھ اور خوبیاں بھی تھیں مثلاً جوانی اور تعلیم لیکن یہ دولت اور حیثیت کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھیں خاص طور پر جبکہ لالچی باپ کے اختیارات بھی اس میں شامل ہوں۔ مجھے ہر طرح کی اس کمک کی ضرورت تھی جو میں حاصل کر سکتا تھا۔ اگر چہ چیف نانگا کی نشست، پر انتخابات جیتنے کا امکان بہت کم تھا لیکن اس کے خلاف لڑنا اور ممکن حد تک اس کی اصلیت سامنے لانا ضروری تھا تا کہ اگر وہ جیت بھی جائے تو وزیر اعظم کو اسے اپنی کابینہ میں شامل کرنا مشکل ہو جائے۔ ویسے پہلے ہی وہ بہت بدنام ہو چکا تھا یہ بات اسے اور اس کے ساتھیوں کو نا اہل قرار دینے کے لئے کافی تھی لیکن ہم بعض دوسرے ممالک کی طرح اتنے سخت گیر نہیں ہیں۔

اسی لئے ڈی پی سی کو اسکینڈل کی کھوج لگانی پڑتی مبادا کوئی اٹھ کر کہہ دے ''نہیں نا نگانے لوگوں کے تصور سے بھی زیادہ لوٹا ہے'' لیکن یہ محض ایک خواہش تھی۔

میں جب اس موڑ پر پہنچا جہاں چند ہفتوں پہلے میں اور ایڈنا ایک بھیڑ کی وجہ سے ڈرامائی انداز میں گرے تھے، تو میں ملک میں تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور خصوصاً ''اپنے اندر بدلتے رویئے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ میں نے یونیورسٹی میں داخلہ اسی لئے لیا تھا کہ تین سال بعد مراعات یافتہ طبقے کا رکن بن کر باہر آؤں گا جس کی علامت بے شمار تھی۔ میں نے اس کے متعلق اتنا سوچا تھا کہ دوسرے سال ہی میں نے ڈرائیونگ لائسنس حاصل کر لیا تھا اور خریدی جانے والی کار کی ساخت کی ذہنی تصویر بھی بنالی تھی (اس میں ایسا آلہ ہوگا کہ آتے ہی نشستیں بستر میں تبدیل ہو جائیں گی) لیکن آخری سال میں شدید ذہنی خلجان سے گزرا جو جزوی طور پر میرے تاریخ کے انقلابی استاد اور جزوی طور پر ہماری پانچ سالہ پرانی یونین کے اس شعلہ نوا صدر کی بدولت پیدا ہوا تھا جو اب وزارت محنت و پیدوار میں ایک بہت دولت مند سیکرٹری تھا۔ وہ نہ صرف بوری کے امیر ترین اور بدعنوان ترین لوگوں میں سے تھا بلکہ اخبارات کے کہنے کے مطابق وہ ٹریڈ یونین لیڈروں کو بھی جیل میں ڈال دینے کا حامی تھا۔ وہ ہمارے لئے مراعات حاصل کرنے کے مہلک اثرات کی کلاسیکی مثال بن گیا تھا۔ ہم نے یونین بلڈنگ کے فرش پر اس کا پُتلا جلایا تھا جہاں اس نے حکومت کے خلاف عمدہ تقریریں کیں تھیں اور یونیورسٹی انتظامیہ نے چھت کالی کرنے پر ہمیں جرمانہ کر دیا تھا۔ ہم میں سے بہت سے نوجوانوں نے عہد کر لیا تھا کہ وہ بورژوا مراعات سے آلودہ نہیں ہوں گے ہمارے ملک میں جس کی واضح علامت کار تھی اور اب میں یہاں سے حیرت ناک صورتِ حال کا شکار تھا اور ایڈنا کے قول کے مطابق پہاڑوں کو جام کی طرح کھائے جا رہا تھا۔ مجھے امید تھی کہ میں محفوظ ہوں کیونکہ جو شخص برسوں تک خطرات سے بچ نکلنے کے باوجود ایک دن قتل ہو جاتا ہے اپنی تمام احتیاطی تدابیر ضائع کر دیتا ہے۔

جونہی میں گھر پہنچا میرے ملازم پیٹر نے نیلے رنگ کا ایک لفافہ میرے سامنے رکھ دیا۔ لکھائی بہت خوبصورت اور بلاشبہ کسی خاتون کی تھی۔ یہ جوائے کی نہیں تھی (جوائے قریبی سکول میں پڑھاتی تھی) میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس امید پر اسے کھولا کہ یہ

ایڈنا کا ہوگا۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ آدھ گھنٹے پہلے کی ملاقات میں وہ اس کے متعلق بتا سکتی تھی۔

''ایک لڑکا صبح آپ کے جانے کے فوراً بعد بائیسکل پر آیا تھا اور یہ دے گیا ہے۔''ٹھیک ہے''میں نے کہا''جاؤ''۔

میں نے جلدی سے لفافہ کھولنے کی کوشش کی، پھر ہاتھ روک لیا کہ نہ جانے اس میں کیا ہو۔ میں خوبصورت لفافہ بھی ضائع کرنا نہیں چاہتا تھا۔ یہ ایڈنا کا خط تھا۔ اس نے اس کا ذکر کیوں نہیں کیا۔

پیارے اوڈیلی

آپ کا دس تاریخ کا خط ملا اور بغور پڑھا میں آپ کی برادرانہ نصیحتوں کے لئے تشکر کے جذبات کا اظہار نہیں کرسکتی۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ جب آپ پچھلی دفعہ ملنے آئے تو آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ میرے بھائی نے مجھے بتایا ہے کہ میرے والد نے آپ کے ساتھ بہت شرمناک سلوک کیا۔ مجھے سارے واقعہ کا شدید دکھ ہے اور میں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں۔ مجھے علم ہے کہ آپ اتنے نیک اور اچھے دل کے مالک ہیں کہ معافی مانگنے سے پیشتر مجھے معاف کردیں گے۔

آپ نے میری شادی کے متعلق جو کچھ لکھا میں نے دھیان سے پڑھا۔ اوڈیلی، یہ سچ ہے کہ آپ کو مجھ پر ترس کھانا چاہئے۔ میں اس معاملے میں بری طرح پھنس چکی ہوں۔ اگر اب میں پیچھے ہٹی تو میرے والد مجھے قتل کردیں گے۔ چیف نانگا نے جو رقم مجھ پر خرچ کی ہے وہ کہاں سے لائیں گے؟ مسئلہ یہ نہیں کہ میں وزیر کی بیوی کہلانا چاہتی ہوں، بلکہ معاملہ یہ ہے کہ میں اس سلسلے میں مجبور ہوں۔ جس چیز سے دامن نہ چھڑایا جاسکے اسے برداشت کرنا چاہئے۔

میں صرف خوشی کے لئے دعا مانگتی ہوں۔ خدا نے جس شخص کے گھر میں بھی مجھے خوش رکھا میں خوش رہوں گی۔ مجھے امید ہے کہ ہم ہمیشہ دوست رہیں گے کیونکہ گزرا ہوا کل ایک خواب اور آنے والا کل تصور ہے لیکن آج کی دوستی پر گزرے ہوئے کل کو خوشی کا خواب اور آنے والے کل کو امید کا تصور بنادیتی ہے۔

خدا حافظ اور محبتوں کے ساتھ

تمہاری مخلص

ایڈنا اوڈو

مکرر= میرے بھائی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے نئی کار خریدی ہے۔ مبارک ہو۔ امید ہے کہ بائسیکل والے حادثے کی یاد میں آپ ایک دن مجھے اس کار میں گھمائیں گے۔ (قہقہے)

اس پر کل کی تاریخ درج تھی وہ یقیناً مجھ سے توقع کر رہی ہوگی کہ میں اس خط کا ذکر کروں یا شاید وہ میری حفاظت کے لئے زیادہ متفکر ہوگی۔

میں نے اس خط کو ایک بار کھڑے ہو کر، پھر بیٹھ کر اور آخری مرتبہ لیٹ کر پڑھا۔ اس میں کچھ ایڈنا تھی (مثلاً کل کے واقعہ کی جزئیات) اور کچھ نہیں تھی۔ یہ کسی پیشہ ور خطوط نویس سے لکھوایا گیا تھا۔ مجھے ایک ''محبت نامے کا رائٹر'' نامی کتاب یاد ہے جو سکول کے دنوں میں ہمارے درمیان بہت مشہور تھی۔ یہ کٹا کی کے ایک مہم جُو تاجر نے چھاپی تھی۔ اس کے پہلے صفحے پر یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ اس کی پانچ لاکھ کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔ میرے خیال میں یہ بتانا مقصود تھا کہ اس کی صرف چند سو کاپیاں فروخت ہوئی ہیں بعض غیر ملکیوں کا خیال ہے کہ ہم شماریات کے معاملے میں خاصے مضحکہ خیز ہیں۔ جن دنوں میں یونیورسٹی میں پڑھتا تھا ایک دن ایک پرانا ڈسٹرکٹ آفیسر جو میرے والد کے ساتھ بہت عرصہ پہلے کام کرتا تھا ہمارے گھر آیا۔ وہ سالہا سال کی ریٹائرمنٹ کے بعد ہمارے علاقے میں کوآپریٹو کے مشیر کی حیثیت سے دورے پر آیا تھا اور اپنے پرانے ترجمان سے ملنا چاہتا تھا۔ جب وہ دیوان خانے میں گفتگو کر رہے تھے۔ میرے چھوٹے سوتیلے بہن بھائی اس نئے ملاقاتی کے سامنے جلوس کی شکل میں پھرتے رہے حتیٰ کہ وہ میرے والد سے پوچھنے پر مجبور ہو گیا کہ اس کے کتنے بچے ہیں۔

''تقریباً پندرہ'' میرے والد نے کہا'

''تقریباً'' آپ کو یقینی طور پر معلوم نہیں؟''

میرا والد کھسیانی ہنسی ہنسا اور دوسری باتوں میں دلچسپی لینے لگا۔ یقیناً اسے معلوم تھا کہ اس کے کتنے بچے ہیں لیکن لوگ اپنے بچے اس طرح نہیں گنتے جس طرح وہ اپنے جانور یا کچالو گنتے ہیں۔ یہی بات ہمارے ملک کی آبادی کے متعلق بھی کہی جاسکتی ہے۔

لیکن ایڈنا کے خط کے جو حصے اس کے اپنے لکھے ہوئے نہیں تھے ان کو نکال کر میں باقی خط کا لفظ بہ لفظ تجزیہ کرنے لگتا کہ پتہ چل سکے کہ اس کے دل میں میری کیا وقعت ہے۔ سب سے پہلے ''پیارے اوڈیلی'' مایوس کن تھا۔ میں نے اپنے خط میں لکھا تھا ''میری سب سے پیاری ایڈنا اور اگر دلچسپی دوطرفہ تھی تو اسے اسی انداز میں جواب دینا چاہے تھا یا اس سے ایک درجہ کم جو یوں ہوسکتا تھا ''میرے پیارے اوڈیلی''۔ تاہم مجموعی طور پر خط میں بعض جگہ جذبات کا اظہار کیا گیا تھا مثلاً میں ''میٹھے خوابوں کے الفاظ پر خاصا زور دینے لگا۔ بہرحال اس خط نے مجھے چیف نانگا سے لڑنے کا حوصلہ دے دیا۔

جونہی میں اپنے گاؤں لوٹا۔ میں نے باڈی گارڈ کا بندوبست کرنا شروع کر دیا۔ میں نے کچھ آدمی رکھ لئے جن کا قائد ایک شخص پونی فینس تھا جو ہمارے گاؤں میں نجانے کہاں سے آیا تھا۔ حتیٰ کہ اس وقت وہ ہماری زبان بھی نہ بولتا تھا لیکن اب وہ بول سکتا تھا مگر ملی جلی زبان کو ترجیح دیتا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کے بازو میں دو کے بجائے ایک ہڈی تھی لیکن کہانی کچھ ایسی ہی شدید تھی۔ بعض اوقات وہ پاگلوں کی طرح برتاؤ کرتا تھا جس کا وہ بھی کھلے عام اعتراف کرتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ لڑکپن میں ایک حادثے کی وجہ سے ایسا ہوا جب وہ آم کے درخت سے سر کے بل گر پڑا تھا۔ میں نے اسے دس پاؤنڈ مہینہ اور کھانے پر رکھ لیا۔ یہ خاصی دریا دلی تھی تین مددگار اس سے کافی کم کماتے تھے۔ میں اپنی انتخابی مہم میں جہاں بھی گیا، بونی فینس میرے ساتھ آگے بیٹھا اور اس کے تین مددگار پیچھے۔ جوں جوں ہمارا سفر خطرناک ہوتا گیا میں اپنے دفاع کے لئے کچھ نہ کچھ اسلحہ رکھنے پر آمادہ ہوگیا۔ ہمارے پاس پانچ پستول، کچھ خالی بوتلیں اور پتھر تھے بعد میں ہم دوڈبل بیرل بندوقیں رکھنے پر مجبور ہوگئے۔ میں کچھ ہنگاموں کے بعد بہتر ردوکد کے بعد اس پر راضی ہوا جب ہمارے خلاف ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مثلاً بعض اونی قسم کے بدمعاشوں کی طرف سے جو اپنے آپ کو چیف نانگا کا دستہ یا نانگا کہتے تھے دھمکیاں آنے لگی روز بروز ضلع بھر میں اس نانگا وانگا کی نئی شاخیں کھلتی جا رہی تھیں۔ ان کا نظریہ تھا ''ترقی پسندی کے تمام دشمنوں کو ختم کردو''۔ اور اصلی نانگا ازم کی آبیاری کرو۔ ان لوگوں کے ایک بلے کارڈ پر لکھا تھا ''نانگا ازم زندہ باد'' سمالو غدار ہے'' میں نے پہلی مرتبہ اپنا نام ایک بلے کارڈ پر لکھا دیکھا تھا میرا سر فخر سے بلند ہوگیا ایک بار پھر دلچسپ واقعہ یہ ہوا کہ سڑکوں پر رکاوٹ کھڑی کرنے والے لوگوں نے اسی وقت ادھر ادھر جب لوگ اکھٹے

تھے اس وقت بونی فینس باہر نکلا اور ان کے دو لیڈروں کو گریبان سے پکڑ کر ان کا سر آپس میں ٹکرا دیا اور انہیں دھکا دے کر زمین پر گرا دیا۔ یوں دکھائی دیتا تھا جیسے کیلے کے پیڑ کے تنے کٹ کر گر گئے ہوں۔ اسی طرح پہلی مرتبہ مجھے کامیابی ملی اور میں نے پلے کارڈ جس پر میرا نام لکھا تھا چھین لیا۔ لیکن میری کار پر خشت باری سے انہوں نے اس کی ونڈسکرین توڑ دی بات تو عجیب ہی تھی لیکن اس وقت سے میں مخالفانہ پلے کارڈ بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ اگر وہ نظر نہ آتے یا کم نظر آتے تو مجھے بہت مایوسی ہوتی۔

ایک دن علی الصبح بونی فینس اور اس کے ایک بہادر ساتھی نے مجھے نیند سے بیدار کیا اور پچیس (25) پاؤنڈ کا مطالبہ کیا۔ مجھے پتہ تھا کہ اس کاروبار میں کچھ نہ کچھ کر دیں۔ پھر ہم نے ایک پاؤنڈ عدالتی کلرک کو دیا ہے کیونکہ کیس اس کے پاس پہنچتا ہے۔ پھر ہم نے دو پاؤنڈ......''

''ٹھیک ہے' میں نے کہا'' تمہیں پچیس پاؤنڈ کس لئے چاہئیں۔

''لوگ کہہ رہے ہیں کہ چیف ناگاکل بوری سے واپس آ گیا ہے''۔

''کیا تم اسے بھی رقم دینا چاہتے ہو؟'' میں نے استفسار کیا۔

''یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔ ہم کچھ لوگوں کو رقم دینا چاہتے ہیں جو اس کے گھر جا کر رات کو اس کی کار کو آگ لگا دیں۔''

''کیا؟ نہیں ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے'' ایک منٹ کی خاموشی چھا گئی۔

''دیکھو دوست' میں تمہیں بتا دوں اگر تم اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہو تو گھر جا کر آرام کرو۔ تم اس معاملے میں زیادہ شرافت کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ کوئی بھی کسی کو شرافت سے وزارت نہیں دے گا۔''

میری سیاسی سرگرمیوں کے متعلق میرے والد کے رویئے نے مجھے خاصا پریشان کیا۔ جیسا کہ میں نے پہلے ہی بیان کر چکا ہوں' وہ ہمارے گاؤں اردوا میں پی-او-پی کے مقامی چیئرمین تھے چنانچہ مجھے توقع تھی کہ ہم ایک چھت کے نیچے اکٹھے نہیں رہ سکتے لیکن میں غلطی پر تھا۔ ان کا نظریہ تھا کہ (جسے انہوں نے زیادہ الفاظ میں بیان نہیں کیا) سیاسی زندگی کا اصل مقصد ذاتی مفادات کا حصول ہے۔ یہ ایسا تصور تھا جو بڑے ذہنوں (جیسے

میکس اور مین) کے سوا ساری ملکی سطح پر عام تھا۔ میرے والد نے جو واحد تبصرہ کیا وہ یہ تھا کہ میری ''نئی'' پارٹی چیف نانگا کے خلاف لڑنے کے لئے کافی رقم دینے کو تیار ہے؟ وہ کچھ مشکوک دکھائی دیتے تھے۔ لیکن اس پارٹی سے میں نے آج تک جو کچھ لیا تھا وہ اس سے خاصے مطمئن بھی تھے مثلاً کار جواب وہ بھی میری ہی طرح استعمال کر رہے تھے۔ چنانچہ ہمارے درمیان کشیدگی کم ہوگئی لیکن ہر چیز جلد ہی بدل گئی۔

ہم دوپہر کے وقت گھر کے بیرونی حصے میں بیٹھے کل کے اخبارات پڑھ رہے تھے، جو میں ایک مقامی نیوز ایجنٹ اور حجام جوکی سے لایا تھا کہ میں نے چیف نانگا کی کیڈلک آتے دیکھ کر سوچا گھر کے اندر چلا جاؤں لیکن میں نہیں گیا۔ وہ میرے گھر آرہا تھا اسی وقت اگر کسی کو گھبرانا چاہئے تھا تو وہ خود تھا۔ میں نے اپنے باپ کو، جو کار کو پریشان نظروں سے دیکھ رہا تھا، بتایا کہ یہ چیف نانگا ہے۔ وہ جلدی سے اپنے جسم کے اوپر والے حصے کو ڈھانپنے چلا گیا۔ گھبراہٹ میں اپنا تہمند باندھا اور ایک پھیکی پھیکی مسکراہٹ سے اس کا استقبال کیا۔ میں جہاں بیٹھا تھا وہیں بیٹھا رہا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پڑھ رہا ہوں۔

''ہیلو اوڈیلی، میرے عظیم دشمن۔'' چیف نانگا نے مصنوعی خوش خلقی سے کہا جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

''ہیلو'' میں نے غیر لچک دار آواز میں کہا۔

''کیا تمہاری چیف نانگا سے کل ملاقات ہوئی تھی؟'' میرے باپ نے پوچھا

''آپ اس کا برا نہ مانئے'' ہم مذاق میں ایک دوسرے کو سخت الفاظ کہتے رہتے ہیں جو لوگ ہماری اس عادت سے واقف نہیں وہ سوچتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کا گلا کاٹنے والے ہیں''۔

میں اپنی کرسی پر اور زیادہ دھنس کر بیٹھ گئے اور اخبار کو اونچا کر لیا۔ اس نے مجھے دو چار مرتبہ پھر باتوں میں لگانے کی کوشش کی لیکن میں نے اپنا منہ کھولنے سے قطعی انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ میرا باپ احمقانہ انداز میں برس پڑا اور میرے قریب آیا جیسے مجھے مارنے لگا ہو۔ ہم دونوں کی خوش قسمتی سے اس نے ایسا نہیں کہا۔ اچھا ہی ہوا ورنہ میرے لئے یہ فوری تباہی کا پیش خیمہ بن جاتا کیونکہ جس شخص نے اپنے باپ پر ہاتھ اٹھایا اس کی بات کوئی نہیں سنتا۔ بعد میں جب میں نے اس کے متعلق سوچا تو مجھے یہ سوچ کر خوشی ہوئی کہ چیف نانگا جو

اتنی بک بک کر رہا تھا خاموش ہوگیا تھا۔ یقیناً وہ دعا مانگ رہا ہوگا کہ میرے باپ کا غصہ اپنی آخری حد چھو لے۔ جب اس نے محسوس کیا کہ اس کی دعائیں پوری نہیں ہوں گی تو بناوٹی انداز میں اس نے کہا۔

اوڈیلی کے متعلق فکر نہ کیجئے جناب۔ اگر ایک نوجوان' نوجوانوں والا برتاؤ نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا؟'' پہلے اسے اپنا گھر بنانا چاہئے تاکہ وہ اپنا سر وہاں کسی برتن میں ڈالے یہاں میرے گھر ایسا نہیں ہوسکتا اگر وہ میری عزت نہیں کرتا تو اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ اپنے اہم مہمان کی توہین کرے؟''

''کوئی بات نہیں جناب۔ میں یہاں مہمان نہیں ہوں۔ میں اسے اپنا گھر سمجھتا ہوں اور آپ کو اپنا سیاسی باپ مانتا ہوں۔ ہم نے بوری میں جو کچھ حاصل کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس گھر میں ہمارے پیچھے آپ جیسے لوگ ہیں۔ یہ نوجوان لڑکے میرے متعلق بکواس کرتے پھر رہے ہیں وہ کیا جانتے ہیں؟، وہ سنتے ہیں کہ چیف نانگا نے دس فیصد کمیشن رکھ لیا ہے اور پھر اپنا سر پھوڑنا شروع کر دیتے ہیں خوب غل غپاڑہ مچاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ تمام کمیشن پارٹی کے فنڈز میں جمع کر دیا جاتا ہے---''

میں نے اخبار کو تھوڑا سا نیچے کر لیا تاکہ کچھ کہہ سکوں

''بالکل ٹھیک ہے''، میرے باپ نے جان بوجھ کر کہا' لیکن میں ان کا چہرہ دیکھ کر کہہ سکتا تھا کہ انہوں نے یہ علم اپنے ارادے کے زور سے حاصل کیا تھا۔ پہلے تو وہ چیف نانگا کی دلیل سے حیران ہوگیا لیکن پھر میرے خیال میں اسے احساس ہوا کہ پی-او-پی کے مقامی چیئرمین کی حیثیت سے اسے کچھ اور بھی کہنا چاہئے۔ جیسے قانون شکنی کرتے ہوئے انسان جو کچھ جانتا ہے اور جو اسے جاننا چاہئے ایک ہی بات ہے۔

میرے خیال میں تمہاری نئی چار منزلہ عمارت پارٹی کا ہیڈکوارٹر ہوگی۔'' میں نے اپنے اخبار کو نیچے رکھتے ہوئے کہا۔

''قابلِ احترام وزیر تم سے مخاطب ہیں'' میرے والد نے مجھے ڈانٹا

جی میں جانتا ہوں میں ان سے مخاطب ہوں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ سب کچھ میرے علم میں ہے جو کچھ وہ جانتے ہیں مثلاً ہم سب کو معلوم ہے کہ بسیں پارٹی کے لئے ہیں اور درآمدی ڈیوٹی---''

''خاموش رہو''۔میرا باپ چلّایا۔

''چھوڑ دیں جناب' جب یہ اپنی جہالت کی تشہیر ختم کرے گا تو میں اسے بتاؤں گا۔''

میں کہنا چاہتا تھا کہ وہ جا کر اپنی ماں کو بتائے لیکن میں خاموش رہا۔

''مسٹر قوم پرست-تم نے اپنی تقریر ختم کر لی؟ جو نہ جانتا ہو اور اپنی لاعلمی کو بھی نہ جانتا ہو' احمق ہے''۔

چیف اس کی باتوں کا برا نہ مانئے وہ میرا بیٹا ہے لیکن میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ اس جیسا اگر میرا ایک بیٹا اور ہوتا تو میں بہت پہلے مر گیا ہوتا۔آیئے اندر چلیں'' میرا باپ اسے لے کر گھر کے اندر تاریک دیوان خانے کی طرف چلا گیا۔پتھر اور سیمنٹ کی بنی ہوئی یہ عمارت جو کبھی اردو ا کی سب سے بہترین اور جدید عمارت تھی' اب جب عمارتوں کی بات ہوتی ہے تو اس کا نام تک نہیں آتا۔یہ اپنی بلند و بالا چھتوں سمیت پرانی ہو چکی ہیں جس میں لوہے کی اتنی چادریں ہیں کہ دوسرے دو مکانوں کے لئے کافی ہیں۔کسی دن کوئی لکڑی کی کھڑکیاں بدل کر ان میں شیشے کی کھڑکیاں لگا دے گا تا کہ کمروں میں زیادہ روشنی آ سکے۔غالباً یہ کوئی میں ہوں گا۔

میں بیرونی عمارت میں اپنے کامیاب حملے پر بہت شادماں بیٹھا رہا جس نے میرے باپ اور اس کے اہم مہمان کو ہوادار اور آرام دہ کمرے سے تاریک کمرے میں بٹھا دیا تھا—

تقریباً آدھے گھنٹے بعد میرا باپ گھر کے سامنے والے کمرے میں آیا اور میرا نام لے کر پکارا۔

''جی''میں نے پوری عزت سے مگر بغیر اٹھے کہا۔

''ادھر آؤ''، میں نے کھڑا ہونے اور وہاں تک جانے میں کچھ وقت لیا' وسکی اور سوڈے کی بوتل کمرے کے درمیان میز پر پڑی تھی۔چیف نانگا کا گلاس آدھا بھرا ہوا تھا۔جب کہ میرے والد کا حسبِ معمول خالی تھا۔

''بیٹھ جاؤ''اس نے مجھ سے کہا''ہم انسانوں کو کھا نہیں جاتے''میں اس کے

لہجے میں خوشی دیکھ کر چونکا میں بیٹھ گیا اور دکھاوے کے لئے چیف نانگا کی طرف دیکھا تک نہیں۔ میرے والد نے الفاظ ضائع کئے بغیر کہا۔

''جب کوئی پاگل آدمی ننگا پھرتا ہے تو اس کی بجائے اس کے رشتہ داروں کو شرمندگی ہوتی ہے۔ اسی طرح میں چیف نانگا سے تمہاری طرف سے معافی مانگتا رہا ہوں۔ تم ان کے گھر مدد طلب کرنے' ان کا کھانا کھانے اور پھر ان کے منہ پر تھوکنے کیوں گئے تھے؟ــــ مجھے اپنی بات ختم کرنے دو۔ تم نے مجھے ایسی کوئی بات نہیں بتائی کہ تم نے انہیں سرِ عام گالیاں دیں اور ان کے خلاف سازش کرنے کے لئے ان کا گھر چھوڑا--- میں نے کہا نا مجھے پہلے ختم کرنے دو۔ مجھے اس بات پر حیرت نہیں کہ تم نے مجھ سے سب کچھ چھپایا۔ تم مجھے کبھی کچھ نہیں بتاتے۔ تم ایسا کرو بھی کیوں؟ کیا میرا یقین عہد نامہ قدیم پر نہیں ...... مجھے بات ختم کرنے دو۔ تمہارے برے سلوک کے باوجود چیف نانگا تمہارے لئے کوشش کرتے رہے اور تمہارے گھر تمہاری تعلیم کے لئے وظیفہ لے کر آئے ہیں ان کی مہربانی پر میں حیران ہوں۔ میں خود ایسا نہیں کرسکتا۔ اس کے علاوہ وہ دوسو پچاس پاؤنڈ بھی لائے ہیں اگر تم اس کاغذ پر دستخط کردو''۔ اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں اٹھا رکھا تھا۔

''یہ مت سمجھنا کہ میں مداخلت کر رہا ہوں جناب'' چیف نانگا نے کہا، ''میں نہیں چاہتا کہ اوڈیلی مجھے غلط سمجھے'' وہ میری طرف مڑا۔ ''میں تم سے نہیں ڈرتا۔ اس ملک کا ہر شخص جانتا ہے کہ تم بری طرح ہار جاؤ گے۔ تم اپنی جمع شدہ رقم ضائع کردو گے اور بدنامی الگ مول لو گے۔ میں یہ رقم صرف اس لئے تمہیں دے رہا ہوں کہ مجھے احساس ہے کہ اپنے لوگوں کی برس ہا برس کی خدمت کے بعد میں بلا مقابلہ انتخاب جیتنے کا مستحق ہوں اس لئے کہ بوری میں مجھے بدنام کرنے والوں کو بھی پتہ چل جائے کہ میرے علاقے کے لوگ میرے ساتھ ہیں۔ میں تمہیں یہ رقم اس لئے دے رہا ہوں۔ ورنہ میں تمہیں اکیلا چھوڑ دیتا تاکہ تمہیں عبرت حاصل ہو اور آئندہ جب کبھی دوبارہ انتخابات کا سنو تو بھاگ جاؤ۔ مجھے علم ہے کچھ غیر ذمہ دار لڑکوں نے تمہیں پیسے دیئے ہیں۔ اگر تم میں کچھ عقل ہے تو اس رقم سے اپنے بہن بھائیوں کی تربیت کردو یا کوئی اور مفید کام کرو''۔

حیرت انگیز طور پر میں خاموش رہا۔ درحقیقت میں اس وقت ایڈنا کے متعلق

سوچ رہا تھا۔ لیکن میں نے یہ بھی دیکھا کہ میرے باپ نے ناک بلند کر کے غرور سے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا جو میں نے کی ہی نہیں تھی۔ اس کے بچوں کی تربیت کرنے کی میری نیت بھی نہیں تھی۔

''ہمیں معلوم ہے یہ دولت کہاں سے آ رہی ہے۔ نانگا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ یہ مت سمجھنا کہ ہم جانتے نہیں۔ ہم انتخابات کے بعد ان سے نمٹ لیں گے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ یہاں غیر ذمہ دار لوگوں کو پیسہ دے کر ایک آئینی حکومت کا تختہ الٹ دیں گے۔ ہم انہیں دیکھ لیں گے۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو جو تمہارے ہاتھوں میں آ چکا ہے تم اسے کھا سکتے ہو۔ تمہارے دوست میکسویل کلامو میں زیادہ عقل ہے۔ وہ پہلے ہی رقم لے کر چیف کوکو کے حق میں بیٹھ جانے پر رضامند ہو گیا ہے۔''

''ناممکن''۔

''ذرا اسے دیکھئے۔ اسے یہ بھی علم نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے عظیم سیاستدان۔ تم یہاں اپنے گاؤں میں پڑے اپنی باری کے منتظر رہو اور تمہارے دوست یوری میں بینک میں دولت جمع کرانے میں مصروف ہیں۔ بہرحال اب تم لڑ کے نہیں ہو۔ میں نے پوری کوشش کی ہے تمہارے باپ اس کے عینی شاہد ہیں اپنی دولت سمیٹو اور وظیفہ لے کر مزید کتابیں پڑھنے چلے جاؤ۔ قوم کو تمہارے جیسے ماہرین کی ضرورت ہے۔ سیاست کے اس کھیل کو ہمارے واسطے چھوڑ دو جو اسے کھیلنا جانتے ہیں''۔

''تمہیں جواب چاہئے؟ جلی حروف میں؟ ''نہیں'' تمہارا خیال ہے ہر شخص کو چند گندے پاؤنڈوں سے خریدا جا سکتا ہے۔ تم زبردست غلطی پر ہو۔ میں تمہارے ساتھ سڑک پر اور گاؤں میں جنگ کروں گا خواہ تم پوری سی۔ پی۔ سی کو کیوں نہ خرید لو۔ میں دیکھ رہا ہوں تم اپنا چہرہ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں تمہاری آنکھوں میں خوف کے سائے دیکھ رہا ہوں۔ اگر تم خوف زدہ نہیں ہو تو مجھے دھمکانے کے لئے بدمعاش کیوں بھیجتے ہو۔ تمہارے کرائے کے غنڈے میرے نام کے بلے کارڈ اٹھائے کیوں پھر رہے ہیں مجھے افسوس ہے۔ تم اپنی رقم لے کر یہاں سے نو دو گیارہ ہو سکتے ہو۔ گنوار انسان۔''

''اوڈیلی''

مجھے وہاں سے فوراً نکلنا پڑا۔ کیڈلک کے پاس سے گزرتے ہوئے میں نے اس

میں چار پانچ لفنگے دیکھے ان میں سے ایک واقف لگتا تھا۔ اگرچہ میں انہیں غور سے دیکھنے کے لئے قریب نہیں گیا۔

میں جانتا تھا کہ میکس کا پیسے لے کر پیچھے ہٹ جانا جھوٹ تھا لیکن مجھے حیرت اس بات کی تھی کہ اب تک میرے حلقے میں انتخابی مہم شروع کرنے کیوں نہیں آیا تھا۔

بارھواں باب

''ہوسکتا ہے ایک پاگل کسی وقت سچی بات کہہ دے''، میرے باپ نے کہا'' لیکن غور سے اسے دیکھو اور غور کرو تو جلد ہی وہ کوئی ایسی بات کردے گا جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ اس کا دماغ خراب ہے۔ بیٹے' تم نے دوبارہ اپنی اصلیت ظاہر کردی ہے۔ جب تم کار میں گھر آئے تو میں نے سوچا اچھی بات ہے تمہاری عقل ٹھکانے آ گئی---- لیکن مجھے پتہ ہونا چاہئے تھا۔ تم واقعی چیف نانگا کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو؟ ایسا کام کرو جس سے واپسی بھی ممکن ہو' تم نے تین چار سو کیوں نہیں مانگے ؟ مگر تم یہ کام کیوں کرو گے؟ اگر ایسا کرو تو تمہارا نام اوڈیلی کیسے ہوگا۔ نہیں' تم تو اس شخص کو ذلیل کرنا چاہتے تھے جو تمہارے پاس دوست کی حیثیت سے آیا تھا ایک بات کا ڈر۔ تمہارا خیال ہے کل وہ پھر دو سو پچاس پاؤنڈ لے کر آئے گا اور تم سے التجا کرے گا کہ تم نے زمین و آسمان دونوں کھو دیئے ہیں —؟

''آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں نقصان تو میرا ہوا ہے اور آپ کا تو نہیں ہوا آپ پی-او-پی میں ہیں اور میں سی-پی-سی میں —''

''تمہیں اس وقت تک میری جلی کٹی سننی پڑے گی جب تک تم اوڈیلی کمالو ہو یا جب تک میں اس دنیا سے نہ اٹھ جاؤں۔''

میں اس وقت نرم پڑ گیا۔ میں ہمیشہ اس وقت جذباتی ہو جاتا ہوں جب وہ لوگ نظر نہ آ رہے ہوں جنہیں تلاش کیا جا رہا ہو۔ میں نے فوری طور پر کوئی جواب نہ دیا۔ جب جواب دیا تو یہ زیادہ مصالحانہ انداز میں تھا۔

''تو گویا آپ کی پارٹی وزیروں کو اجازت دیتی ہے کہ رشوت دیں اور لیں۔

''کیا؟'' اس نے چونک کر کہا۔ میں ان کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا اس لئے مجھے پتہ نہ چل سکا کہ وہ اونگھنے لگے تھے۔ چیف نانگا کہہ رہا تھا کہ ٹھیکوں سے جو دس فیصد کمیشن حاصل ہوتا ہے وہ آپ کی پارٹی کو دیتا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟''

''اگر کبھی نہنگ پانی سے نکل کر آئے اور تمہیں بتائے کہ مگر مچھ بیمار ہے۔ تو کیا تم اس کی بات پر شک کرو گے''۔

''اچھا'' اس مرتبہ میں نے انہیں اونگھتے دیکھا اور مسکرا دیا۔

اگلے روز میکس اور ہماری مہماتی ٹیم بوری سے گاؤں پہنچ گئی۔ اس کے ساتھ ایک درجن لوگ اور تھے۔ میں ان میں سے صرف دو کو جانتا تھا۔ اس کی منگیتر یونیس اور ٹریڈ یونین لیڈر رجو۔ ان کے پاس ایک کار ایک منی بس اور دو نئی لینڈ رو در تھیں جن پر لاؤڈ سپیکر لگے تھے۔ انہیں اتنا پُر اعتماد اور کیل کانٹوں سے لیس دیکھ کر کئی ہفتوں میں پہلی بار میرا حوصلہ بلند ہوا۔ مجھے میکس اور اس کی خوبصورت، پُر خلوص منگیتر پر رشک آیا۔ بعض لوگ کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں۔ میں چاہتا تھا ایڈنا وہاں آ کر ان سے ملے۔

''تم نے مجھے بتایا بھی نہیں کہ تم آج آ رہے ہو'' میں نے میکس سے کہا'' خیر یہ کوئی ایسی بات نہیں''۔

تمہیں میرا تار نہیں ملا تھا۔''

''نہیں''۔

''میں نے پیر کے دن ٹیلی گرام بھیجا تھا۔''

''اس ہفتے کے پیر کو آج جمعرات ہے۔ یہاں پر یہ ہفتے کے روز پہنچے گا--''

''ڈی-وی'' میکس نے کہا--

سب ہنس دیئے۔ اس وقت میں انہیں اپنے والد کی بیرونی عمارت کی طرف لے جا رہا تھا۔ والد نے انہیں دیکھتے ہی ڈھنگ کے کپڑے پہن لئے تھے اور اب ہر کسی سے اس جوش وخروش سے مل رہے تھے جیسے ہمارے سر پرست ہوں۔ میرے اپنے بہن بھائی ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ بعض چمکتی ہوئی کاروں پر اپنا عکس دیکھ رہے تھے۔ غالباً کاروں کو دھویا گیا تھا۔ میکس کی خاص عادت تھی کہ وہ صاف ستھرا رہتا تھا۔ میرے باپ کی دو تین بیویاں اندرونی دروازے پر آئیں اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ تب ماما سب سے بڑی بیوی تیزی سے ہاتھوں میں ٹیلی گرام تھامے اندر آئی۔

''یہ آج ہی صبح آیا تھا جب تم باہر تھے۔ مجھے اب یاد آیا ہے''۔ اس نے مجھ سے

کہا‘‘ ’’میں نے ایڈمنڈ سے کہا تھا کہ تم جب بھی آ ؤ وہ مجھے یاد دلائے لیکن احمق لڑکا---‘‘

ہر کوئی دوبارہ ہنس دیا اور میرے باپ نے خوشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی طعن و تشنیع روک دی جو وہ ان لوگوں پر کرنے والا تھا جو پڑھ لکھ نہیں سکتے لیکن دوسرے لوگوں کے خطوط کو محبت سے رکھتے تھے۔‘‘

’’ہمیں اپنا پہلا بیان واپس لے لینا چاہیئے‘‘ میکس نے کہا‘‘ اور وزارت تار و ڈاک کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیئے۔‘‘ سب مل کر گانے لگے۔

گانے کی آواز قہقہوں اور اتنی ساری کاروں کی موجودگی سے پڑوسی اور راہ رو جمع ہو گئے حتیٰ کہ ایک چھوٹا ہجوم بن گیا۔

’’ہم اپنی مہم کو ابھی یہاں سے کیوں نہ شروع کر دیں‘‘ میکس نے چمکتی ہوئی خواب ناک آنکھوں سے کہا۔

’’ہاں ہاں‘ کیوں نہیں؟‘‘ یونس نے کہا۔

’’یہاں نہیں‘‘ میں نے سختی سے کہا‘ ’’میرے والد پی-او-پی کے مقامی چیئر مین ہیں انہیں پریشان نہیں کرنا چاہیئے۔لوگ مہم اس طرح موقع کی نزاکت کے اعتبار سے شروع نہیں کرتے‘‘۔

’’یہ لڑکا کیا کہہ رہا ہے‘‘، میرے باپ نے پوچھا‘’’میرے پی-او-پی میں ہونے سے اس کا کیا تعلق ہے۔ مجھے یقین ہے کہ شکرے اور عقاب دونوں کو بسیرا کرنا چاہیئے، جو بھی دوسرے کو ایسا کرنے سے روکے اس کے اپنے پَر ٹوٹ جائیں۔‘‘

میرے ساتھیوں نے اس پر تالی بجائی اور گایا‘‘ کیونکہ وہ ایک خوش دل انسان ہے‘‘ اس مرتبہ لاؤڈ سپیکروں کو چلایا گیا اور سب طرف گیت کی آواز پھیل گئی۔اس دوران چار پانچ گیت گائے گئے۔ ہمارے سامعین کے لئے احاطہ کم پڑ گیا۔گھر میں سے ہر ایک نے کرسی اور سٹول لا کر گاؤں کے بزرگوں اور معززین کے لئے باہر رکھ دی۔

ہجوم کے سامنے بیرونی عمارت کی سیڑھیوں پر مائیکروفون رکھا تھا جس بات نے انہیں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ اس گنبد میں گفتگو تھی جس میں سے دوسری جگہ آواز گرجتی ہوئی آتی تھی۔ ’’تم جو بھی کہو‘‘، میں نے کسی کو کہتے سنا،’’یہ لوگ بھوت کی طرح ہیں۔‘‘

تیاری کے بغیر میکس نے تقریر کی یا یہ کہ اس نے صرف تقریر کا خاکہ تیار کیا تھا۔ بہرحال وہ تقریر اثر انگیز تھی لیکن میرا خیال نہیں کہ اس سے بہت زیادہ لوگ قائل ہوئے ہوں گے۔ درحقیقت یہ صحیح طور پر تقریر نہیں تھی بلکہ اس کے اور سامعین کے درمیان مکالمہ تھا۔ ایک شخص خاص طور سے تکلیف دہ ثابت ہوا۔ وہ ایک پولیس کارپورل تھا جو دو سال تک جیل میں رہا تھا کیونکہ اس نے ایک لاری ڈرائیور سے رشوت کے دس شیلنگ لئے تھے۔ یہ سرکاری بیان تھا۔ اس شخص کا اپنا بیان یہ تھا کہ اس کے خلاف سازش کی گئی تھی کیونکہ اسنے آزادی سے پہلے اپنے سفید فام مالک کے خلاف بغاوت کی تھی۔ ایک تیسری کہانی بھی تھی جس میں ایک اور قبیلے کے دشمنوں پر الزام آتا تھا۔ سچی کہانی خواہ کچھ ہی ہو اپنی رہائی پر ''کیل'' جیسا کہ دیہاتی لوگ اسے کہتے تھے، اپنے لوگوں میں واپس آ گیا اور مقامی کونسلر اور سیاستدان بن گیا۔ وہ فی الحال پانی کی پائپ لائن کے لئے پتھر مہیا کرنے میں کافی مصروف تھا اور اس پر سرگوشیوں میں الزام لگایا جاتا تھا کہ صبح پتھر کا ایک ڈھیر سپلائی کرتا ہے اور رات کو اسے اٹھوا دیتا ہے۔ اگلی صبح پھر وہی سپلائی کر دیتا ہے۔ وہ اس چکر کو بار بار دہرا رہا تھا۔ یقیناً وہ لوکل کونسل خزانچی کے ساتھ ملا ہوا تھا۔

میکس کے سبکدوش ہونے والی حکومت پر ہر طرح کی دھوکہ بازی اور بدعنوانی کا الزام لگایا۔ جب اس نے پانچ سال پہلے ان غریب لیڈروں کا ذکر کیا جواب لکھ پتی بن چکے تھے تو سامعین میں بہت سے لوگ ہنس دیئے لیکن یہ بدقسمتی کے آگے ہتھیار ڈالنے والی ہنسی تھی ان میں سے کسی نے بدلہ چکانے کی قسم نہ کھائی' نہ کسی کو غصہ آیا اور نہ لڑنے کا خیال۔ جو کچھ کہا جا رہا تھا وہ اسے سمجھ رہے تھے۔ انہوں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ لیکن کوئی ان سے توقع بھی کیا کرسکتا تھا؟

سابق پولیس والے نے کہا' ''ہمیں معلوم ہے وہ پیسہ کھا رہے ہیں'' لیکن پیسہ ہم بھی کھا رہے ہیں وہ ہمارے لئے پانی فراہم کر رہے ہیں اور ان کا وعدہ ہے کہ بجلی بھی لائیں گے۔ ہمارے پاس اس سے پہلے یہ چیزیں نہیں تھیں۔ اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ ہم بھی کھا رہے ہیں۔''

''کیل ان کی حمایت کرو'' سامعین میں سے کسی نے چیخ کر کہا،'' کا تم کھانے والوں میں سے نہیں ہو؟''

اس پر زبردست قہقہہ بلند ہوا لیکن یہ ایک ڈھیلا ڈھالا اور شکست خوردہ قہقہہ تھا۔ کوئی بھی اسے برا بھلا کہنے کو تیار نہیں تھا اور نہ ہی کیل کے ساتھیوں کا دفاع کرنے کو تیار تھا۔

یہاں تک میکس نے ٹھہر ٹھہر کر اور سوچ سمجھ کر باتیں کیں ان میں گرمی نہیں تھی لیکن جب اس نے موجودہ حکومت پر الزام لگایا جو مراعات یافتہ طبقے کے طور پر مضبوط ہو رہی تھی اور ہم سب کے ذہنوں پر سوار تھی تو اس کے ہاتھ اور آواز کانپنے لگے۔

''پی-او-پی ہو یا پی-اے-پی ایک ہی بات ہے'' وہ چلّایا۔

وہ ملک کی دولت اپنے درمیان بانٹنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ دونوں کو مسترد کر دیں۔ اسی لئے ہم نے سی-پی-سی تشکیل دی ہے جو آپ جیسے عام لوگوں کی پارٹی ہے۔ ایک مرتبہ ایک شکاری نے رات کے وقت بڑا شکار مارا۔ اس نے شکار کی تلاش شروع کی لیکن بے سود۔ فیصلہ کیا کہ گھر جا کر دن کی روشنی کا انتظار کیا جائے۔ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ وہ جنگل میں نئی توقعات کے ساتھ پر آیا۔ آپ کا کیا خیال ہے اسے کیا ملا؟ اس نے دیکھا کہ دو گدھ ایک مردہ لاش پر لڑ رہے ہیں۔ غصے میں اس نے بندوق میں کارتوس بھرے اور ان کو مار گرایا۔ آپ کہیں گے کہ اس نے ان پر گولی ضائع کر کے حماقت کا ثبوت دیا۔ میں کہوں گا نہیں۔ وہ غصے میں تھا اور وہ گندگی کو ختم کر دینا چاہتا تھا جو ایک دوسرے کی وراثت پر لڑ رہے تھے۔ وہ شکاری آپ ہیں۔ ہاں آپ' آپ اور آپ اور وہ دو گدھ ہیں پی-او-پی اور پی-اے-پی ...... ''بہت زوردار تالیاں بجیں۔'' بہت عمدہ میں نے سوچا

''وہاں تین گدھ تھے''، سابقہ پولیس مین نے تالیاں تھمنے کے بعد کہا اور سب سے چھوٹا سی-پی-سی تھا۔''

''تم اس نوجوان کو کہانی کیوں نہیں بیان کرنے دیتے۔ ایک بوڑھی عورت نے ایک چھوٹا سا مٹی کا پائپ پیتے ہوئے کہا۔ لیکن بہت سے لوگوں نے سابقہ پولیس مین کو بہت ہشیار خیال کیا اور میں نے ایک دو آدمیوں کو اس سے ہاتھ ملاتے دیکھا۔

اپنی تقریری کے خاتمے پر میکس نے ایسی بات کی جو سی-پی-سی کے شایان شان نہیں تھی۔ لیکن میرا خیال ہے میں کچھ زیادہ ہی غیر ضروری وضاحت میں پڑ گیا ہوں۔

''ہم سب جانتے ہیں'' اس نے کہا۔''اک کتے نے دوسرے کتے سے کیا کہا؟ اس نے کہا اگر میں اس مرتبہ تمہارے لئے گرتا ہوں اور تم اگلی مرتبہ میرے لئے گرتے ہو تو یہ کھیل ہے لڑائی نہیں۔ پچھلی دفعہ آپ نے اناطہ میں سے پارلیمنٹ کا رکن منتخب کیا اب اروا میں آپ کی باری ہے۔ دو انسانوں کے تجربات ایک جیسے نہیں ہو سکتے خواہ ان میں کتنی ہی دوستی کیوں نہ ہو۔ ہمارا تو ہمارا ہی ہے لیکن میرا میرا ہے۔ میں اپنی پارٹی کے امیدوار کی حیثیت سے آپ کے اپنے بیٹے اوڈیلی کسمالو کو پیش کرتا ہوں......''

وہ میری طرف آیا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر اونچا کیا اور ہجوم نے تالیاں بجائیں۔

ایک بزرگ آدمی جو میرے خیال میں مقامی کونسلر تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ مائیکرو فون کے بالکل مخالف کرسی کے کنارے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ کسی کوہ پیما کی طرح اٹھے ہوئے تھے جیسے کوئی پہاڑ پر چڑھنے والا لوہے کی سلاخ پکڑ کر چڑھ رہا ہو۔ اس کے رویئے اور بیٹھنے کے انداز سے پتہ چل رہا تھا کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ اس میں پوری طرح محو ہے۔

''میں خوبصورت الفاظ کے لئے نوجوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں''۔ اس نے کہا،''اس کا ہر لفظ میرے کان میں اترا ہے۔ ہمیشہ کہتا ہوں کہ آج کی دنیا میں عمر یا رتبہ نہیں بلکہ علم اہم ہے۔ اس نوجوان کے پاس علم ہے اور میں اسے سلام کرتا ہوں۔ اس کا ایک لفظ میرے ذہن میں سب سے زیادہ اترا ہے نہ صرف اترا ہے بلکہ وہاں جم گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ لوگوں نے بھی اسے ایسے ہی سنا ہوگا جیسا میں نے۔ وہ لفظ یہ تھا کہ ''ہمارے اپنے بیٹے کو جا کر ہمارا حصہ لانا چاہئے۔'' ہجوم میں بہت تالیاں بجیں۔ یہ لفظ میرے ذہن پر نقش ہو گیا ہے۔ اناطہ کا گاؤں پہلے ہی بہت کھا چکا ہے۔ اب انہیں ہمارے لئے پلیٹ تک جانے کا راستہ صاف کرنا چاہئے۔ ہرادوا میں کوئی شخص اس وقت کسی اجنبی کو ووٹ نہیں دے گا جب اس کے اپنے بیٹے کو اس کی ضرورت ہو جس جڑی بوٹی کی تلاش میں ہمیں جنگل جانا پڑتا ہے وہ ہمارے گھر کے پچھواڑے اُگ آئے تو کیا ہم سفر کی صعوبت سے بچ نہیں جائیں گے؟ ہم جاہل لوگ ہیں اور بچوں کی طرح ہیں لیکن میں اپنے بیٹے کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ اسے پتا ہے کہ کہاں جا کر کیا کہنا ہے۔ اسے بتانا چاہئے کہ یہاں ہم اس بچے کی طرح انتظار کر رہے ہیں جو اپنا پہلا دانت نکال رہا ہو جو کوئی ہمارے

دانت کی طرف دیکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا تھیلا بھاری ہے کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟''

''بالکل''، ہجوم نے منتشر ہوتے ہوئے کہا۔

بعد میں میکس کو ایک طرف لے گیا اور اسے پُر جوش مگر مختصر طریقے سے چیف نانگا کی آمد کی بابت بتایا۔

''تمہیں اس سے رقم لے لینی چاہئے تھی''، اس نے جواب دیا۔

''کیا'' میں ششدر رہ گیا۔

چیف کو کونے مجھے ایک ہزار پاؤنڈ کی پیشکش کی تھی''، اس نے اطمینان سے بات کرتے ہوئے کہا ''میں نے دوسرے لڑکوں سے مشورہ کیا اور ہم نے اسے لینے کا فیصلہ کرلیا۔ اس سے وہ منی بس خریدی گئی ہے......'' ''میکس تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا تم مجھے یہ بتا رہے ہو کہ تم نے پیسہ لے لیا ہے اور تم پی-او-پی کے لئے جگہ خالی کر رہے ہو؟''

''میں ایسی کوئی بات نہیں کہہ رہا ہوں۔'' جس کاغذ پر میں نے دستخط کئے ہیں اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں جبکہ ہمیں اس دولت کی ضرورت ہے۔

''اس کی حیثیت اخلاقی تھی۔'' میں نے نظریں جھکا کر کہا، ''میکس مجھے افسوس ہے میرا خیال ہے تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ میرا خیال تھا کہ ہم صاف ستھری جنگ لڑیں گے۔ بہتر تھا تم باہر کی طرف دیکھتے۔ اب وہ پہلے سے زیادہ مغرور ہو جائیں گے اور لوگ کہیں گے کہ ان کے پاس اس کی وجہ موجود ہے۔'' مجھے واقعی بہت پریشانی ہوئی ہے ہمارے لوگ اگرچہ کچھ بھی نہیں۔ سمجھتے تب بھی وہ اتنا جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کام کے لئے پیسہ لے لے تو وہ اسے کرنا چاہئے وہ ایسا نہیں کرے گا تو اسے اس شخص کے جائز طور پر انتقام کا منتظر رہنا چاہئے جس سے اسے کوئی نہیں بچا سکے گا۔''

''ارے بھول جاؤ اس بات کو تمہیں معلوم ہے اوڈیلی برٹش امیلگامیٹسٹ نے پی او پی کو انتخابات جیتنے کے لئے چار لاکھ پاؤنڈ دیئے ہیں؟ جی ہاں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ امریکی زیادہ فیاض ہیں۔ اگرچہ اس سلسلے میں ہمارے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں۔ اب

تم مجھے بتاؤ کہ تم یہ گندی جنگ، منہ کالا کئے بغیر کیسے لڑ سکتے ہو بہر حال اب ہم ابا گاہ جائیں گے۔ میں ایک دو دن میں واپس آ جاؤں گا تا کہ تمام صورتِ حال ٹھیک ہو جائے اور تم مفصل منصوبے سے واقف ہو جاؤ۔ اسی اثناء میں اگر پیش کش دوبارہ ہو تو قبول کر لینا یہ رقم جتنی تمہاری ہے اتنی ہی اس کی''۔

''کبھی نہیں''۔

''بہر حال اب یہ ایک اصولی بات رہ گئی ہے' تمہارا باپ بہت عجیب آدمی سمجھے اچھا لگا'۔

اگر اسے بھونڈے پن سے بیان کیا جائے تو میکس اور یونس کو خوشی بانٹتے دیکھ کر میرے منہ میں بھی پانی آ گیا، جب میکس تقریر کر رہا تھا۔ میں یونس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی کرسی کے سرے پر بیٹھی تھی اور ایک گھبرائی ہوئی سکول کی لڑکی کی طرح اپنے بندھے ہاتھوں کو مروڑ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کے ہونٹ وہی الفاظ ترتیب دے رہے ہیں جو میکس بیان کر رہا تھا۔ شاید نسوانی وفاداری کی یہ خوبصورت تصویر تھی۔ جس سے متاثر ہو کر اگلے دن میں نے احتیاط سے کی گئی حکمت عملی کو بالائے طاق رکھ کر ایڈنا کی تلاش شروع کر دی۔ میں اسے صاف صاف بتا دینا چاہتا تھا کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور ساری دنیا کو اس بات کا پتہ لگ جانا چاہئے۔ میرے پاس کیڈلک نہیں تھی اور نہ ہی میں نے سرکاری دولت ہتھیائی تھی اس لئے اگر اس نے نفی میں جواب دیا تو میں اسے ایک مرد کی طرح برداشت کروں گا لیکن میں نے محبت کو ایک دن بھی خفیہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ کتنی دلچسپ بات ہو گی اگر میں میکس کی اگلی آمد پر اس کا تعارف کروا سکوں۔ مجھے معلوم تھا وہ رشک کرے گا۔ ایڈنا وکیل نہیں تھی یونس کی طرح زیادہ مصنوعی زیبائش سے کام نہیں لیتی تھی اگر کوئی آدمی سڑک پر ایڈنا کے پاس سے گزرے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھے تو یقیناً اس کی گردن میں لوہا ہو گا اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو اس کے پاس معقول تعلیم تھی۔ میں ملازمت کرنے والی عورتوں کے خلاف نہیں ہوں۔ بلکہ ایک طرح میں انہیں پسند کرتا ہوں لیکن اگر آزادی نسواں سے مراد وہ وکیل ہے جو اَن پڑھ چیف نانگا کے ساتھ پچیس پاؤنڈ کے لئے سو گئی (اگلی صبح اس نے مجھے یہ راز بتایا تھا) تو اس آزادی نسواں کو اپنے پاس ہی رہنے دے۔

اناطہ کی طرف پندرہ (15) میل سفر کے دوران، جس میں سڑک کی خرابی کی وجہ سے چالیس منٹ سے زیادہ وقت گزارا، میں نے طے کر لیا کہ کیا گفتگو کرنی چاہئے اہم بات یہ نہ تھی کہ کیا کہنا ہے بلکہ اہم بات یہ تھی کہ فیصلہ کن لہجے میں کہنا ہے نہ کہ ایک تو تلے سکول کے بچے کے لہجے میں۔ اگر جواب ہاں میں نہیں تو نہ میں ہوگا۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ پام کے ساتھ دو کام ہو سکتے ہیں اگر اسے ابالا نہ جائے تو اسے تلا جائے۔ یا غالباً مجھے اپنے اعلان کے ساتھ یہ تمہید شامل کرنا چاہئے کہ جب ہم آخری مرتبہ ملے تھے تو اس کے بعد میرے ساتھ کیا کیا ہوا ہاں یقیناً وہ سننا پسند کرے گی کہ کس طرح اس کا منگیتر میرے پاس آیا اور مجھے دو سو پچاس پاؤنڈ کی پیش کش کی اور اگر اس کا لالچی باپ اس کے پاس ہو تو اسکے منہ میں پانی آ جائے گا اور اس کی نگاہوں میں میری وقعت زیادہ ہو جائے گی۔

تب مجھے یاد آیا کہ گذشتہ رات جب میں پیش کش کے متعلق سوچ رہا تھا تو مجھے دوبارہ اس پر غصہ آ گیا تھا۔ غصہ میکس پر تھا جس نے پارٹی کی تذلیل کروائی تھی اس میں اتنی جرأت تھی کہ مجھ پر آئیڈیلزم اور معصومیت کا الزام لگا رہا تھا لیکن دونوں کو پیش کی جانے والی رقوم کا موازنہ کئے بغیر بھی نہ رہ سکا۔ بات یہ نہیں تھی کہ اس سے کوئی فرق پڑتا تھا۔ اگر دس ہزار بھی ہوتے تو میں انکار کر دیتا۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ میکس کے اس فعل نے ہماری اخلاقی پوزیشن خطرے میں ڈال دی تھی۔ میکس نے ہماری اس اہلیت کے لئے خطرہ مول لیا تھا جس سے اس کی ساری بک بک جھک جھک کے باوجود ہم نانگا کی آنکھوں میں خوف پیدا کر سکتے تھے اور ہمارے جو معاشرے کی نجات کی واحد امید تھی۔

جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا ایڈنا سامنے کے کمرے سے یکدم ہٹ گئی۔ عورت! خواہ کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو ہمیشہ زیادہ سے زیادہ خوبصورت نظر آنے کی کوشش کرتی ہے اور عموماً ناکام رہتی ہے اگرچہ ایڈنا فیس پاؤڈر وغیرہ لگا کر زیادہ خوبصورت لگتی تھی لیکن اس کے بغیر بھی وہ بہت خوبصورت تھی۔

اس کا چھوٹا بھائی کمرے میں اکیلا تھا۔ میرے آتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا

''صبح بخیر جناب''

''صبح کا بخیر'' میں نے کہا، ''میرے لئے خط تم لائے تھے؟''

''جی جناب''

''شکریہ''

''جی جناب''

''کیا پڑھ رہے ہو''، اس نے ''شیطان کے دکھ'' کتاب دکھائی۔ صفحے میں نشانی کے لئے اسکے بائیں ہاتھ کی ایک انگلی ابھی کتاب میں تھی میں بیٹھ گیا۔

''ایڈنا ہے''

''نہیں جناب''

''کیا......؟ ابھی میں نے کسے دیکھا تھا؟''

اس نے پریشانی سے کچھ کہا

''جاؤ اور اسے بلا لاؤ''

وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا اور فرش پر نظریں جمائے رکھیں۔

''میں نے کہا نا' جاؤ اس کو بلا لاؤ'' میں نے کھڑے ہو کر چیختے ہوئے کہا۔ اس نے کوئی حرکت نہ کی۔

''ٹھیک ہے'' میں نے کہا۔ ''ایڈنا' میں نے اتنی اونچی آواز لگائی کہ سارے گاؤں نے سنی ہوگی وہ جلدی سے آ گئی۔ یہ سب کیا ہے؟ یہ میری زبان پر الفاظ تھے۔ لیکن مجھے ادا کرنے کی اجازت نہ ملی۔ ایڈنا کے چہرے پر شدید تلخی کا تاثر تھا جو اس چہرے پر ممکن نہ تھا پھر جب وہ بولی اس کی زبان مجھے ایک بچھو کی دُم کی طرح ڈنک مار گئی۔ میں پسپا ہو گیا۔

''بعض مردوں کو شرم نہیں آتی، تم یہاں جھک مارنے کے بجائے اپنی عورت کو تلاس کیوں نہیں کرتے میرے باپ نے تمہیں بتا دیا ہے کہ یہاں آنا چھوڑ دو- یا اپنی دوست مسز نانگا کے متعلق معلومات حاصل کرنے آئے ہو تم جیسے آدمی کو عورت کی طرح گپ بازی کرتے شرم آنی چاہئے۔ گپ بازلڑ کے جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میں چیف نانگا سے شادی کروں گی اگر وہ رد کر سکتی ہے تو رد کر دے جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم یہاں وقت ضائع کرنے کے بجائے بوری میں اپنی طوائف دوست کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے؟ میں چیف نانگا کی وجہ سے تمہاری عزت کرتی رہی ہوں اگر تم نے یہاں دوبارہ آنے کی

غلطی کی تو میں بھی تمہیں بتا دوں گی کہ میرا نام ایڈنا اوڈھ ہے'' وہ جانے کے لئے مڑی - دوبارہ رُکی مجھے انگریزی میں گپی کہا اور بھاگ گئی۔

بہتر ہے تم چلے جاؤ اس سے قبل کہ ڈوگو واپس آ جائے وہ کہتا ہے کہ تمہیں خصی کر دے گا یہ بات لڑکے نے کہی اور نہ جانے کتنی دیر میرے زمین میں گڑے رہنے کے بعد یہ بات کہی تھی۔ ڈوگو' ڈوگو یہ کون ہے؟ میں نے کاہلی سے ایک سلوموشن فلم کی طرح سوچا - اوہ ہاں ڈوگو'' کا نا سانڈ'' تو گویا وہ اس کی حفاظت کر رہا تھا بہرحال خدا کرے ان کی قسمت اچھی ہو۔

پہلا صدمہ، حلق میں رکاوٹ جلدی سے گزر گئی۔ یقیناً اس وقت تک میں اپنی کار موڑ کر چل پڑا تھا۔ اب یاد کرتا ہوں تو میرے سلوک اور ردِ عمل نے سارے اصولوں کو توڑ دیا تھا۔ مجھے بہت تیزی سے گاڑی چلانی چاہئے تھی لیکن میں نے نہیں چلائی۔ اس کے برعکس میرا ذہن دن کی روشنی کی طرح صاف تھا۔ ایڈنا کی لایعنی الزام تراشی جس کا میں اپنے ساتھ بھولے سے بھی تعلق قائم نہیں کرتا، یا کوئی بات جو مجھے معلوم ہوا اس سے میں غصے میں نہیں آتا نہ ہی اس خوفناک سوچ سے کہ چیف نانگا نے دوسرا راؤنڈ جیت لیا ہے۔ میں نے ایک طرح کی اداسی محسوس کی۔ کنوئیں کی طرح گہری اور سرد اداسی جس میں میری امیدیں گر چکی تھیں۔ میری دوہری امیدیں ایڈنا کے ساتھ خوبصورت زندگی اور اپنے ملک کی سیاست میں صاف ستھری سیاست--

ایک سوچ میرے ذہن میں داخل ہوئی کہ اب ان سیاسی منصوبوں کے ساتھ سرگرمی جاری رکھنا یقیناً فضول ہے جو تمام دیانتداری کے ساتھ اس وقت تک بُن رہے تھے جب تک ایڈنا بیچ میں نہیں پڑی تھی۔ وہ جس کی ذات فضاء میں گرد کے ذرے کی مانند تھی جس کے گرد میری سوچ کے آبی بخارات بارش بناتے تھے۔

لیکن مجھے معلوم تھا کہ یہ مشورہ خواہ کہیں سے آئے میں اس پر توجہ نہیں دوں گا۔ یہ علم کہ چیف نانگا نے پہلے دو راؤنڈ جیت لئے تھے اور موجودہ صورتِ حال میں تیسرا اور آخری راؤنڈ بھی جیت لے گا۔ شکست تسلیم کرنے کی بجائے میرے ارادے کو زیادہ پختہ بنا رہا تھا۔ میں نے جو چیز حاصل کرنی تھی۔ وہ فضول سیاسی جھگڑے سے کچھ زیادہ ہی اہم بن گئی تھی۔ یہ ایک ایسا نمایاں اور یادگار فعل بن گیا جس کے ساتھ کامیابی کی امیدیں وابستہ

نہیں تھیں۔

چیف نانگا نے کمال سرعت اور بے رحمی کے ساتھ حرکت کی۔ میں اگلی اتوار کی صبح اپنے نئے ٹرانسسٹر ریڈیو پر بارہ بجے کی خبریں سن رہا تھا۔ ان دنوں میں ایک وقت کی بھی خبریں نہیں چھوڑتا تھا۔ میں بارہ، چار، چھ یا دس بجے گھر سے باہر ہوتا تو اپنا ریڈیو ساتھ لے جاتا یہ ایک خوبصورت سا جاپانی ریڈیو تھا جو کیمرے سے بڑا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ ہیڈ فون بھی لگا ہوا تھا جس کا مقصد تھا کہ ارد گرد کے شور سے ہٹ کر اسے سنا جا سکتا تھا۔ اگر میں کہیں گاڑی چلا رہا ہوتا تو میں سڑک کے ایک طرف گاڑی کھڑی کر دیتا جب تک خبریں ختم نہ ہو جاتیں اسی طرح کھڑا رہتا۔

اس محویت سے خبریں سننے کی دو وجوہات تھیں۔ پہلی بات تو یہ کہ خبریں ہر سیاسی کارکن کی طلب بن جاتی ہیں۔ ایک طرح کی پیشہ ورانہ بیماری۔ دوسری بات یہ کہ میں اپنے قومی ریڈیو کی مضحکہ خیز حرکت کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا۔ جس نے اب تک ہماری نئی سیاسی پارٹی کے وجود کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا اگرچہ ہم نے انہیں اپنی سرگرمیوں سے بخوبی آگاہ کر رکھا تھا۔ میرے محافظ اور اس کے مددگاروں نے بھی خبروں کا شوق پیدا کر لیا تھا لیکن وہ اپنے کانوں سے سننے کے قائل نہیں تھے۔ وہ بیک وقت بہت بلند آواز میں تبصرہ کرتے تھے جو میرے لئے بہت پریشانی کا باعث تھا، خاص طور پر اس لئے کہ وہ سطحی طور پر خبروں کو سمجھتے تھے۔ چنانچہ میں ہیڈ فون لگا کر ان سے جان چھڑاتا تھا۔

''کیا خبریں ہیں؟'' پریشانی بونی فیس نے پوچھا جب پہلی مرتبہ میں نے یہ طریقہ استعمال کیا ''ریڈیو خراب مت کرنا'' میں نے کہا، میں اسے سنتا لیکن اب یہ میرے کانوں کے لئے چھوٹا ہو گیا ہے۔ ''اسے ٹھیک کرانا چاہئے۔'' اس نے کہا

دو دن بعد میں نرم پڑ گیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے ریڈیو خود مرمت کیا ہے جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔ دراصل مجھے شرم آ رہی تھی کہ میں نے اپنے وفادار ساتھیوں سے روشنی چھین لی۔ لیکن میں بونی فیس کے چیف نانگا اور اس کے ساتھیوں کے لئے گھڑے گئے ناموں ''چور آدمی'' ''احمق آدمی، کی شدت سے کمی محسوس کر رہا تھا۔ پُر امن دنوں میں ہر پانچ سیکنڈ کے بعد ایسا ہوتا تھا جبکہ بحران کے ان دنوں میں تو یہ الفاظ بہت

زیادہ استعمال ہوتے تھے۔

بیرونی عمارت میں اس اتوار کی صبح میں مایوسی اور تفریح کے ملے جلے جذبات کے ساتھ ریڈیو سن رہا تھا جس کا ہمارے ریڈیو سٹیشن نے ہمارے ریڈیو سٹیشن نے عادی بنا دیا تھا مجھے اپنی پارٹی کی خبر آنے کی کوئی امید نہیں تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ جمعہ کے روز میں نے انہیں جو ٹیلی گرام دیا ہے۔ اس کا آخر کار وہ مختصراً ذکر کرنے پر مجبور ہو جائیں گے یہ ایک نئی پارٹی سی۔پی۔سی کا پہلا عوامی ظہور ہوگا میرا گاؤں انتخابی حلقوں کے متعدد دیہات میں سے ایک تھا ریڈیو کی خبر لوگوں کے حتمی فیصلے پر تو اثر انداز نہیں ہوگی لیکن ریڈیو جو کچھ نشر کرے گا وہ مہذب دنیا میں اس لفظ کی تعریف کے مطابق ایک خبر ہوگی۔

ایک مرتبہ پھر میرا ریڈیو سننا بے کار گیا۔ ہماری خبر کی بجائے انہوں نے چیف نانگا کی افتتاحی انتخابی مہم کے متعلق اعلان کیا جو ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ مہم پیر کے روز اناطہ میں شروع ہونے والی تھی۔ شاید مجھے خود ہی وہاں جانا پڑے گا۔ میں ابھی اس کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ریڈیو پر اپنے باپ کا نام سن کر چونک گیا اعلان کیا گیا کہ مسٹر ہریکیلہ سمالو اروا میں پی۔او۔پی کے چیئر مین کو پی۔او۔پی کے دفتر تحقیق و اشاعت کے اعلان کے مطابق ان کی تخریبی اور پارٹی دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے ان کے عہدے سے برطرف کر دیا گیا ہے۔

میں گھر کے اندر بھاگا اور اپنے باپ کو خبر سنائی جو اپنی مختصر گول میز پر کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں لئے لقمے کو نگلا اور انگلیوں پر لگے سالن کو چاٹا۔ میں نے سوچا شاید وہ کچھ کہنے والا تھا لیکن اس نے کاندھے ہلائے اپنے نچلے ہونٹ کو بھینچ کر کہا ''یہ ان کا اپنا دردِ سر ہے میرا نہیں'' اور کھانا کھاتا رہا۔

تاہم اگلی صبح وہ دردِ سر گھر تک پہنچ گیا۔ لوکل کونسل ٹیکس اسیسمنٹ افسر ایک نیا تخمینہ شدہ ٹیکس لایا جو نہ صرف ان کی معمولی پنشن چوراسی پاؤنڈ پر مشتمل تھا بلکہ پانچ سو روپے کی مبینہ آمدنی پر بھی تھا جو کاروبار سے حاصل کی گئی۔

''کونسا کاروبار یہ ہر ایک نے پوچھا۔ لیکن اس کی وضاحت کا وقت نہیں تھا۔ شام کے وقت لوکل کونسل کے تین افیمی پولیس والے انہیں گرفتار کرنے آ گئے اور انہیں زدو کوب کرنے لگے۔ میں نے ہنگامہ کرنے اور اوپر جانے کی دھمکی دی مگر وہ بدمعاش نرم

نہیں پڑے۔ ''او پر تم کہاں جاؤ گے؟'' ان کے سرغنہ نے پوچھا، ''اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو نیچے جاتا' جاؤ اور جا کر چیف نانگا سے جنگ لڑو''۔

''بے وقوف آدمی'' جاتے جاتے ایک نے کہا۔

ہفتہ کے دن تو حد ہی ہوگئی جب پبلک ورکس کی لاریاں گاؤں میں آ گئیں اور وہ پائپ اٹھانے شروع کر دیئے جو کئی ماہ پہلے اکٹھے کئے گئے تھے تا کہ گاؤں میں فراہمی آب کا منصوبہ پورا کیا جا سکے۔ یہ پہلا اشارہ تھا کہ حکومت کو ہماری چھوٹی سی تقریب کا پتہ چلا گیا ہے اور یہ ایک طرح کی تسلی بھی تھی۔

فطرت کی ایک المناک حقیقت یہ بھی ہے کہ انسان حالات کے ہاتھوں مجبور ہو جاتا ہے۔ ٹیکس والے واقعہ کے اگلے روز میں یک دم ابل پڑا۔ مجھے معلوم تھا کہ ایڈنا ابھی تک میرے دل و دماغ میں بسی ہوئی ہے میں چپکے چپکے پیچھے سے گیا اور اسے سمندر میں دھکیل دیا یعنی میں نے اسے اپنے ذہن سے نکال دیا۔ میں نے اسے لکھا۔

پیاری ایڈنا

حیرت ہے تمہارے خوبصورت دماغ میں یہ بات کس نے ڈالی ہے کہ میں تمہیں تمہارے قیمتی عاشق سے چھیننا چاہتا ہوں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں ایک ایسی لڑکی کا اچار ڈالوں گا۔ جس کی تعلیم بنیادی جماعت تک کی ہے۔ جاؤ اپنے پرانے آشنا سے خوشی سے شادی کر و اور اگر تمہیں پتہ چلے کہ وہ کسی قابل نہیں تو اس کے بیٹے کو ہتھیا لینا۔

تمہارا مخلص

اوڈیلی سمالو

تیرھواں باب

دو دن بعد ہم نے دھنڈورچی کا ڈھول سنا۔ اس کا اعلان بالکل نئے قسم کا تھا۔
ماضی میں ڈھونڈورچی نے گاؤں والوں کو کسی ایسے اجلاس میں بلایا تھا جہاں کسی اہم سوال پر غور کرنا ہوتا یا اسے کسی ہونے والے کام کی اطلاع دینا ہوتی تھی۔ لیکن اس رات اس نے ایک نیا کام کیا۔ اس نے پہلے سے طے شدہ اک فیصلے کا اعلان کیا۔ اروا کے بزرگوں کونسلروں اور تمام لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ موجودہ سیاسی جنگ میں وہ صرف اور صرف چیف نانگا کا ساتھ دیں گے۔ اروا کا ہر مرد ہر عورت، ہر بچہ اور ہر بالغ انتخابات والے دن اپنا ووٹ چیف نانگا کو دے گا۔ جس طرح انہوں نے ماضی میں کیا تھا۔ اگر اس معاملے میں کوئی اور نام لیا گیا ہے تو اردوا کے بزرگوں اور کونسلروں نے اسے نہیں سنا۔ اس نے تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ یہ بات بار بار دہرائی۔ مثلاً جو بات میں نے سنی اور مجھے عجیب لگی وہ اس نے ہر بچے کو حفظ کروادی۔ میں نے سوچا کہ اگر تمام لوگوں نے فیصلہ کیا ہے تو پھر انہیں اس کے متعلق بتایا کیوں جارہا ہے؟

سہ پہر کے وقت ریڈیو نے ہمارے قومی ڈھونڈورچی کا یہ پیغام لیا اور اسے بڑھا چڑھا کر انگریزی سمیت چار زبانوں میں پیش کیا۔ میں نے اسے سنا جس طرح میں نے دیہاتی لہجے میں سنا تھا میری طنزیہ مسکراہٹ میرے ہمراہ تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں اپنے دیہاتی لوگوں کو پر مصالحت کرنے اور قربانی کا بکرا بننے سے بچنے کا الزام لگا رہا ہوں۔ وہ صاف پانی اور قومی کیک سے اپنا حصہ حاصل کرنے کا موقع کیوں ضائع کریں؟ درحقیقت ان کے اس فیصلے کے پیچھے معقول جواز موجود تھا کیونکہ دو دن بعد پائپ واپس پہنچا دیئے گئے یا ان میں سے کچھ واپس آ گئے۔ باقی ماندہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قریبی گاؤں بھیج دیا گیا جہاں کے باشندوں سے صاف پانی کی فراہمی کا وعدہ کیا گیا تھا اور انہوں نے ابھی تک ایک پائپ بھی نہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ میری ساری محنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ نانگا کو ایک تیر کے ساتھ دو شکار مل لئے۔

جب میں اگلے دن اخبار لے کر واپس آیا تو مجھے بتایا گیا کہ کونسلر کپل میرے والد سے ملنے آیا تھا اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ اگر میرا والد ایک دستاویز پر دستخط کر دے تو اس کا حالیہ ٹیکس اسے واپس کر دیا جائے گا۔ اس دستاویز کا واحد مقصد اسے اس کے بیٹے کی مجنونانہ سرگرمیوں سے الگ کرنا تھا۔ اس میں یہ بھی رقم تھی کہ سی۔پی۔سی کی نام نہاد سرگرمیاں اس کے علاقہ میں اس کے علم کے بغیر عمل میں آئیں آخر میں خدا سے ڈرنے والے چیف نانگا پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا تھا۔

میں تصویر میں اپنے والد کو یہ دستاویز پڑھتے دیکھ رہا تھا جبکہ وہ کم استعمال ہونے والی عینکوں سے اسے پڑھ رہا تھا پھر انہیں ایک طرف رکھتے ہوئے اس نے اس شخص سے کہا کہ اپنی لاش اٹھا کر باہر لے جاؤ'' وہ شخص دستاویز چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا آج آپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے میں نے اپنے والد کو بعد میں بتایا۔

''تمہاری نظروں میں مَیں نے زندگی میں کچھ اور بھی کیا ہے؟''

میں اس کاغذ کی بات کر رہا ہوں جس پر آپ نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا وہ کچھ دیر خاموش رہا پھر کہا۔

''شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن بڑوں کا کہنا ہے کہ ایک باوقار شخص کو اپنی کہی ہوئی کل کی بات کی آج تردید نہیں کرنی چاہئے۔ میں نے اپنے گھر تمہارے دوستوں کا استقبال کیا تو اب میں اس سے انکار نہیں کر سکتا''۔

میں نے سوچا آپ کا اس عہد سے کوئی تعلق نہیں۔ آج کے باوقار لوگ بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے کل کیا کہا تھا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ میں نے کبھی اپنے والد کو زیادہ قریب سے نہیں سمجھا۔ میں نے ان کی غیر متعلقہ شہادتوں سے ذاتی تصویر بنالی تھی۔ کیا یہ ضلعی افسر کا ترجمان تھا جس نے لوگوں کی جہالت اور غربت سے یہ بنایا اور اسے شراب اور بیویوں پر لٹا دیا یا میں نے ہر چیز کو ایک رخ اور خوفناک طریقے سے دیکھا تھا تاہم یہ نیا اندازہ لگانے کا وقت نہیں تھا بہتر تھا کہ اسے محکمہ ٹیکس والوں کے سپرد کر دیا جاتا۔

''لیکن مجھے ایک بات کی وضاحت کرنی چاہئے'' اس نے اچانک کہا ''تم یہ آفت میرے گھر تک لائے ہو اس لئے اسے برداشت بھی کرو۔ آج سے وہ جو بھی نیا ٹیکس لگائیں گے میں اس کا کاغذ تمہیں دے دوں گا''۔

''یہ چھوٹی سی بات ہے'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور واقعی یہ میرے لئے چھوٹی بات تھی۔ نہ جانے میرے دماغ میں کیا آیا کہ چیف نانگا کی افتتاحی انتخابی مہم میں جانے کا فیصلہ کرلیا۔ کیا میں کوئی نیا حربہ سیکھنا چاہتا تھا جسے چیف نانگا کے خلاف اپنی مہم میں شامل کروں یا یہ فقط تجسس تھا؟ اس قسم کا تجسس جس سے بندر اپنے ماتھے پر گولی لگوا بیٹھا تھا۔ جو کچھ بھی ہوتا میں چلا گیا لیکن میں نے اپنے آپ کو چھپانے کی حتیٰ المقدور کوشش کی اپنے ہیٹ اور دھوپ کے چشمے کی مدد سے میں نے ایسا کیا۔ میں نے سوچا کہ بونی فینس اور دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ لے لوں لیکن لوگ انہیں پہچان لیں گے اور تکلیف کا باعث بنیں گے چنانچہ میں تنہا گیا میں نے ڈاک خانے کے باہر کار کھڑی کی اور عدالت کے احاطے سے تین سو گز پیدل چلا جہاں جلسہ پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ میری گھڑی پر چار سے اوپر کا وقت تھا۔ اگر اناطہ میں مجھے راستہ نہ بھی معلوم ہوتا تو بھی جلسے کا آسانی سے پتہ چل جاتا۔ ڈھول اور بندوق کی آوازیں اشارہ کررہی تھیں۔ میری طرح سینکڑوں لوگ اس جگہ کی طرف جارہے تھے۔ جب میں قریب پہنچا تو پیتل والا بینڈ بھی سنائی دیا۔ یہ اناطہ کے سنٹرل سکول کا بینڈ تھا۔ میں بہت سارے دیہاتیوں کے پاس سے گزرا جنہیں میں جانتا تھا۔ مگر کل کے ایک گرائمر استاد کو کون جانتا تھا۔ بظاہر ان کے پاس کوئی نشانی نہیں تھی کہ میں کون ہوں؟ جس سے ثابت ہوا کہ میرا بہروپ کتنا اچھا تھا۔ ایک ایسا ہی شخص جو لیا تاجر تھا۔ ان دنوں وہ ایک ایسے پرندے کی مانند چلتا تھا جو بارش میں بھیگ گیا ہو۔ میں پیچھے سے آیا اور اس کے پاس سے گزر گیا۔ جونہی میں کچہری کی حدود میں پہنچا میں نے چیف نانگا اور اس کی پارٹی کو دیکھ لیا جو ایک بلند پلیٹ فارم پر بیٹھے ہوئے تھے پلیٹ فارم نئی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ قریب پہنچنے کے لئے ہجوم میں سے راستہ بناتے ہوئے بلاشبہ میں نے صرف عام جزئیات کا مشاہدہ کیا تھا۔ میں جہاں بھی ذرا سی جگہ دیکھتا اس میں گھس کر آگے بڑھ جاتا مجھے اپنے پیچھے سے گالیوں کی آوازیں آئیں میں نے جسے دیکھا اور جس کی وجہ سے میں ڈائس کی طرف کھنچا چلا گیا وہ ایڈنا تھی جو چیف نانگا کے ایک طرف بیٹھی تھی۔ اس کے سوا باقی مرد تھے جو پلیٹ فارم پر بیٹھے تھے۔ لیکن اب بھی بہت ساری کرسیاں خالی پڑی تھیں۔ جب میں بہت گھنے ہجوم کے ایک حصے میں پہنچ گیا جہاں سے میں ان کی توجہ میں آئے بغیر ڈائس پر موجود چہروں کا مشاہدہ کرسکتا تھا تو میں اس جگہ رک گیا۔

ڈائس پر ایسے چہرے موجود تھے جنہیں دیکھ کر لگتا تھا کا یہ پولیس کی مدد کو آئے

ہیں۔ کانا ڈوگو ان میں سے ایک تھا۔ اس کے علاوہ رنگ برنگے کپڑے پہنے ہوئے نوجوان بھی تھے جنہوں نے چیف نانگا کے پلے کارڈ اٹھائے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آج کسی بھی پلے کارڈ پر میرا نام نہیں لکھا تھا۔ مجھے نانگا پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔تقریباً آدھ درجن پولیس والے بھی تھے جن کی یہاں کوئی ضرورت نہیں تھی کیوں کہ ایسے دوستانہ ہجوم میں کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔ دوسرے لوگوں کے پسینے کی بُو سے میرا دم گھٹ رہا تھا میں جران تھا کہ تقریب شروع بھی ہوگی کہ نہیں۔ چیف نانگا اپنے سفید لباس میں بہت خوش نظر آرہا تھا۔اس کی بیوی نیلے مخمل کے لباس میں بالکل مادرانہ انداز سے بیٹھی تھی۔ وہ کبھی کبھی آگے سے اپنے دامن کو اٹھاتی اور دائیں بائیں ہوا جھلتی۔ایڈنا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ تقریب شروع ہوتی نظر آئی بعض پارٹی کارکنوں نے جو سبز ٹوپی پہنے ہوئے تھے چیف نانگا سے مشورہ کیا اس نے اپنی گھڑی دیکھ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک کارکن نے مائیکرو فون پکڑا اور ٹسٹ کرنے لگا۔اس کی آواز سو گنا بڑھ گئی جس پر ہجوم چونک گیا اور پھر اپنے خوف پر خود ہی ہنسنے لگا۔ مائیکروفون میں کوئی خرابی لگتی تھی کیونکہ آواز کو کان پھاڑ دینے والی تیز سیٹی نے دبا دیا تھا۔ باقی تمام آوازیں دب گئیں اور جلد ہی گونج دار سیٹی بھی بند ہوگئی۔ اس کارکن نے ایک سے دس تک گنا اور ہجوم دوبارہ ہنسنے لگا۔اس نے اپنے ایم۔سی ہونے کا اعلان کیا اور کہا کہ جو شخص ہمارے درمیان موجود ہے اس کے تعارف کی قطعی ضرورت نہیں وہ کوئی اور نہیں قابل احترام وزیر ڈاکٹر (پیشگی) ایم اے نانگا ہیں۔

میں نے چیف نانگا کی بہت ساری اچھائیاں نہیں سنیں تھوڑی بہت تو میں پہلے ہی جانتا تھا اور اس لئے بھی کہ ایک شخص جو اپنے کانوں کے پردے پھاڑ چکا تھا اب ہمارے کانوں کی بھی پرواہ نہیں کر رہا تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ کانوں پر رکھ لئے تاکہ اس تیز حملے سے بچ سکوں۔ نانگا کی تقریر کے انتظار میں وقت گزارنے کے لئے میں نے اپنے تحمل سے کام لیا۔ کیا ہوتا اگر میں راستہ بناتا ہوا ڈائس پر چڑھ جاتا اس احمق کے ہاتھوں سے مائیکروفون لے کر سب لوگوں کو بتاتا --- اس قابل عزت ہجوم کو --- کہ جس عظیم آدمی کو سننے کے لئے وہ رقص اور ڈھول تاشے کے ساتھ آئے ہیں وہ ایک قابلِ احترام چور ہے لیکن بے شک انہیں اس کا پہلے ہی علم تھا۔ اس دن وہاں موجود کوئی مرد یا عورت اس خبر سے ناواقف نہیں تھا۔ حتیٰ کہ ڈائس پر بیٹھی ہوئی معصوم شکل لڑکی بھی۔ چونکہ وہ بہت کچھ جانتے ہیں اس لئے اگر میں ڈائس پر چڑھا تو وہ مجھ پر ہنسیں گے اور کہیں گے۔ یہ کس احمق

کا بیٹا ہے؟ وہ اس وقت کہاں تھا جب سفید فام انہیں دکھا رہے تھے؟ اس نے ان لوگوں کے خلاف کیا کام کیا تھا؟ وہ اس وقت کہاں تھا جب چیف نانگا نے سفید فاموں کے خلاف جنگ کر کے انہیں ملک سے نکال باہر کیا؟ اب وہ حسد کیوں کرتا ہے جنگجو اپنی محنت اور ہمت کا اجر کھا رہا ہے۔ اگر وہ چیف نانگا ہوتا تو کیا وہ اس سے برا نہ کرتا؟ یہ سوال بے شک اتنے زیادہ الفاظ میں نہ پھیل جاتے لیکن وہ سمٹ کر سر پر چند کاری ضربوں میں ضرور ڈھل جاتے۔

جب میرا دماغ ان تخیلاتی سوچوں پر کاہلی سے کام کر رہا تھا میں نے مجرم جوسیا دوکاندار کو ڈائس پر چڑھ کر چیف نانگا کے کان میں سرگوشی کرتے دیکھا۔ چیف نانگا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ہجوم میں کچھ تلاش کرنے لگا۔ تب جوسیا کھڑا ہوا اور میری طرف اشارہ کیا۔ میں تیزی سے اسی وقت مڑا اور ہجوم میں سے اندھا دھند بھاگنے لگا گھبراہٹ میں یوں لگتا تھا کہ کسی طرف بھی آگے نہ بڑھ سکوں گا۔ تب میں نے لاؤڈ سپیکروں سے آتی آواز سنی۔ ہجوم سے کہا گیا تھا کہ ہیٹ پہنے اور سیاہ عینک والے شخص کو پکڑ لو۔ ایک مختصر سے لمحے کے لئے کچھ نہ ہوا اور میں کچھ جسموں کو دھکیلتا ہوا گزر گیا تب کچھ مضبوط ہاتھوں نے مجھے پیچھے سے روکنے کی کوشش کی لیکن میں انہیں جھٹکا دیتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

پھر کہا گیا ''اس چور کو پکڑ لو جو بھاگنے کی کوشش کر رہا ہے'' لاؤڈ سپیکر چیخ اٹھا۔ ہاتھوں میں زیادہ ہمت آ گئی اور ایک مضبوط جسم بہت شدت سے میری راہ میں حائل ہو گیا۔ لیکن میں اب بھاگ نہیں رہا تھا میں جانتا تھا کہ مجھے چور کس نے کہا ہے چنانچہ میں پیچھے مڑا اور تینوں اطراف سے ڈائس کے پائے تک مجھے دھکیلا گیا۔

''اوڈیلی اعظم'' چیف نانگا نے سلام کیا۔ تب اس نے مائیکروفون لیا اور کہا ''ساتھیو یہ لڑکا میری سیٹ حاصل کرنا چاہتا ہے'' اس اعلان کے بے یقینی' صدمے اور نفرت انگیز قہقہے سے والہانہ استقبال کیا گیا ''ادھر آؤ'' نانگا نے کہا یہ لوگ تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں'' جب میں اوپر دھکیلا گیا تو میں نے دیکھا کہ ایڈنا نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیا ہے۔

''ساتھیو' نانگا نے دوبارہ کہا ''یہ لڑکا میری آنکھوں میں اپنی انگلیاں چبھو رہا ہے یہ بوری میں میرے گھر آیا، کھایا پیا اور میرا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اس نے مجھے

گھر سے نکال کر مالک بننے کی سازش کی'' ہجوم ایک مرتبہ پھر چلایا اب میرا خوف بالکل رخصت ہو چکا تھا اور اس کی جگہ میں نے چٹان کی طرح مضبوط بے خوفی حاصل کر لی تھی جسے میں نے پہلے کبھی اپنے دل میں محسوس نہیں کیا تھا۔ میں نے غور سے دیکھا چیف نانگا ایک ہاتھ میں مائیکروفون لئے مدہوشی و شادمانی سے ڈائس پر کھڑا تھا۔ مجھے لگتا تھا جیسے اسے کسی اونچے مقام سے دیکھ رہا ہوں۔

بعض لوگ پوچھ رہے ہیں کہ یہ لڑکا کون ہے۔ میں تمہیں بتاؤں گا کبھی یہ میرا شاگرد تھا۔ میں نے اسے اے بی سی سکھائی اور اسے اپنے گھر بلایا تاکہ انگلستان بھیجنے کا کچھ انتظام کروں۔ لیکن الزام مجھ پر ہے'' اتنے ناقابل یقین دھوکے پر صدمے کی اونچی چیخیں بلند ہوئیں۔ ''حتیٰ کہ اس نے ایک ایسی لڑکی کو پھنسانے کی کوشش کی جس پر میں نے دلہنوں والی قیمت لگائی تھی اور بہت سارے دیگر اخراجات برداشت کئے تھے اور جو ہمارے رواج کے مطابق میری بیوی ہے یہ وہ لڑکی---؟ وہ ایڈنا کی طرف گیا اور اس کے ہاتھوں کو اس کے چہرے سے سختی سے ہٹا دیا'' اس نے اس لڑکی کو پھنسانے کی کوشش کی جو شرم سے اپنا چہرہ چھپانے کی کوشش کر رہی ہے خوش قسمتی سے میری بیوی نے اسے پکڑ لیا اور مجھے بتا دیا۔'' وہ ہجوم کی طرف سے میری سمت مڑا'' اوڈیکی اعظم۔ تم مجھے... تم مجھے دوبارہ تلاش کرنے آئے ہو۔ تم بہت بہادر ہو یا تم ایڈنا کو تلاش کرنے آئے ہو؟ مائیکروفون پر آؤ اور میرے لوگوں کو بتاؤ کہ تم کیوں آئے ہو وہ سن رہے ہیں...... اس نے مائیکروفون میرے منہ پر دے مارا۔

''میں تمہارے لوگوں کو بتانے آیا ہوں کہ تم جھوٹے ہو...'' اس نے مائیکروفون کو پرے کھینچ لیا۔ اسے نیچے رکھا میری طرف آیا اور میرے چہرے پر چانٹا رسید کر دیا۔ تیزی سے اس کے ہاتھوں نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں نے اس کے ایک ٹھوکر لگا دی تھی۔ اس نے بار بار میرے منہ پر تھپڑ لگائے۔ ایڈنا چیختے ہوئے آگے بڑھی اور ہمارے درمیان آنے کی کوشش کی لیکن اس نے اسے اس برے طریقے سے دھکا دیا کہ وہ لکڑی کے پلیٹ فارم پر کولہوں کے بل گری۔ اب ہجوم کی چیخ و پکار ایسی تھی جیسے کوئی بہت بڑا جنگل ہو۔ اس وقت تک میرے سر اور جسم پر گھونسے تیزی کے ساتھ پڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ یہ محسوس ہوا کسی سخت چیز سے میری کھوپڑی ٹکڑے ٹکڑے

ہوگئی ہے جو آخری بات مجھے یاد ہے وہ پولیس والوں کا خاموشی سے مڑکر چلے جانا ہے۔

اگلے چار ہفتوں کے واقعات دنیا بھر میں اتنے مشہور ہیں کہ انہیں یہاں تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں جب یہ واقعات رونما ہو رہے تھے تو میں کچھ مسائل کا شکار تھا۔ میرے سر کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو ٹھیک ہونے میں کچھ وقت لگا۔ ٹوٹے ہوئے بازو اور شدید زخموں کا تو شمار ہی نہیں۔

مجھے وہ وقت یاد ہے جب پہلی مرتبہ ہسپتال میں میری آنکھ کھلی اور میرے سر پر حاجی کی طرح پگڑی بندھی ہوئی تھی۔ ہر چیز غیر حقیقی اور زندگی سے بڑی لگتی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ خواب میں مَیں نے اپنے گرد ایڈنا، اپنے والد اور ماما کو دیکھا جو میرے بستر کے نزدیک کھڑے تھے' میں نے سکرین پر دو پولیس والے بھی دیکھے۔ لیکن وہ چیز فوکس میں رہی وہ یہ تھی کہ میرے سر میں دباؤ بڑھ رہا تھا۔ میں نے اپنی پگڑی کو محسوس کرنے کی کوشش کی لیکن میرے خیال میں درد ہاتھ تک آ گیا تھا اور میں دوبارہ بے ہوش ہوگیا۔ جب اگلی دفعہ میں نے اپنے اردگرد دیکھا تو میرے والد ماما اور پولیس والے ابھی تک کھڑے تھے وہ پچھلی دفعہ سے زیادہ حوصلہ مند نظر آ رہے تھے۔ ایڈنا جا چکی تھی۔ غالبًا پہلی مرتبہ اس کی شبیہہ میرے تخیل کی مرتب کردہ تھی میں حیران ہوا اور اکتائے ہوئے لہجے میں سوچا کہ پولیس میرے بستر کے پاس کیا کر رہی ہے؟ لیکن یہ حیرت زیادہ دیر برقرار نہ رہی۔ ہر چیز اجنبی تھی اور دو پولیس والوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا (غالبًا وہ اس وقت کی تلافی کر رہے تھے جب وہ ضرورت کے وقت مجھے چھوڑ گئے تھے۔) لیکن ایک صبح جب میں سو کر اٹھا تو معلوم ہوا کہ وہ جا چکے ہیں وہ کہاں ہیں میں نے اس نرس سے پوچھا جو میری دوائی لائی تھی۔

''وہ جا چکے ہیں''

''لیکن کیوں''

''خدا کا شکر ادا کرنے کی بجائے تم پوچھتے ہو وہ کیوں چلے گئے؟ انہوں نے تمہارا کیس واپس لے لیا ہے۔

میرا کیس؟ میں نے یاد کرنے کی پوری کوشش کی لیکن کچھ یاد نہ آ رہا تھا چنانچہ اس کا خیال ترک کر دیا۔ میرا باپ کسی بھی وقت آ جائے گا شاید اسے معلوم ہو۔ لیکن جب

وہ آیا اور میں نے پوچھا تو اس نے یہ کہہ کر جانے سے انکار کر دیا کہ پہلے مجھے ٹھیک ہونا چاہیے لیکن میرے ضد کرنے پر اس نے بتایا کہ مجھے گرفتار کر لیا گیا تھا کیونکہ میرے پاس خطرناک اسلحہ پایا گیا تھا۔

''پایا گیا؟ کہاں؟ کس نے پایا؟

'تمہاری کار میں وہ کہتے ہیں تمہاری کار میں سے پانچ پستول اور دو ڈبل بیرل بندوقیں برآمد ہوئیں تاہم اب انہوں نے کیس واپس لے لیا ہے''۔

میری سوچ رفتہ رفتہ ایک نقطے پر مرکوز ہو رہی تھی''انتخابات کس دن ہیں؟''

''مجھے نہیں معلوم''

''یہ کہو کہ تم مجھے بتانا نہیں چاہتے یہ نہ کہو کہ تمہیں معلوم نہیں''

''کیا میں اپنا ریڈیو لے سکتا ہوں''؟

نہیں ابھی نہیں۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ تمہیں آرام کرنا چاہیے''

اگلے دن میں نے دوبارہ پوچھا اور میری ضد سے تنگ آ کر اس نے بتایا کہ بدمعاشوں نے میری کار تباہ کر دی تھی۔ اسے الٹا کر آگ لگا دی تھی۔ تب ہسپتال لانے کے بعد مجھے گرفتار رکھا گیا کہ میں نے اپنی کار میں اسلحہ رکھا تھا۔ لیکن دراصل وہ مجھے نامزدگی کے کاغذات پر دستخط کرنے سے روکنا چاہتے تھے۔

''کاغذات نامزدگی۔ لیکن میں اس پر پہلے ہی دستخط کر چکا ہوں'' میں نے کہا وہ کاغذ الیکشن افسر کے پاس نہیں پہنچے بدمعاشوں نے انتخابی دفتر جاتے ہوئے تمہارے آدمیوں سے چھین لئے---

میں نے بیٹھنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے مجھے پیچھے کی طرف لٹا دیا۔ اب میں نے تمہیں بتا دیا ہے مجھ سے زیادہ سوال مت پوچھنا۔ سن رہے ہو؟ حتیٰ کہ اس ہسپتال میں بھی تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کون دوست ہے اور کون دشمن یہی وجہ ہے کہ میں یہاں زیادہ رہتا ہوں''۔ اس نے پیچھے کی طرف دیکھ کر آہستہ سے کہا میکس خود یہاں نامزدگی کا کاغذ لے کر آیا تھا لیکن انہوں نے اسے واپس بھیج دیا''۔

''اچھا؟''

دراصل یہ انتخابات ہی کا دن تھا جب ہم نے گفتگو کی۔ میرے باپ کے لئے یہ حقیقت مجھ سے چھپانا آسان ہوگیا تھا کیونکہ انہوں نے مجھے تنہا ایک سپیشل وارڈ میں رکھا تھا اسی رات اباگا میں میکس کو قتل کر دیا گیا۔لیکن مجھے دو دن تک اس کے متعلق خبر نہ ملی۔ اس وقت میں سارا دن روتا رہا میرے سر کے اندر دباؤ واپس آ گیا اور مجھے خیال آیا کہ میں مر جاؤں گا لیکن ڈاکٹر نے مجھے سلا دیا۔

بعد میں ٹریڈ یونین لیڈر نے مجھے سارا قصہ سنایا۔اس کے مطابق میکس کو ہماری کارروائی کے جاسوسی کے شعبے نے اطلاع دی کہ چیف کوکو کی بارسوخ بیوی پی-او-پی کے شعبہ خواتین کے ایک اپریشن کی قیادت کر رہی ہے جسے ہم بیلٹ کو دودھ پلانا کہہ سکتے ہیں یعنی اپنے بریزیر میں چھپے ہوئے ووٹوں کو یہاں پولنگ بوتھ میں سمگل کرتی تھی میکس نے فوراً تحقیق کی لیکن جونہی وہ اپنی کار سے اترا چیف کوکو کی ایک جیپ پیچھے سے آئی اور اس کے اوپر سے گزر گئی اور وہ موقع پر مر گیا۔

پولیس نے جس میں زیادہ تر بھیس بدلے ہوئے پولیس کے بدمعاش تھے بے دلی سے ڈرائیور کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن چیف کوکو آگے بڑھا اور انہیں بتایا کہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں وہ معاملے کو خود نمٹائے گا پولیس صرف چند انچ کے فاصلے سے بچ گئی۔ وہ کچھ دیر تک پتھر کے بت کی طرح کھڑی تھی۔ پھر اس نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا جیسے رومال نکالنا چاہ رہی ہو۔اس کی بجائے پستول نکالا اور چیف کوکو کے سینے پر دو گولیاں چلا دیں۔ پھر وہ میکس کی لاش پر گری اور عورت کی طرح رونے لگی تب پولیس والوں نے اسے پکڑا اور گھسیٹ کر لے گئے۔ بہت عجیب لڑکی تھی۔اس نے کہا۔

اس رات جو لڑائی اباگا میں میکس کے محافظوں اور نانگا کے بدمعاشوں کے درمیان ہوئی اس سے علاقے میں تشویش پھیل گئی۔ چیف نانگا انا طہ میں بلا مقابلہ منتخب ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی ذاتی محافظ فوج توڑنے کی کوشش کی تاکہ ان کے اخراجات سے بچ جائے لیکن ان میں سے بعض نے علیحدہ ہونے سے انکار کر دیا اور ایک چھوٹی سی لڑائی ہوئی جس میں ڈوگو اپنا ایک کان گنوا بیٹھا۔ پھر انہوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور شہر میں دوکانیں لوٹنے لگے، عورتوں کے زیورات اتارنے اور مردوں کو پیٹنے لگے۔ میرا باپ کی سب سے چھوٹی بیوی کا گاؤں میں خشک مچھلی کا سارا ذخیرہ ختم ہو گیا اور اس کے بدلے اس

کا چہرہ سوج گیا۔ ملک کے دوسرے حصوں میں غنڈوں نے چیف نانگا کے بدمعاشوں کی کامیابی کا سن کر اپنا گروہ بنالیا تھا اور خوف ودہشت کا دور شروع ہو گیا تھا۔

اسی دوران وزیراعظم نے چیف نانگا اور زیادہ تر پرانی کابینہ کو دوبارہ اپنے اپنے عہدوں پر فائز کر دیا اور ریڈیو پر اعلان کیا کہ وہ بغیر رحم دکھائے بدمعاشی کا خاتمہ کر دیں گے۔ انہوں نے غیر ملکی سرمایہ کاروں کو یقین دلایا کہ ان کا سرمایہ محفوظ ہے اور ان کی حکومت آزادانہ اقتصادی پالیسی میں اتنی ہی مستحکم ہے جتنا کوہ جبرالٹر۔ ''یہ ملک'' اس نے کہا کبھی اتنا مضبوط نہیں رہا جتنا آج ہے'' اس نے چیف کوکو کی بیوہ کو سینیٹر نامزد کیا اور پھر عورتوں کے معاملات کا وزیر بنا دیا۔ وہ پوری مارکیٹ کی خواتین کی گلڈ کو خاموش کروانا چاہتے تھے۔

بعض سیاسی مبصرین نے کہا کہ ان معاملات میں حماقتوں کی وجہ سے لوگ آگ بگولہ ہوگئے اور حکومت کا تختہ الٹ دیا یہ محض بکواس ہے۔ لوگ خود اپنے رہنماؤں سے زیادہ مایوس ہو گئے تھے اور اس گھپلے میں ہمدردی دکھا رہے تھے انہیں کھانے دو'' لوگوں کی رائے تھی'' جب سفید فام ہر چیز ہڑپ کر رہے تھے تو کیا ہم نے خودکشی کر لی تھی؟ یقیناً ''نہیں'' آج طاقت ور سیاہ فام ہیں وہ آئے انہوں نے کھایا اور چلے گئے۔ اہم بات زندہ رہنا ہے اگر تم زندہ رہو تو موجودہ غصے کو برداشت کرو۔ جیسا کہ پرانے لوگ کہہ گئے ہیں بڑی بات یاد ماضی ہے اور جو صرف بچ جاتے ہیں وہ اس سے کام لے سکتے ہیں علاوہ ازیں اگر تم بچ جاؤ تو کون جانتا ہے کہ کل تمہارے کھانے کی باری آ جائے ہو سکتا ہے تمہارا بیٹا تمہارا حصہ لے آئے۔

نہیں، لوگوں کا ہماری حکومت کے زوال سے کوئی تعلق نہیں معاملہ یوں ہوا کہ کچھ بے قابو ہجوم ور ذاتی فوج کو انتخابات میں خون اور طاقت کا چسکہ پڑ گیا یہ لوگ ہاتھوں سے نکل گئے اور اپنے حاکموں اور آجروں کا خاتمہ کر دیا۔ ان کے پاس ایسا کرنے کی وجہ موجود نہیں تھی۔ ہمیں اس سلسلے میں بھول نہیں کرنی چاہیے۔

ہسپتال سے فارغ ہونے سے پہلے ایک دن ایڈنا ملنے آئی۔ ہم خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ میں اس خط کے متعلق کیا کہہ سکتا تھا جس میں مَیں نے اسے اَن پڑھ لڑکی کہا تھا اور بہت سی غیر مہذب باتیں لکھیں تھیں؟ لیکن کہتے ہیں کہ حملہ سب

سے اچھا دفاع ہوتا ہے چنانچہ میں نے حملہ کر دیا ''مبارک ہو'' میں نے کہا میں اس کی نشست پر دوبارہ کبھی مقابلہ نہیں کروں گا'' میں جھوٹی ہنسی ہنسا۔ اس نے کچھ نہ کہا جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہی اور میری طرف چٹانوں کو پگھلا دینے والی گول گول آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ ایڈنا، مجھے بہت افسوس ہے، میں نے کہا ''میں ایک جانور کی طرح برتاؤ کیا میں ہمیشہ یادرکھوں گا کہ اس سارے ہجوم میں تم واحد ہستی تھیں جو میری مدد کرنا چاہتی تھیں۔ میری آنکھوں میں دھند چھا گئی۔ ''مت روؤ'' میں نے کہا جب میں نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں میرے لئے آنسو تھے جو اس کے گالوں پر گرتے نظر آئے ''نہیں میری پیاری ایسا مت کرو۔ ادھر آؤ اور بیٹھ جاؤ'' وہ بیٹھ گئی۔

''ایڈنا' مجھے معلوم نہیں لیکن میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میں ایک درندہ ہوں۔ یقین کرو ــــ اس خط کے بارے میں مَیں اتنا پریشان تھا ـ ـ ـ تم تصور نہیں کرسکتیں میں کتنا پریشان تھا کیا تم مجھے معاف کر دو گی؟''

''تمہیں معاف کردوں' کس لئے تم نے اس میں جو کچھ کہا ہے صحیح ہے''

ایسی بات مت کرو۔ میں جانتا ہوں کہ تم کیا محسوس کر رہی ہو۔ لیکن میرا مقصد قطعاً ایسا نہیں تھا...... تم جانتی ہو میں بہت پریشان تھا اور میں نہیں چاہتا تھا... میں نہیں چاہتا تھا کہ تم اس گدھے سے شادی کرو... اسی لئے... خدا کی قسم... میں نے قسم کھانے اور آسمان کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کی میں اپنی پریشانی میں وقتی طور پر بھول گیا کہ میرے دائیں بازو پر پلستر چڑھا ہوا ہے۔ مجھے جلد ہی یاد آ گیا اور میں نے بائیں انگلی اٹھائی جو بہت ہی عجیب لگا۔

''اس کے ساتھ شادی؟ حقیقت یہ ہے کہ میں اس کے ساتھ شادی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کالج میں تمام لڑکیاں مجھ پر ہنستی تھیں... یہ صرف میرا باپ تھا میں یہ داعوی نہ کرتی میں پڑھی لکھی ہوں مگر کم از کم......

''اوہ پلیز ایڈنا'' میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میں کچھ لوگوں کی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود کم از کم ان سے بہتر ہوں جو اپنی تمام دولت سمیت کسی گنوار آدمی سے بہتر نہیں ہے اور تم نے اس کی بیوی کے حسد کے بارے میں جو کچھ کہا ہے...'' ''ذرا ٹھہرو'' میں نے کہا کوئی بات میرے ذہن میں روشن ہوگئی تھی اور مجھے احساس ہو رہا تھا کہ

وہ جو کچھ کہہ رہی ہے اس پر توجہ دینی چاہئے۔ ''ٹھہرو۔میرے پہلے خط کے بارے میں بات کررہی ہو یا دوسرے خط کے'' ''دوسرا؟ دوسرا خط کونسا۔تم نے دو خط لکھے ہیں''

''ہاں تم سے مل کر آنے کے بعد'' میں نے کہا اور پھر خود سے مخاطب ہوا نیچے نہ کرو۔حملہ کرو اور اپنا دفاع مضبوط کرو۔ ہاں میں جب تم سے ملنے آیا تھا اور تم نے مجھے ذلیل کیا تھا۔ میں نے خط لکھا تھا تمہارا مطلب ہے کہ تمہیں وصول نہیں ہوا'' نہیں مجھے نہیں ملا مجھے مل کر آنے کے بعد؟...... یہ ان خطوط میں سے ہوگا جو پوسٹ ماسٹر نے اس کے حوالے کر دئے تھے۔''

''پوسٹ ماسٹر؟ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔''

''تم نے نہیں سنا۔ پوسٹ ماسٹر اور یہ شخص ایک ہی ہیں وہ میرے سارے خطوط اسے پہنچاتا رہا''۔

''درندہ صفت انسان''۔

''تمہارا کبھی کسی ایسے انسان سے واسطہ پڑا ہے؟ صرف خدا نے مجھے بچا لیا ہے''

''خدا اور اوڈیلی''

ہاں اور اوڈیلی تم نے اس میں کیا لکھا تھا؟''

''کس میں؟'' خط میں... عام سی باتیں''

''مجھے بتاؤ''

''بعد میں بتاؤں گا اب ہم نئی باتیں کرتے ہیں۔اپنے مستقبل کے منصوبوں کے بارے میں'' اس خوش قسمتی پر کچھ دیر خاموشی سے غور کرتے ہوئے میں نے خوش دلی سے کہا ''ایک وزیر ایک لڑکی کے محبت ناموں کی ٹوہ میں رہتا ہے''۔تم نے کبھی کسی کی اتنی بری قسمت دیکھی ہے'' ایڈنا نے کہا اور پھر اسے کوئی بات یاد آئی اور اس نے کہا ''لیکن یہ لڑکی کون ہے''۔

میں مسکرایا اور اس کا ہاتھ دبایا۔اپنے خیالات کو الفاظ دیئے۔

''متجس آنکھ صرف اپنی نظر کھوتی ہے'' میں نے کہا ''جو شخص اپنے پڑوسیوں کے

بیڈروم میں جھانکتا ہے جبکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں عورت موجود ہے تو وہ اپنے آپ کو سزا دیتا ہے''

اب میرا ہاتھ دبانے کی ایڈنا کی باری تھی۔

میرے والد کی آواز سنائی دی میں جونرس سے سلام دعا کر رہا تھا۔ ایڈنا جلدی سے میرے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

''اوہ بیٹی۔ تم اتنا عرصہ دور رہی ہو۔ میرا خیال تھا میں نے تم کو ڈرا کر بھگا دیا ہے''

''نہیں جی'' اس نے پریشان ہو کر کہا۔

''ڈرا کر بھگا دیا کیسے''؟

''میں نے اسے بتایا تھا کہ اس کی اپنے ایک بیٹے سے شادی کر دوں گا اس دن اس نے ساری رات ہمارے ساتھ گزار دی تھی''

''تو یہ خواب نہیں تھا''

''کون سا خواب''

''چھوڑیں ابا جی میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کس بیٹے سے اس کی شادی کریں گے''۔

''یہ دیکھا جائے گا''

میری صحت یابی کے بعد بھی میرا باپ اور اس کے بعض قریبی رشتہ دار کھجور کی شراب کے بہت بڑے برتن کے ساتھ ایڈنا کے باپ کے پاس گئے تاکہ ''گفتگو'' شروع کی جائے۔ پہلی کچھ ملاقاتوں میں تو ہم نے اس موضوع پر کوئی بات نہ کی۔ ہمارا میزبان اس وقت پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا کہ اس نے وزیر داماد کھو دیا ہے اور اب اسے اس پاگل' لڑکے پر گزارا کرنا پڑے گا' جس نے ایک کار خریدی ہے جسے وہ کھوا کہتا تھا۔ لیکن اس وقت فوج نے اقتدار پر قبضہ کر لیا اور حکومت کے ہر رکن کو جیل میں ڈال دیا۔ منتخب بدمعاشوں کی لوٹ کھسوٹ سے اتنی بدامنی پیدا ہو گئی تھی کہ فوجی افسروں نے اقتدار سنبھال لیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ نانگا مچھیروں کے لباس میں فرار ہوتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔

اس کے بعد ایڈنا کے باپ کے ساتھ معاملات زیادہ تیزی سے طے ہونے لگے -- وہ اب مجھے بہت بڑی نعمت سمجھتا تھا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ چیف نانگا نے اس کی بیٹی کو خریدنے کے لئے ایک سو پچاس پاؤنڈ دیئے تھے اور دیگر ایک سو پاؤنڈ اس کی تعلیم کا خرچ تھا۔ بات اتنی ہی تھی؟ میں نے سوچا۔

''ہماری رسم'' میرے باپ نے مضبوطی سے کہا ''یہ ہے کہا اگر معاملہ ختم ہو جائے تو دلہن کی قیمت واپس کر دی جائے۔ دوسرے اخراجات مرد کا نقصان' سمجھے جاتے ہیں۔ کیا یہی رسم نہیں ہے؟ ہماری پارٹی نے کہا ہاں یہی رسم ہے۔

بات ایسے ہی تھی لیکن میں آئینی اور روایتی دلیلوں میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔ خاص طور پر جب ان سے معاملات کھٹائی میں پڑ جائیں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ساری زندگی میرے ذہن میں یہ بات رہے کہ میری بیوی کی تعلیم پر چیف نانگا کی رقم خرچ ہوئی چنانچہ میں اپنے رشتہ داروں کی حیرت کے باوجود پائی پائی ادا کرنے پر تیار ہو گیا۔ ''آؤ ہم باہر جا کر مشورہ کرتے ہیں۔'' میں نے سیدھی ''ناں'' کر دی اور انہوں نے حیرت میں شانے ہلائے وہ میری استقامت پر متحیر تھے۔

میں نے پہلے ہی ذاتی طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ میں سی-پی-سی کے فنڈز میں سے رقم ادھار لے لوں گا جواب بھی میرے پاس تھا۔ ان کو جلدی ضرورت بھی نہیں تھی۔ خاص طور پر اس لئے کہ فوجی اقتدار نے ملک میں سیاسی پارٹیوں کو ختم کر دیا تھا اور اعلان کیا وہ اس وقت تک کالعدم رہیں گے جب تک حالات ایک مرتبہ پھر بہتر نہ ہو جائیں۔ ساتھ ساتھ انہوں نے سرکاری ملازموں پر مقدمے چلانے کا اعلان بھی کیا جنہوں نے ملکی دولت سے اپنے آپ کو امیر بنا لیا تھا۔ تقریباً پندرہ لاکھ پونڈ رقم کا معاملہ تھا۔

لیکن جہاں تک میری سوچ کا تعلق ہے ان کا سب سے اچھا کام یونس کو جیل سے رہا کر دینا اور میکس کو انقلاب کا ہیرو قرار دینا تھا۔ (میں یہ بتا دوں کہ اس کی ایک فاش غلطی کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ میکس ایک ہیرو اور شہید تھا ہے میں اپنے گاؤں میں اس کی یاد میں ایک سکول قائم کرنا چاہتا ہوں۔) جس بات سے مجھے نفرت ہوئی وہ اچانک ان لوگوں کے خیالات میں تبدیلی تھی جنہوں نے پاس کھڑے اسے مرتے دیکھا تھا۔

راتوں رات لوگوں میں گذشتہ حکومت کی زیادتیوں پر چیں چیں ہونے لگی۔ ظلم

اور بے ایمانی کے نظام پر۔ اخبار، ریڈیو اور اب تک خاموش دانشور ہر کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ کتنی بری قسمت تھی ہماری اور اگلی ہی صبح یہ عوامی رائے بن گئی۔ یہ وہی لوگ تھے جو کل ہی پرانی حکومت کی تعریف میں رطب السان تھے۔ چیف کوکو خاص طور پر قاتل مشہور ہو گیا۔ لیکن میرے خیال میں اصلی مجرم، جن لوگوں نے اس کی رہنمائی کی تھی، معصوم ٹھہرے۔

''کوکو نے اتنا زیادہ لے لیا تھا کہ مالک نے دیکھ لیا'' میرے والد نے مجھ سے کہا۔ یہ اس دن کی بات ہے جب میں یونس سے ملنے گیا اور واپسی پر اسے بتایا کہ لڑکی نے کسی بات میں دلچسپی نہیں لی۔ خواہ وہ جیل میں رہے یا باہر۔ میں اپنے والد کے الفاظ پر حیران رہ گیا کیونکہ یہ وہی الفاظ تھے جو ناطہ کے لوگوں نے جوسیا کے متعلق کہے تھے۔ لیکن اس وقت ان الفاظ کے معانی بھی تھے، مالک گاؤں اور گاؤں کا ایک ذہن بھی تھا جو بے حرمتی کا مقابلہ کر سکتا تھا لیکن قوم کے معاملات میں کوئی مالک نہیں ہوتا۔ گاؤں کے قوانین بے وقعت ہو گئے تھے کیونکہ میکس کا انتقام لوگوں کے اجتماعی ارادے نے نہیں لیا بلکہ ایک عورت نے لیا تھا جو اس سے محبت کرتی تھی۔ اگر اس کی روح لوگوں سے تلافی کا مطالبہ کرتی تو ہمیشہ انتظار ہی کرتی رہتی۔ لیکن وہ خوش قسمت تھا۔ میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ ''کھاؤ اور کھانے دو'' کہ ابھی ابھی ختم ہونے والے عہد میں ایک شخص پر صبح لعنت برسائی جاتی تھی کہ اس نے اندھے کی لاٹھی چرا لی ہے اور شام کو وہ وزیر کے کان میں سرگوشی کرتا تھا۔ ایسے نظامِ حکومت میں ایک انسان اسی وقت اچھی موت مرتا ہے جب اس کی زندگی کسی دوسرے شخص کو اتنا متاثر کر دے کہ وہ کسی لالچ کے بغیر اس کے قاتل کے سینے میں گولیاں پیوست کر دے۔

☆☆☆